# تعلیم و تربیت

جولائی 2017

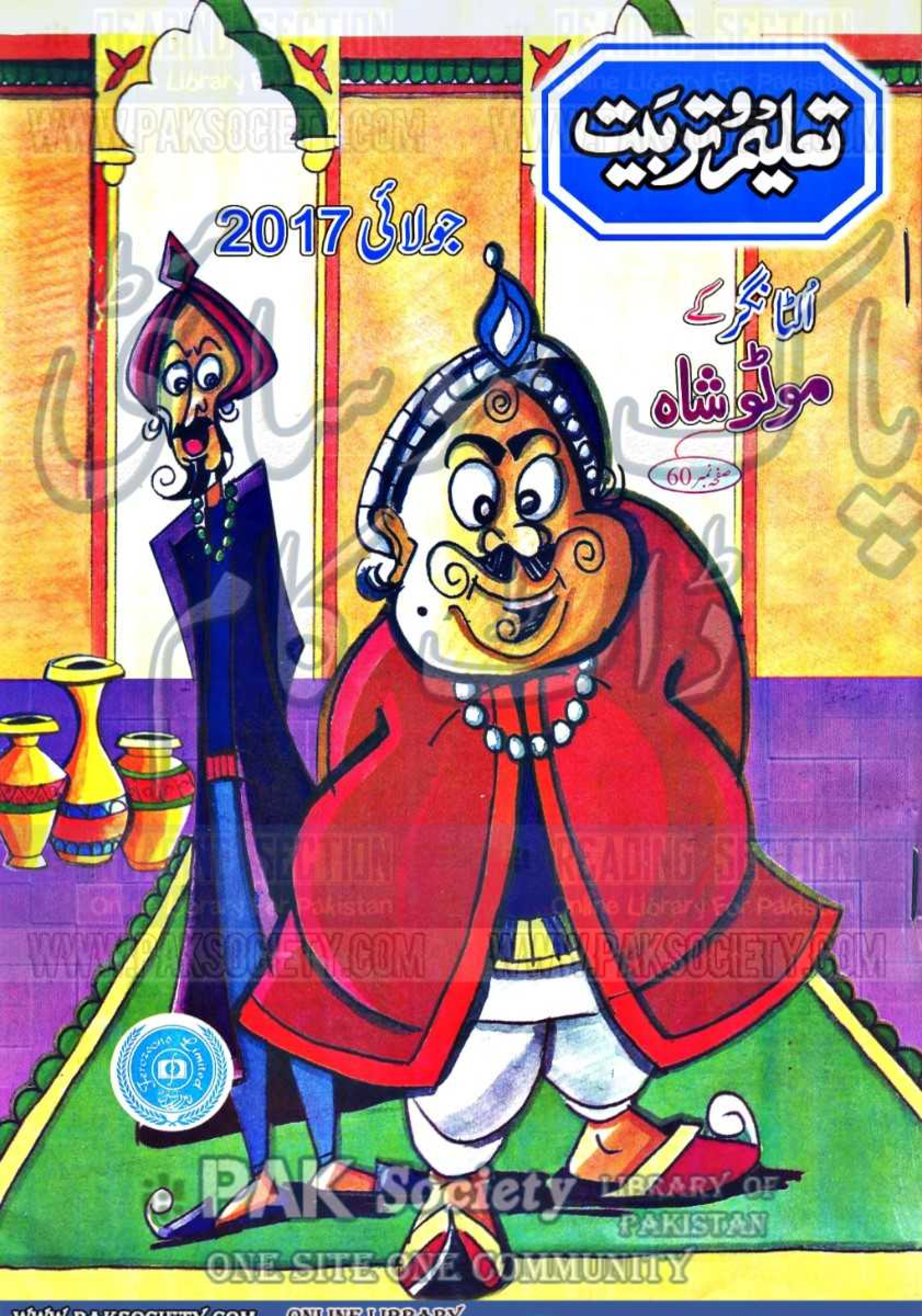


PAK Society LIBRARY OF PAKISTAN
ONE SITE ONE COMMUNITY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

77 واں سال تیسرا شمارہ

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

# تعلیم و تربیت

پاکستان میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا

بچوں کا محبوب رسالہ

جولائی 2017ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ!**

کچھ لوگ کسی چور کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے کر آئے اور بتایا کہ اس چور کو ہم نے عین چوری کرتے ہوئے پکڑا ہے۔ کوتوال نے چور سے پوچھا کہ تم نے چوری کی ہے؟ چور نے جواب دیا کہ ہاں میں نے چوری کی ہے لیکن میں نے جو کچھ بھی کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ تو تو جانتا ہے کہ کائنات میں ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ادھر سے ادھر نہیں ہوتا۔ یہ سن کر کوتوال نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اس چور کو اتنا ماریں کہ اس کو اپنا سب کھایا پیا بھول جائے۔ چور نے گڑگڑانا اور رونا شروع کر دیا۔ کوتوال نے پوچھا کہ اب کیوں روتا ہے؟ میں بھی تو یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر رہا ہوں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کسی کے باغ میں اجازت کے بغیر جا گھسا اور درخت پر چڑھ کر پھل توڑنے لگا۔ اتنے میں درخت کا مالک ادھر آ نکلا اور اس نے پھل چوری کرنے والے شخص سے کہا کہ اے بے حیا یہ کیا حرکت ہے؟ پھل توڑنے والے شخص نے جواب دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کے باغ سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز توڑ کر کھاتا ہے تو اس میں بے حیائی کی کون سی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی لازوال نعمتوں پر سانپ بن کر بیٹھنے والا تو کون ہے؟ یہ سن کر باغ کے مالک کو بہت غصہ آیا۔ اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ اسے مضبوط رسی کے ساتھ باندھ دو اور ایک کوڑا لے کر آؤ۔ میں اسے اس کی حرکت کا جواب دیتا ہوں۔ اس کے ملازم نے چوری کرنے والے شخص کو رسی سے باندھا اور کوڑا مالک کے ہاتھ میں تھما دیا۔ بس پھر کیا تھا باغ کا مالک چور کی پیٹھ پر کوڑے مارنے لگا۔ چور درد کی شدت سے چیخنے لگا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو، کیا مجھے مار ڈالو گے؟

باغ کے مالک نے جواب دیا کہ چیخو مت۔ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا بندہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی لکڑی سے اللہ تعالیٰ کے بندے کو مار رہا ہے۔ یہ کوڑا بھی حق ہے اور میں مار بھی اللہ کے حکم سے رہا ہوں۔ آخر چور نے اپنی اس سوچ سے توبہ کی اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اقرار کیا کہ ہر جرم کی سزا حق ہے۔

پیارے بچو! گرمیوں کی چھٹیاں کیسے گزریں۔ امید ہے چھٹیوں کا کام مکمل ہو رہا ہوگا۔ وقت ضائع مت کیجیے بلکہ اپنے اوقات کار میں توازن رکھیں اور نصاب کے علاوہ کھیل کود اور سیر و تفریح کے لیے بھی وقت نکالیں۔ ہاں! گرمیوں کے شدید موسم میں دھوپ سے بچیں۔ خوش رہیں۔ فی امان اللہ ایڈیٹر

## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ | مدیر | 1 |
| حمد و نعت | ریاض حسین قمر | 2 |
| درس قرآن و حدیث | محمد طیب الیاس | 3 |
| قسم سے | علی اکمل تصور | 4 |
| رمضان ہمارا مہمان | صالحہ محبوب | 7 |
| میری بیاض سے | پسندیدہ اشعار | 10 |
| گڑیا | محمد فاروق دانش | 11 |
| اسٹیٹ بینک کا افتتاح | غلام حسین میمن | 15 |
| پیارے اللہ کے پیارے نام | راشد نواب شاہی | 17 |
| مل جل کر کھانا | سریہ چوہدری | 19 |
| درختوں کی پراسرار دنیا | مریم فاطمہ | 21 |
| کھوج لگایئے | ننھے کھوجی | 22 |
| کوئز | | 23 |
| الجھن خاکے | | 24 |
| میری زندگی کے مقاصد | معزز قارئین | 25 |
| مختصر مختصر | | 26 |
| بچوں کا انسائیکلوپیڈیا | ڈاکٹر طارق ریاض خان | 28 |
| آیئے مسکرائیں | خوش ذوق قارئین | 30 |
| چارپائی (نظم) | محمد شرافت علی ضیاء | 31 |
| ان لکوں میں تیل نہیں | زبیدہ سلطانہ | 32 |
| جو لوگ | عبدالرشید فاروقی | 33 |
| کھیل دس منٹ کا | | 36 |
| بڑا آدمی | طاہر عمیر | 37 |
| ویران جزیرے کا راز | احمد عدنان طارق | 40 |
| بادشاہ کا خواب | گلاب خان سولنگی | 44 |
| آپ بھی لکھیے | ننھے ادیب | 47 |
| مشن اسکواڈ | محمد ندیم اختر | 51 |
| دماغ لڑاؤ | ذہین قارئین | 54 |
| ایڈیٹر کی ڈاک | | 55 |
| خوب صورت جھیلوں کی وادی | رانا محمد شاہد | 57 |
| الناگر کے مولو شاہ | سعید لخت | 60 |
| بوجھو تو جانیں | ننھی منی پہیلیاں | 63 |
| بلا عنوان | | 64 |


اور بہت سے دل چسپ تراشے اور سلسلے


ایڈیٹر، پبلشر: ظہیر سلام

اسسٹنٹ ایڈیٹر: عابدہ اصغر

سرکولیشن اسسٹنٹ: محمد بشیر راہی

سالانہ خریدار بننے کے لیے سال بھر کے شماروں کی قیمت پیشگی بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں سرکولیشن منیجر: ماہنامہ "تعلیم و تربیت" 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور کے پتے پر ارسال فرمائیں۔
فون: 36361309-36361310 فیکس: 36278816

پرنٹر: ظہیر سلام
مطبوعہ: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔
ہیڈ آفس و شوروم: 81۔ ڈی/1، مین بلیوارڈ، گلبرگ، لاہور۔

خط و کتابت کا پتا
ماہنامہ تعلیم و تربیت 32۔ ایمپریس روڈ، لاہور۔
UAN: 042-111 62 62 62 Fax: 042-36278816
E-mail:tot.tarbiatfs@gmail.com
tot tarbiatfs@live com

پاکستان میں (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)= 1000 روپے۔
مشرق وسطی (ہوائی ڈاک سے)= 2400 روپے۔
ایشیا، افریقا، یورپ (ہوائی ڈاک سے)= 2400 روپے۔
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، مشرق بعید (ہوائی ڈاک سے)= 2800 روپے۔

قیمت فی پرچہ 35 روپے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

## حمدِ باری تعالیٰ

مرے دل میں تُو اپنے پیار کی شمع جلا مولا
مرے بیمار دل کو بخش دے کامل شفا مولا
یقینی بات ہے اس میں نہیں شک و شبہ کوئی
ہے تیری ذات ہی بے آسروں کا آسرا مولا
گناہوں کی تپش سے تن بدن اپنا بھڑکتا ہے
تُو برسا ہم گناہگاروں پہ رحمت کی گھٹا مولا
اے ربِ لم یزل تو سید الکونین کے صدقے
ہمیں روزِ قیامت کی سزاؤں سے بچا مولا
طبیبانِ زمانہ نے جنہیں ٹھکرا دیا یکسر
ملی ایسے لوگوں کو ترے در سے شفا مولا
گناہوں کا سمندر ہے تلاطم خیز موجیں ہیں
مرے جیون کی کشتی کو کنارے پر لگا مولا
قمر نے جب سے تیرے در پر اپنا سر جھکایا ہے
کسی بھی آستانے پر نہیں یہ سر جھکا مولا

## نعت رسولِ مقبول ﷺ

ہمیشہ سبز گنبد کے مکیں کی بات کرتے ہیں
دیوانے رحمۃ اللعٰلمیں کی بات کرتے ہیں
سکونِ قلب کا ساماں میسر ہو گیا ان کو
یقیناً جو امام المرسلیں کی بات کرتے ہیں
فضائیں مسکراتی ہیں ہوائیں گنگناتی ہیں
جو ہم خیر البشر ، خندہ جبیں کی بات کرتے ہیں
ہمیں آنے لگے تب جنت الفردوس کی خوشبو
مدینہ پاک کی جب سرزمیں کی بات کرتے ہیں
ہم اکثر چھیڑتے ہیں تذکرہ واللیل زلفوں کا
ہم اکثر انؐ کی چشم سرگیں کی بات کرتے ہیں
نہ بولا جھوٹ ساری زندگی نہ ہی خیانت کی
چلے آؤ کہ اس صادق، امیں کی بات کرتے ہیں
جنہوں نے بخشوانا ہے قیامت میں قمر ہم کو
محمدؐ کی، شفیع المذنبیں کی بات کرتے ہیں

ریاض حسین قمر



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

درسِ قرآن و حدیث

# امانت داری

محمد طیب الیاس

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ ''(مسلمانو!) یقیناً اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے حق داروں تک پہنچاؤ۔'' (النساء، آیت:58)
اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ''(جس کو امین بنایا گیا ہو) وہ اپنی امانت ٹھیک ٹھیک ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے۔'' (البقرۃ:283)

پیارے بچو! مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ میں ''امانت کی پاس داری'' کا حکم ہے۔ عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی کا دیا ہوا مال یا کوئی چیز ویسے ہی واپس کر دینا جیسا کہ اُس نے آپ کے پاس رکھوائی تھی ''امانت'' کہلاتا ہے۔ بلاشبہ اس کو ''امانت'' کہتے ہیں، لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امانت کا مفہوم قدرے وسیع ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ کے جو احکامات بندوں پر عائد ہوتے ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، کفارے، نذر وغیرہ، یہ سب ''امانت'' ہیں۔

(2) جو شخص کوئی ذمہ داری لیتا ہے، اُس ذمہ داری کو صحیح طور سے نبھانا، جیسے کسی ملازم کو اپنے محکمہ کی جانب سے جو ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں، ان ذمہ داریوں کو پورا ادا کرنا، یہ ''امانت'' ہے۔ اور اگر وہ ان ذمہ داریوں سے کوتاہی برتے، تو اسے ''خیانت'' کہیں گے۔

(3) اگر کوئی آپ کو اپنا راز دار بنائے، وہ راز آپ کے پاس ''امانت'' ہے، بغیر اُس کی اجازت کے کسی سے کہہ دینا ''خیانت'' ہے۔

(4) اگر آپ کسی مجلس میں شریک ہوں، اس مجلس کی باتیں بھی ''امانت'' ہیں۔ اہلِ مجلس کی اجازت کے بغیر اُن باتوں کو دوسروں تک نقل کرنا اور پھیلانا درست نہیں۔ ہاں! اگر کسی مجلس میں ناحق قتل کرنے، یا عزت لوٹنے، یا مال لینے کا مشورہ ہو تو اسے چھپایا نہیں بلکہ آگے بتایا جائے گا، اور یہ امانت میں خیانت نہیں ہوگی۔

(5) اگر کوئی مشورہ مانگے تو اس کو ایسا مشورہ دے جو اس کی دانست میں مشورہ لینے والے کے حق میں مفید اور بہتر ہو، کیوں کہ مشورہ بھی ایک ''امانت'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۂ مؤمنون کے شروع میں اہلِ ایمان کے سات اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک وصف ''امانت کا حق ادا کرنا ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا ہو اور یوں نہ فرمایا ہو: ''خبردار اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں، اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کو پورا کرنے والا نہیں۔''
(شعب الایمان للبیہقی:4045)

امانت داری اہلِ ایمان کا خاص وصف ہے۔ پس کامل مسلمان وہ ہے جو ایمان دار ہو۔ امانت داری بہت بڑی صفت ہے، جب کہ خیانت کو منافقوں کی صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ نبی پاکؐ کا ارشاد ہے کہ ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (2) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ (3) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔
(بخاری:33، مسلم:59)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پوری زندگی امانت و دیانت سے بسر ہوئی۔ آپؐ ابھی نبوت کے بلند منصب پر فائز نہیں ہوئے تھے کہ عرب میں ''الصادق والامین'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے، لوگ آپؐ کے پاس اپنی امانتیں رکھتے تھے۔ پھر ایک وہ وقت بھی آیا کہ آپؐ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لیے عزم فرما ہیں، کفار آپؐ کے خون کے پیاسے ہیں، آپؐ کو امانت کی پاس داری کا اس قدر خیال ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کافروں کی امانتیں سپرد کر کے اپنے بستر مبارک پر چھوڑتے ہیں اور خود مدینہ کی طرف عازم سفر ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! ہمیں بھی پیارے نبی ﷺ جیسے پیارے اخلاق اپنانے چاہئیں۔ تو کیوں آپ تیار ہیں......؟ ☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# قسم سے

علی اکمل تصور

"اے جی...... سنتے ہو...... اب اٹھ جائیں اور بچوں کو اسکول چھوڑ کر آئیں......" اس کی بیوی نے متعدد بار اسے آواز دی تھی، مگر ہر بار وہ کسمسا کر رہ جاتا۔ سچی بات یہ تھی کہ اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔ رات بھر کی پرسکون نیند کے باوجود بھی اسے نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔ پچھلے چند دنوں سے اس کی طبیعت خراب تھی۔ مگر اس بات کا ذکر اس نے کسی سے نہیں کیا تھا۔ وہ گھر کے کسی فرد کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بچوں کے اسکول جانے کا وقت ہو رہا تھا۔ وہ ہمت کر کے اٹھ کھڑا ہوا، جسم میں درد ہو رہا تھا، مگر اس نے اپنی تکلیف کسی پر ظاہر نہیں کی۔ بچوں کو اسکول چھوڑنے کے بعد وہ گھر واپس لوٹا اور پھر سے آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ "طبیعت تو ٹھیک ہے ناں......؟" اس کی بیوی نے پوچھا۔ "ہاں...... ہاں...... ناشتہ تیار کرو، مجھے دکان پر جانا ہے۔" ناشتہ کرنے کے بعد وہ دکان پر چلا آیا۔

"کیا بات ہے فاروق بھائی...... پچھلے چند دنوں سے دکان پر آنے کے حوالے سے آپ تاخیر کا شکار ہیں۔" اس کے پڑوسی دکان دار نے پوچھا۔

"کچھ سمجھ نہیں پا رہا...... چند دنوں سے طبیعت خراب ہے۔ نقاہت نے گھیر رکھا ہے۔"

"کسی سمجھ دار ڈاکٹر کے پاس جاؤ...... یہ تو بیماری پالنے والی بات ہے۔" اس کے دوست نے ہمدردی سے کہا۔

"ہاں...... آج رات جاؤں گا۔" فاروق نے ڈاکٹر کے پاس جانے کا ارادہ پہلے سے کر رکھا تھا۔ اس نے دکان کھولی، ابھی وہ برش کی مدد سے گرد و غبار صاف کر ہی رہا تھا کہ ایک خاتون دکان کے اندر داخل ہوئی۔ فاروق ہوشیار ہو گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ پہلے گاہک کا اطمینان دکان داری کے حوالے سے سارے دن کے لیے برکت کا باعث بنتا ہے۔ اس خاتون نے گھوم پھر کر بیسیوں اشیاء میں سے اپنے لیے ایک پرس پسند کیا۔

"اس کی کیا قیمت ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "باجی...... آپ کے لیے صرف آٹھ سو روپے میں......" فاروق نے ادب سے بات کی۔ "اتنا مہنگا۔" خاتون چونک پڑی۔ "بازار میں یہی پرس ایک ہزار میں فروخت ہوتا ہے باجی۔" "نہیں بھائی...... میں تو پانچ سو روپے ہی دوں گی۔"



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خاتون اپنی بات پر اُڑ گئی تھی۔

''پانچ سو روپے میں، میں نے خریدا ہے باجی...... قسم سے...... کم سے کم ایک سو روپے کا منافع ہی دے دیں۔'' فاروق کا لہجہ منت بھرا تھا۔

''کہہ دیا ناں...... پانچ سو روپے...... ورنہ میں جاتی ہوں۔'' خاتون دکان میں سے باہر جانے کے لیے قدم اٹھانے لگی تو فاروق مری، مری آواز میں بولا۔ ''لے لیں باجی۔'' اس خاتون نے فتح یاب نظروں سے فاروق کی طرف دیکھا۔ فاروق نے اس خاتون سے پرس کی قیمت وصول کی اور پرس اس کے حوالے کر دیا۔

''میرا نقصان ہو گیا باجی...... قسم سے۔'' فاروق دکھ بھرے لہجے میں بولا۔ وہ خاتون مسکراتے ہوئے دکان میں سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد فاروق بھی معنی خیز انداز میں مسکرانے لگا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ جھوٹی قسم کھا کر اس نے دو سو روپے والی چیز پانچ سو روپے میں فروخت کر دی ہے۔ فاروق کی دکان داری کا یہ بنیادی اصول تھا۔ جھوٹی قسم کھاؤ اور سامان فروخت کرو۔ سارا دن اس نے جھوٹی قسم اٹھانے میں گزار دیا۔ رات کو اپنے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے اس نے دکان بند کر دی۔ اسے ڈاکٹر کے پاس جانا تھا۔ ڈاکٹر نے تحمل سے تکلیف سے متعلق اس کی شکایات سنیں۔ ''بیماری کی تشخیص کے لیے چند ٹیسٹ کرنا ضروری ہیں۔'' لیبارٹری ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں ہی موجود تھی۔ فاروق کے خون کا نمونہ لیا گیا۔ آدھے گھنٹے بعد ہی نتیجہ تیار تھا۔ اب فاروق پھر سے ڈاکٹر صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ فاروق کو گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ کون جانے...... ڈاکٹر صاحب کس جان لیوا بیماری کے متعلق اسے بتا دیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب بولے۔ ''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مگر دوا کے ساتھ احتیاط لازم ہے...... ورنہ......''

''ورنہ کیا ڈاکٹر صاحب......'' فاروق کانپ کر رہ گیا۔ اب ڈاکٹر صاحب فاروق کو مرض کے متعلق کچھ بتا رہے تھے۔ خوف اور صدمے کی وجہ سے فاروق کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اسے احتیاطی تدابیر کے متعلق بتایا اور دوا تجویز کر دی۔ فاروق کندھے جھکائے کلینک سے باہر نکل آیا۔ غم اور پریشانی نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیوی اور بچوں کے چہرے گردش کر رہے تھے۔ ''حوصلہ کر فاروق...... بچوں کو تم نے ہی سنبھالنا ہے۔'' اس سوچ نے اسے تقویت دی۔ وہ گھر کے قریب پہنچا تو اس نے شور کی آواز سنی۔ مگر اس کی آمد کی خبر لگتے ہی چاروں طرف سناٹا پھیل گیا۔ ''یہ چکر کیا ہے......'' اس نے سوچا۔ پھر دروازہ کھلا۔ وہ گھر کے اندر داخل ہوا۔ دوسرا لمحہ اسے چونکا دینے کے لیے بہت کافی تھا۔ گھر کے صحن میں اس کے خاندان کے تمام افراد موجود تھے۔ بچوں نے ایک دم سے شور مچا دیا تھا۔ ''سال گرہ مبارک ابو جی۔'' یہ بات سنتے ہی ساری بات فاروق کی سمجھ میں آ گئی۔ ایک لمحے کے لیے وہ اپنا سارا دکھ بھول گیا۔ ''میں صدقے۔'' اس نے بچوں کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔ سامنے میز پر سال گرہ کا کیک آراستہ تھا۔ بچے کھینچ کر فاروق کو میز کے پاس لے گئے۔ تمام احباب نے حلقہ بنا لیا تھا۔ اب فاروق نے ایک سجی سجائی چھری تھام لی تھی۔ جیسے ہی چھری نے کیک کو چھوا۔ سب نے تالیاں بجا کر فاروق کو مبارک باد دی۔ اب کیک کا ایک ٹکڑا فاروق کے منہ کی طرف بڑھایا گیا۔ اس سے پہلے کہ فاروق اپنا منہ کھولتا۔ اچانک ہی اسے کچھ یاد آ گیا۔ نظروں کے سامنے موجود منظر گھوم گیا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔ ''میں نہیں کھا سکتا...... مجھے تمنا نہیں ہے۔'' فاروق نے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ تمام افراد حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

خوشی کو جیسے کسی کی نظر لگ گئی تھی۔ اس دن کے بعد سے فاروق کے کھانے پینے کے تمام معاملات تبدیل ہو گئے۔ میٹھے کے نام سے اسے نفرت ہو چکی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے وہ میٹھے کھانوں اور مشروبات کا شیدائی تھا۔ گھر کے تمام افراد اس غیر متوقع تبدیلی پر حیرت زدہ ضرور تھے۔ مگر بظاہر کوئی خطرے والی بات نظر نہیں آتی تھی۔ پوچھنے پر فاروق کہتا تھا کہ ضرورت سے زیادہ میٹھا کھانے کی وجہ سے انسان موٹاپے کا شکار ہو جاتا ہے اور میں تو ورزش بھی نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے احتیاط سے کام لے رہا ہوں۔ پہلے فاروق موٹر سائیکل پر سے اترنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ مگر اب وہ پیدل چلنا پسند کرتا تھا۔ ایک دن وہ پیدل ہی اپنی دکان کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ اچانک اس نے ایک آواز سنی۔ یہ آواز سن کر اس کے اٹھتے قدم رک گئے۔ ''خربوزے...... میٹھے خربوزے...... کھنڈ دے کھڈونے...... شہد سے زیادہ شیریں۔'' فاروق نے دیکھا، وہ ایک



www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

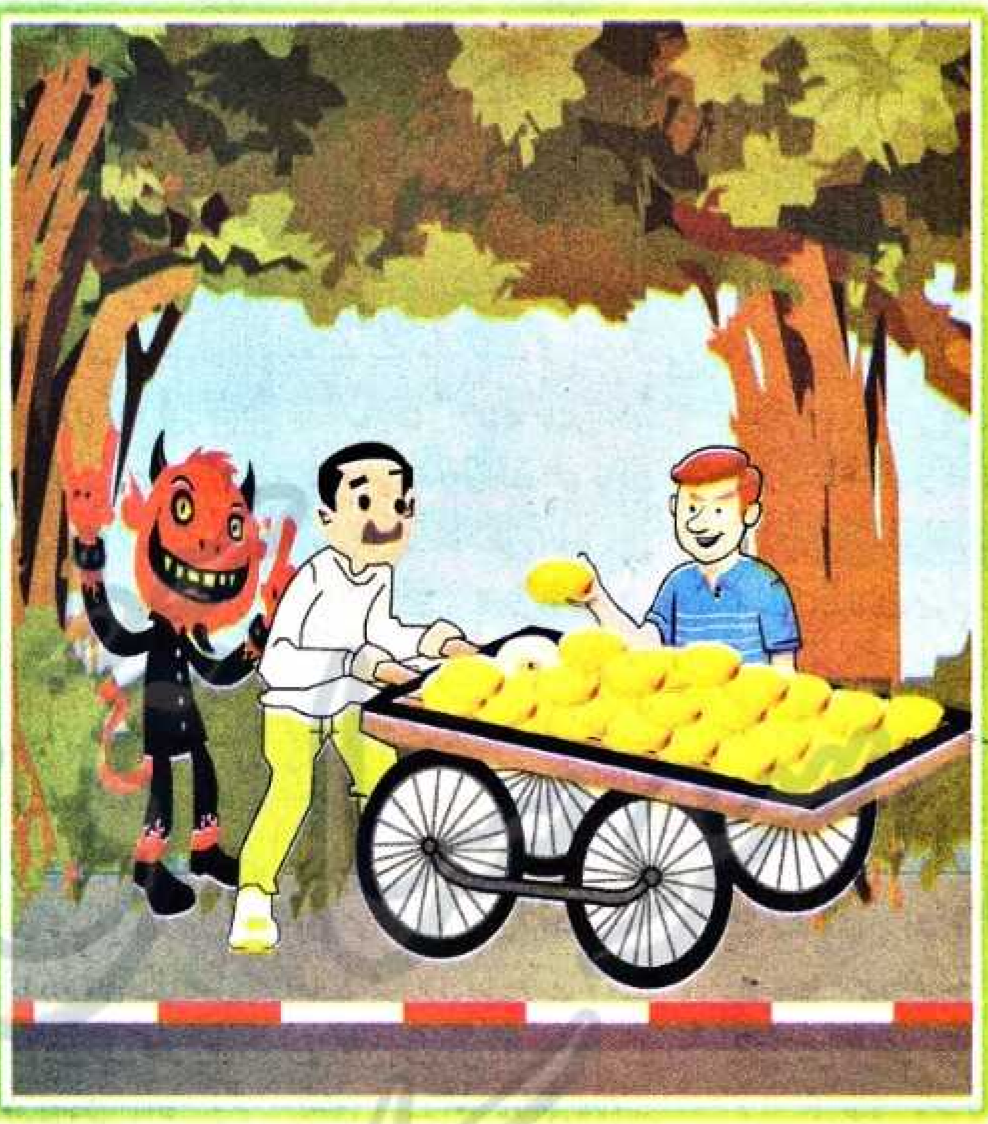

ریڑھی والا تھا۔ اس کی ریڑھی خوش شکل خربوزوں سے آراستہ تھی۔ فاروق کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ خربوزوں کا رسیا تھا۔ مگر خربوزے...... میٹھے خربوزے۔" خربوزوں کا میٹھا ہونا ہی اسے بے چین کر رہا تھا۔ اسے سوچ بچار میں گم دیکھ کر ریڑھی والا جلدی سے بولا۔ "باؤ جی...... لے لیجیے ناں...... شرطیہ میٹھے ہیں...... قسم سے۔" "ہیں...... یہ ریڑھی والا تو اسی کی زبان بول رہا تھا۔" "دل چاہتے ہوئے بھی نہیں لے سکتا۔" فاروق بے بسی سے بولا۔ "وہ کیوں باؤ جی......؟ ساری دنیا میٹھے خربوزوں کی تلاش میں رہتی ہے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں، شرطیہ میٹھے ہیں۔" "ایسی بات نہیں ہے بھائی...... وہ دراصل۔" فاروق نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"کیا......؟" ریڑھی والے کا لہجہ سوالیہ تھا۔

"دراصل مجھے شوگر کا مرض لاحق ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے میٹھا کھانے سے روکا ہے...... اگر کوئی پھیکا خربوزہ ہے تو وہ مجھے دے دو۔" فاروق کے لہجے میں درد تھا۔ اس کی بات سن کر ریڑھی والا ہنس پڑا۔ پھر وہ فاروق کے قریب ہو کر راز داری سے بولا۔ "باؤ جی...... بے فکر ہو کر کوئی سا بھی اٹھا لیں۔ سارے ہی پھیکے ہیں۔" پھر وہ کھل کر ہنسنے لگا۔ فاروق کے ستے ہوئے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ "اور وہ تمہاری قسم...... سب کے سب شرطیہ میٹھے والی۔" فاروق نے پوچھا۔ "باؤ جی! آپ سے کیا پردہ...... سودا بیچنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا پڑتی ہے۔" ریڑھی والے نے دانت نکالے۔ "بڑے شیطان ہو تم۔" فاروق بولا۔ پھر وہ چونک پڑا۔ وہ جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ ریڑھی والے کی شکل بدل گئی تھی۔ اس کا رنگ توے کی مانند سا پڑ گیا تھا۔ سرخ ہونٹ، باچھوں سے جھانکتے ہوئے نوکیلے دانت...... گنجے سر پر ابھرے ہوئے سینگ...... اس کی تو دم بھی نکل آئی تھی۔ دم کا آخری سرا تیر کی انی جیسا تھا۔ "کیا ہوا صاحب۔" شیطان اس سے پوچھ رہا تھا۔ فاروق جھرجھری لے کر سیدھا ہو گیا۔ "خربوزہ نہیں لیں گے کیا؟" ریڑھی والا اس سے پوچھ رہا تھا۔ "نہیں...... اب تمنا نہیں ہے۔" فاروق چل پڑا۔ ایک نامعلوم خوف کے احساس نے اسے گھیر لیا تھا۔ وہ اپنی دکان پر آیا۔ ابھی وہ گرد و غبار صاف کر ہی رہا تھا کہ ایک خاتون دکان کے اندر داخل ہوئی۔ "یہ جوتا کتنے کا ہے بھائی۔" اس خاتون نے اپنی پسند کے جوتے کی قیمت دریافت کی۔ "ایک ہزار روپے کا۔" فاروق نے قیمت بتائی۔ "اتنا مہنگا...... میں تو سات سو روپے دوں گی۔" قسم سے باجی...... یہ جوتا......" کہتے کہتے فاروق رک گیا۔ "ٹھیک ہے...... آپ سات سو روپیہ ہی دے دیں باجی۔" فاروق اطمینان سے بولا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنا سودا بیچنے کے لیے جھوٹی قسم کھا کر وہ بھی دوسروں کو شیطان جیسا نظر آئے۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

عائشہ اور عکاشہ روزانہ اپنے دادا جان اور دادو سے قرآن کا سبق لیتے ہیں۔ اب چوں کہ رمضان المبارک کا آغاز ہو گیا تھا لہٰذا بچے رمضان کی تیاریوں کے متعلق جاننا چاہتے تھے۔ دادا جان اور دادو بچوں کے سوالات سے بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے ڈھیروں دعائیں بھی کیں۔ اتنی دیر میں امی جان سب کے لیے دودھ کا گلاس بھی لے آئیں۔ سب نے دودھ پیا اور پھر باتوں میں مصروف ہو گئے۔

''دادو! آج کل آپ سب رمضان کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ امی بہت سے مصالحے وغیرہ تیار کر کے رکھوا رہی ہیں۔ نئے کپڑے سلوا کر رکھ لیے ہیں کہ بازار نہ جانا پڑے۔ ابو جان زکوٰۃ کا حساب کتاب کر رہے ہیں۔ آپ نے بہت سارا راشن خرید کر رکھا ہے کہ اللہ کی راہ میں تقسیم کریں گی۔ دادا جان قرآن پاک ترجمے سے پڑھنے کے لیے وقت مقرر کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی تو بتائیں کہ یہ رمضان کیا ہے؟ اور اس میں ہم بچے کیا کر سکتے ہیں؟'' عکاشہ نے دادی جان سے سوال کیا۔

''ارے واہ! میرا پوتا پانچویں جماعت میں آنے کے ساتھ ہی سمجھ دار ہو گیا ہے۔ ماشاء اللہ۔ کیا اچھی بات پوچھی ہے۔''

''جی دادی! آپ سب اپنے کام رمضان سے پہلے ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ بھلا رمضان میں ایسا کیا خاص ہے؟ جو آپ لوگوں کی مصروفیت میں اضافہ ہو جائے گا؟ ہم بچوں کو تو چھٹیاں ہوں گی۔ اس مہینے میں ہم کیا کریں گے؟ اب عائشہ بھی اس بات چیت میں شامل ہوئی۔

آپ دونوں نئی باتیں اور کام سیکھو گے اور پھر جب بڑے ہو جاؤ تو روزے بھی رکھو گے اور عبادت بھی کرو گے۔ اب آتے ہیں آپ دونوں کے پہلے سوال کی طرف۔ یہ رمضان ہمارے اسلامی مہینوں میں نواں مہینہ ہے۔ آپ دونوں کو سارے اسلامی مہینے یاد ہیں ناں۔'' دادی اماں تھوڑی دیر کو رکیں۔

''جی دادو...... محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی قعد، ذی الحج۔'' دونوں نے یک زبان ہو کر اور خاصے سُر سے مہینوں کے نام سنا دیئے۔

''شاباش۔ یہ مہینہ نویں نمبر پر آتا ہے۔ یہ خاص ہمارے رب کا مہینہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

تو بچو! رمضان میں ہم مسلمانوں پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ جب رمضان کا چاند نظر آئے تو آپ کے دادا جان اور ابو جان مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھتے ہیں اور ہم امی اور میں گھر میں۔ تراویح میں قرآن کی تلاوت سنی جاتی ہے۔ یہ روزے اللہ نے اپنی ہر امت پر فرض کیے ہیں۔ اس مہینے میں عبادت، نماز، تلاوت ہر عبادت اور نیکی کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔'' دادی جان نے خاصی لمبی بات کی۔

''دادو! اب یہ بتایئے کہ آپ سب روزے رکھیں گی کہاں؟ فریج میں، الماری میں یا کسی بکس میں۔'' ننھی عائشہ نے جھٹ سوال کیا۔

''پیاری گڑیا! روزہ رکھنے کا مطلب صبح سحری کے وقت سے لے کر شام مغرب تک کچھ بھی کھانے اور پینے سے رکے رہنا ہے اور اس رک جانے کو اللہ نے اتنا پسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ

''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔''

اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر کھڑی ہے۔ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ رمضان میں قرآن نازل ہوا۔ ہمارے نبی ﷺ نے اسی مہینے میں قرآن حضرت جبرئیلؑ کو سنایا۔ اسی لیے ہم رات کو تراویح میں قرآن سن کر ثواب حاصل کرتے ہیں اور اسے سمجھنے کے لیے ترجمے سے پڑھنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔''

''دادو...... آپ اور دادا جان تو قرآن پاک ختم کرنے کی دوڑ بھی لگاتے ہیں صبح، دوپہر، شام، رات تلاوت ہو رہی ہوتی ہے۔'' عکاشہ بولا۔

''بیٹے! یہ تو نیکیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ ہوتی ہے۔ ثواب میں آگے نکلنے کی ریس۔ جانتے ہو جنت میں ایک دروازہ ہے بابِ ریان وہ خصوصی طور پر روزہ داروں کے لیے ہے۔ اسی لیے ہم باقاعدگی سے روزے بھی رکھتے ہیں اور تلاوت بھی کرتے ہیں۔''

''لیکن رمضان میں سب لوگ تو روزے نہیں رکھتے۔ پچھلے سال دادا جان اسپتال میں تھے اور انہوں نے روزے نہیں رکھے تھے۔'' عائشہ کو یک دم یاد آ گیا۔

جی بیٹے! اللہ نے کچھ لوگوں کو روزے رکھنے سے رخصت دی ہے۔ چھوٹے بچے، بوڑھے ضعیف، بیمار، مسافر اور عورتیں کچھ خاص حالات میں۔ لیکن اگر روزے بزرگی، بیماری، سفر سے نہ رکھے جا سکیں تو بعد میں رکھ لیے جانے چاہئیں یا ان کو بعد میں ادا کر دینا چاہیے۔ یعنی کسی غریب کا روزہ کھلوانا اور رکھوانا چاہیے۔

''دادو! اگر روزے میں بھول چوک سے کچھ کھا لیا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟'' عکاشہ بولا۔

''نہیں! بھول چوک کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر جان بوجھ کر کھانے، پینے، دوا کھانے، انجکشن لگوانے یا قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

''دادو مجھے سحری کے وقت بہت نیند آ رہی ہوتی ہے۔ مجھ سے اٹھا بھی نہیں جاتا اور کچھ کھایا بھی نہیں جاتا تو کیا سحری کھائے بغیر روزہ رکھ سکتے ہیں؟'' عکاشہ صاحب کو پچھلے برس اپنی حالت یاد آ گئی تھی۔

''بیٹا یہ تو ہمارے نبی پاکؐ کی سنت ہے۔ سحری میں تو رحمت اور برکت ہے اور مقررہ وقت پر سحری کھانا اور مخصوص وقت پر روزہ کھولنا تو روزے کی خوب صورتی ہے۔''

''دادو! ہماری استانی صاحبہ نے ہمیں کچھ دعائیں بھی یاد کروائی ہیں۔'' عائشہ بولی۔

جی بیٹا رمضان کو تین عشروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے دس دن کی دعا:

یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ہے۔

دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اس کی دعا یہ ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

اور تیسرے عشرے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ہے۔

جی دادو! بالکل یہی دعائیں ہم نے یاد کی ہیں۔ عائشہ اور عکاشہ دادو کے ساتھ ساتھ دعائیں دہرا کر خوشی سے بولے۔

''دادو! ابو جان زکوٰۃ کا حساب کیوں کر رہے ہیں؟ کیا رمضان میں یہ بھی دینی ہوتی ہے؟'' عکاشہ بولا۔

''ارے میرے بچو! کتنے پیارے سوال کر رہے ہو۔ ماشاء اللہ۔ زکوٰۃ سال بھر ہمارے پاس موجود زائد مال، زیور وغیرہ پر اڑھائی فی صد کے حساب سے عائد ہوتی ہے۔ ویسے تو زکوٰۃ سارا سال ہی



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ادا کی جا سکتی ہے مگر رمضان میں اس کے دیئے جانے کا ثواب اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جیسے اگر آپ ایک روپے میں ایک ٹافی خریدتے ہو مگر سیل میں ایک روپے میں سات یا سات سو ٹافیاں آنے لگیں۔ اس لیے تمہارے ابا زکوٰۃ کا حساب لگا کر اسے ادا کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔''

''دادو! روزے میں اللہ نے تو صرف کھانے پینے سے منع کیا ہے مگر آپ تو کارٹون دیکھنے، ٹی وی دیکھنے، لڑائی جھگڑا کرنے، شکایت لگانے، ناراض ہونے سب سے منع کر دیتی ہیں۔'' عکاشہ نے اگلا سوال کیا۔

''جی دادی! میرا روزہ نہیں ہوتا مگر مجھے سب کے سامنے کھانے پینے حتیٰ کہ دودھ پینے سے بھی منع کر دیتی ہیں۔'' عائشہ کو بھی کچھ یاد آ گیا۔

میرے بچو! یہ مہینہ اتنا بابرکت ہے۔ اتنا خاص اور رحمت والا کہ اس کا احترام بھی ضروری ہے۔ اس کے احترام کی وجہ سے سب کے سامنے کھانے پینے سے پرہیز کیا جانا چاہیے اور عکاشہ بیٹے جب آپ اپنا امتحان دینے جاتے ہو تو کیا اس وقت کو ادھر اُدھر دیکھنے، باتیں کرنے یا کارٹون دیکھنے میں ضائع کرتے ہو۔ رمضان کا یہ وقت محض چند دنوں کے لیے ہی تو ہے۔ جب شیطان کو اللہ نے باندھ دیا ہے تو اس لیے میں فضول باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

''دادو! پچھلے سال چاچو دس دن مسجد میں رہے تھے۔ میں اور بابا انہیں کھانا دینے جاتے تھے۔ وہ کیا تھا۔'' عکاشہ بولا۔

''بیٹا! رمضان کے آخری دس دن بڑے خاص ہوتے ہیں۔ ان میں محلے یا علاقے میں سے چند لوگ مساجد میں اعتکاف بیٹھتے ہیں اور صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور غور و فکر کرتے ہیں۔ آخری عشرے میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے۔ صحابہ کرام نے حضور سے شکایت کی تھی کہ پہلی امتوں کے لوگ تو طویل عمر پاتے تھے۔ اس پر اللہ نے ہم مسلمانوں کو اپنے نبیؐ کی امت کو یہ لیلۃ القدر کا تحفہ عطا فرمایا تھا۔ تیسری خاص بات یہ کہ عید والی رات جسے ہم چاند رات کہتے ہیں مزدور کو مزدوری ملنے کی رات ہے اسے لیلۃ الجزاء بھی کہتے ہیں۔''

''دادو! ہم عید کی نماز پڑھنے جاتے وقت کافی سارے پیسے لے کر جاتے ہیں اور فقیروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے ہیں کیا یہ بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔'' عکاشہ سنجیدگی سے بولا۔ ''نہیں! بیٹا یہ فطرانہ ہوتا ہے۔ جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسے عید کی نماز کی ادائیگی سے پہلے پہلے ادا کرنا فرض ہے۔ تمہارے ابا اسی لیے پیسے تمہیں دیتے ہیں کہ تمہیں بھی اللہ کی راہ میں دینا آ جائے۔''

''اور پیارے بچو رمضان کا انعام تو آپ دونوں نے پوچھا ہی نہیں۔''

''رمضان کے بعد کوئی انعام بھی ملتا ہے؟ پھر تو سارے انعام آپ سب ہی جیت لیں گے۔ ہم بچے نہ روزے رکھتے ہیں، نہ زکوٰۃ دیتے ہیں نہ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔'' عائشہ منہ بنا کر بولی۔

''جی نہیں! سب کو انعام بالکل برابر ملتا ہے اور ہر سال آپ دونوں بھی وصول کرتے ہو اور وہ ہے عیدالفطر یعنی سویوں والی عید۔ جس میں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر نئے جوتے پہن کر عیدگاہ جایا جاتا ہے۔ مزے مزے کے کھانے پکائے جاتے ہیں اور سب کو عیدی ملتی ہے۔ ایسی عیدی جو خرچ ہونے کے باوجود کبھی ختم نہیں ہوتی۔'' امی جان مسکراتے ہوئے بولیں۔

''اس لیے کہ وہ عیدی امی اور ابو کے پاس جمع ہوتی ہے۔ بھلا وہاں سے ختم کیسے ہو سکتی ہے۔'' دادو بھی ہنستے ہوئے بولیں۔

''چلو بچو! دودھ پیو اور پھر سونے چلو۔'' امی جان نے بچوں کو کہا۔

''امی! آج تو ہمیں خواب بھی عید والے آئیں گے۔'' عائشہ مسکرائی۔

عید والے یا عیدی والے؟ عکاشہ نے بہن کو چڑایا۔ ''میں بھیا کی طرح کنجوس نہیں ہوں اس لیے میرے خواب عید والے ہی ہوں گے۔'' عائشہ فوراً بولی۔

دادو! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے رمضان کے بارے میں اتنا کچھ بتایا۔ دادو نے دونوں کو پیار کیا، بہت سی دعائیں دیں اور دونوں بچے رمضان اور عید کے بارے میں سوچتے اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

# میری بیاض سے

فقط ان کو ملتی ہے عزت زیادہ
جو کرتے ہیں دنیا میں محنت زیادہ

(عاقب فرید گھلو، اٹھارہ ہزاری)

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جس سے ملے جہاں سے ملے جس قدر ملے

(کاشف فرید گھلو، اٹھارہ ہزاری)

ٹھکرا دو اگر دے کوئی ذلت سے سمندر
عزت سے جو مل جائے وہ قطرہ بھی بہت ہے

☆

تقدیر کے لکھے ہوئے پر شکوہ نہ کیا کر
تو اتنا عقل مند نہیں کہ خدا کے ارادوں کو سمجھ سکے

(بشریٰ حسینی، کلورکوٹ)

وہ اجنبی ہے تو میرے ذہن میں رہتا کیوں ہے
وہ جو پتھر ہے تو شیشے کا مسیحا کیوں ہے
وہ ہوا ہے تو گزر جائے ہواؤں کی طرح
اور سمندر ہے تو ٹھہرا رہے تنہا کیوں ہے

☆

شجر جب بھی لگانا تم پرکھ لینا زمینوں کو
کہ ہر مٹی کی فطرت میں زرخیزی نہیں ہوتی

(سنیعہ شکیل، راول پنڈی)

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن

(سلمان یوسف سمیجہ، علی پور)

بنا لباس کے اس دُنیا میں آئے تھے فراز
محض ایک کفن کی خاطر طے اتنا سفر کیا

(محمد الیاس بھٹی، وہوا)

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار لے چکا ہے تو امتحاں ہمارا

☆

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

(منیبا عمر، اسلام آباد)

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں
وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

(احور کامران، لاہور)

پی جا ایام کی تلخی کو ہنس کے ناصر
غم کے سہنے میں قدرت نے مزہ رکھا ہے

(محمد عبداللہ ثاقب میر، پشاور)

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

(گل شان سردا، ساہی وال)

مر جاؤں تو کہاں لوگ بھلا ہی دیں گے
لفظ میرے مرے ہونے کی گواہی دیں گے

☆

بادباں کھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا
میں سمندر دیکھتی ہوں تم کنارہ دیکھنا

(اشعر علی، کوئٹہ)

خالی ہاتھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز
کس طرح لوگ لکیروں سے نکل جاتے ہیں

(عمیر احمد، گجرات)

اس درد کا بھی کریں مداوا
اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں
آنسو میرے دل میں گر رہے ہیں
نالے میرے خون میں رواں ہیں

(عبداللہ، کراچی)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# گڑیا

محمد فاروق دانش

"اللہ کرے اسے بھی کوئی مرمت سے نوازے۔" گڑیا نے جلے بھنے انداز میں سسکتی آواز میں ہلکے سے یہ الفاظ نکالے۔ ہوا یہ تھا کہ سلمان نے جیسے ہی تڑاخ سے طمانچہ گڑیا کے چہرے پر رسید کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ وہ اس سے روٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگی۔ سلمان نے اپنی اس حرکت پر افسردہ ہونے کے بہ جائے مزید ڈانٹ ڈپٹ کی اور کمرے سے باہر نکل کر بھی اپنے غصے کا اظہار کرتا رہا۔ یہ صورت حال کوئی ایک دن کا معمول نہیں تھی۔ یہ اب اس کی عادت میں شامل ہو گیا تھا۔ وہ اپنے استعمال کی اشیا رکھ کر خود ہی بھول جاتا اور تلاش کرنے پر بھی نہ ملنے پر گھر کے افراد کو موردِ الزام ٹھہراتا، جو بھائی بہن ہاتھ لگ جاتا اسی پر ناراضی کا اظہار کرتا، پھر جو چیز اس کے ہاتھ لگ جاتی اسی کے ساتھ لے دے شروع ہو جاتی۔ گڑیا اکثر اس کی زد میں آجاتی تھی جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اس کی آواز پر فوری لبیک کہتی اور جواب دینے اس کی خدمت میں حاضر ہو جاتی، اس وفا شعاری اور بڑے بھائی پر کرم نوازی کا صلہ اس کو یہ ملتا کہ بھائی اس کو پیار کرنے کے بہ جائے اس کی دُرگت بنانا شروع کر دیتا اور وہ سلمان کے اس رویے کے خلاف صدائے احتجاج بھی بلند نہ کر پاتی۔

آج بھی سلمان بازار سے خرید کر لائی ہوئی آئس کریم بڑے مزے لے لے کر کھا رہا تھا کہ اچانک گڑیا اس کے کمرے میں آگئی۔

"بھائی میں بھی آئس کریم کھاؤں گی۔" اس نے سلمان کو محظوظ ہوتے دیکھا تو کہا۔

"چلو! دفان ہو جاؤ یہاں سے...... اب تم میری آئس کریم پر نظر لگانے آگئی ہو۔" اس نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں ناں۔ مجھے بھی لا دیں پستا آئس کریم...... بہت پسند ہے مجھے۔" گڑیا نے اس کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ...... پستا آئس کریم...... جاؤ ادھر سے اور خود ہی خرید کر لے آؤ۔"

سلمان نے یہ کہا اور دوسری طرف منہ کر کے آئس کریم کھانے لگا۔

"لیکن بھائی......" ابھی گڑیا نے مزید کچھ کہنے کی کوشش ہی کی تھی کہ سلمان نے پلٹ کر بچی ہوئی آئس کریم کا کپ اس کی طرف اچھال دیا۔ گڑیا تو سامنے سے ہٹ گئی لیکن کپ زمین پر جا گرا، جس کے سبب کمرے کا فرش خراب ہو گیا۔ سلمان غصے سے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیر پٹختا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا اور گڑیا حسرت سے فرش پر بہتی آئس کریم کو دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ کاش! بھائی جان یہ آئس کریم زمین پر پھینکنے کی بہ جائے مجھے دے دیتے، تو یہ خراب بھی نہیں ہوتی اور اس کا آئس کریم کھانے کا شوق بھی پورا ہو جاتا۔ اس کی آنکھوں سے اچانک آنسو چھلک پڑے۔

''کاش! میرے ابو زندہ ہوتے، وہ مجھ سے کتنا پیار کرتے تھے۔ میری کسی خواہش کو وہ رد نہیں کرتے تھے، اور ایک یہ بھائی جان ہیں کہ......'' یہ سوچتے ہوئے وہ دل گرفتہ ہوگئی اور اپنے بستر میں جا کر سر تکیے میں چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور روتے روتے سوگئی۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ پرستان میں شہزادی بنی گھوم رہی ہے۔ کئی خادمائیں اس کے ساتھ ہیں اور اس کے کسی بھی حکم کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

''مجھے آئس کریم کھانی ہے ابھی اور اسی وقت.......'' اس نے خادماؤں کی طرف سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔'' وہ بھی پستوں سے بھری ہوئی۔''

''جو حکم شہزادی صاحبہ!'' ایک خادمہ نے آگے بڑھ کر تھوڑا جھکتے ہوئے کہا۔

''کنگور جن کو اُڑن قالین کے ساتھ حاضر کیا جائے۔'' اسی خادمہ نے ایک اور خادمہ سے کہا۔ اس نے تین بار تالی بجائی تو کنگور جن اُڑن قالین پر بیٹھا حاضر ہوگیا۔

''شہزادی صاحبہ! آپ کو آئس کریم کھانے کے لیے وادئ برف لیلا جانا پڑے گا۔ وہاں آپ کو آئس کریم کی ہر ورائٹی ملے گی۔'' اسی خادمہ نے نظریں جھکا کر ایک خاص ادا سے کہا اور اسے قالین پر سوار کرا دیا۔ قالین ہوا میں اُڑنے لگا۔ چند ہی منٹوں میں وہ ایسی وادی پر اڑ رہے تھے جہاں کی ہوائیں ٹھنڈی اور معطر تھیں۔

''شہزادی صاحبہ! یہی ہے وادئ برف لیلا۔ ابھی ہم آئس کریم والے حصے میں داخل ہوں گے۔''

قالین نے آہستہ آہستہ زمین کی طرف اترنا شروع کر دیا اور اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہاں ایک سے ایک قسم کی آئس کریم موجود تھی وہ بھی درختوں پر۔ اُڑن قالین سے اتر کر جن تو کچھ دیر کے لیے ٹل گیا۔ وہ زبان منہ میں پھیر کر حیرانی سے درختوں کی طرف دیکھنے لگی کہ پہلے پائن ایپل کھائے یا ٹوٹی فروٹی لے ... مینگو کھائے یا کیلے والی کھائے، یا اسٹرابری۔ وہ ابھی مزے لے رہی تھی کہ ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔

''آج تم سب فلیور کھانا مگر ابتدا پستا سے ہی کرنا ہوگی۔''

یہ آواز تو جانی پہچانی لگ رہی تھی، اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی حیرانی اور خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس کے پیارے ابو بادشاہ سلامت کے لباس میں کھڑے مسکرا رہے تھے۔

''ابو جان! آپ کہاں چلے گئے تھے۔'' وہ خوشی سے چلائی اور دوڑ کر ان سے لپٹ گئی۔

''ہمیں کہاں جانا ہے بٹیا! بس امورِ سلطنت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔'' انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔'' اب تم باتیں چھوڑو اور جلدی سے آئس کریم کھاؤ۔''

وہ اسے درخت کی طرف لے کر چلے۔ وہ اس کی شاخ پکڑ کر جھکا دیتے اور وہ مزے لے لے کر آئس کریم کھاتی اور پھر اگلے درخت کی طرف بڑھ جاتی۔ اس نے چھے فلیور کھائے۔ کوئی چھے لٹر آئس کریم وہ پیٹ میں انڈیل چکی تو اسے نیند سی آنے لگی۔

''ابو! مجھے سونا ہے۔''

''ہاں تو آجاؤ۔'' وہ اسے ایک گھنے درخت کے نیچے لے آئے۔ اس میں سے ہوا اس طرح آرہی تھی جیسی سپلٹ اے سی سے آتی ہے۔ ابو اسے اپنی پنڈلی پر لٹا کر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگے۔

''کتنے پیارے ہیں میرے ابو!'' وہ خیالوں میں گم اپنے آپ سے باتیں کرنے لگی۔'' اور ایک میرا بھائی ہے سلمان...... چھی چھی چھی......'' بس پھر اسے ہوش نہیں رہا۔

اگلے روز وہ اپنے کمرے میں فرش پر بیٹھی کھلونوں سے کھیل رہی تھی کہ سلمان کمرے میں داخل ہوا۔

''یہ تم کیا کر رہی ہو۔'' اس نے گڑیا سے سخت لہجے میں کہا۔

''دیکھ نہیں رہے، کھیل رہی ہوں۔'' گڑیا نے بھی بے پروائی سے جواب دیا۔

''تم نے ٹیوشن کا کام کیا نہیں اور کھیلنے بیٹھ گئیں۔'' سلمان نے آنکھیں نکال لیں۔'' چلو، یہ کھیل چھوڑو اور میرے جوتے پالش



www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرو۔'' وہ اصل موضوع کی طرف آیا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھی اور اس کے کمرے سے جوتے لا کر صحن میں رکھے۔ پھر ادھر ادھر گھوم کر پالش تلاش کی اور بُرا سا منہ بنا کر جوتے پالش کرنے لگی، چند منٹوں کی محنت کے بعد اس نے جوتے خوب چمکا کر سلمان کے سامنے رکھ دیے جنہیں دیکھتے ہی سلمان کا موڈ خراب ہوگیا۔

''یہ پالش کی ہے تم نے۔'' وہ غصے سے چیخا۔ ''اس طرح کرتے ہیں کیا پالش؟''

اس نے جھپٹ کر پالش اور برش اس سے چھینا اور خود پالش کرنے لگ گیا۔

''اگر پالش خود ہی کرنا تھی تو مجھے کیوں بلایا۔'' گڑیا نے چڑ کر کہا اور پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

سلمان کو اس بار موقع ہاتھ نہیں آیا ورنہ وہ ایک آدھ ہاتھ تو دھر ہی دیتا۔

شام کے وقت امی صحن میں تخت پر براجمان، سدرہ کی اسکول کی قمیص میں بٹن لگانے کے لیے سوئی میں دھاگہ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن دھاگہ تھا کہ ڈل کر ہی نہیں دے رہا تھا۔ سلمان دوسرے کمرے میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ امی نے آواز لگائی۔

''سلمان...... بیٹا تم کہاں ہو...... یہاں آؤ......''

''کیا ہے امی......'' سلمان نے بے زاری سے کہا۔

''یہ ذرا مجھے سوئی میں دھاگہ تو نکال دیں۔'' امی نے تیز آواز میں کہا۔

''میں کارٹون دیکھ رہا ہوں...... امی!'' سلمان نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔ ''ویسے بھی یہ کام مجھ سے نہیں ہوتا۔'' کام ٹال کر وہ پھر ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔

گڑیا جب صحن میں آئی تو اس نے دیکھا کہ امی ہاتھ میں سوئی دھاگہ لیے پریشان ہو رہی ہیں، وہ فوری بھاگ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی اور کچھ کہے سنے بغیر امی کے ہاتھ سے سوئی دھاگہ لے لیا اور سوئی میں دھاگہ پرونے کی کوشش کرنے لگی، امی اسے بڑے پیار بھرے انداز میں سوئی میں دھاگہ پروتے دیکھ رہی تھیں۔ کافی دیر کی کوششوں کے بعد آخر کار وہ کام یاب ہوگئی۔ اس نے سوئی امی کی طرف بڑھا دی۔

''خوش رہو...... میری بچی......'' امی نے شفقت بھرے انداز میں گڑیا کو اپنی طرف کھینچا اور سینے سے لگا کر پیار کرنے لگیں۔

گڑیا امی کی اس شفقت سے مسرور ہو کر مسکراتی ہوئی، اپنا بستا اٹھا کر کمرے کی طرف چلی گئی اور ٹیوشن کا کام کرنے لگی۔

امی کی محبت دیکھ کر بھی سلمان کو گڑیا سے حسد ہوتا تھا، اور وہ گڑیا کو ستانے اور اپنے غیض وغضب کا نشانہ بنانے کے لیے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بہانے ڈھونڈتا۔ ایک بار جب اس نے گڑیا کو گھر کے دروازے پر نہ جانے کی ہدایت کی اور اسے دروازے پر دیکھا تو آگ بگولا ہوگیا اور مارنے کے لئے دوڑ لگائی لیکن گڑیا نے اپنی امی کی آغوش میں پناہ لے لی، اور سلمان کی مار کٹائی سے بچ گئی۔

ٹی وی کا پلگ ہل جانے کے سبب ٹی وی چلتے چلتے بند ہوگیا تو اس نے ٹی وی بند ہو جانے کا الزام بھی بے چاری گڑیا کے سر تھوپ دیا اور گڑیا لاکھ منع کرتی رہی کہ ٹی وی اس نے بند نہیں کیا ہے لیکن سلمان نے اس کی ایک نہ سنی اور مار کٹائی کے بعد غصے سے چیختا چلاتا گھر سے باہر چلا گیا۔ اسی طرح ایک روز چائے کے کپ میں مکھی گر جانے کا ذمے دار بھی اس نے گڑیا ہی کو قرار دینے کی کوشش کی اور گڑیا بھاگ کر امی کے پاس چلی گئی اور سلمان ہاتھ ملتا ہی رہ گیا۔

سلمان کے اس منفی رویے سے گڑیا پریشان رہنے لگی تھی لیکن وہ اپنے بھائی سے بے حد پیار بھی کرتی تھی اس لیے وہ جب بھی اسے غصے میں دیکھتی یا تو امی کے پاس چلی جاتی یا کسی دوسرے کمرے میں جا کر سلمان کے حملے سے خود کو بچا لیتی تھی۔ جب کہ سلمان تھا کہ اس کی اکڑ میں کمی آکر نہیں دے رہی تھی، وہ تو بس موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کس طرح گڑیا کو تشدد کا نشانہ بنائے، یا اس پر غصے کا اظہار کرے۔

ایک روز سلمان کمرے میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ اچانک جھماکہ سا ہوا اور ٹی وی کی اسکرین غائب ہوگئی، وہ غصے سے اٹھا اور کبھی ٹی وی کے بٹنوں کو اور کبھی پلگ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ ایسے ہی میں اچانک اس کا ہاتھ ننگے تاروں سے جا لگا، اس کے منہ سے چیخ سی نکلی بجلی کی رو نے اسے پکڑ لیا تھا۔ گڑیا اس کی چیخ سن کر کمرے میں دوڑی آئی، اور بلا سوچے سمجھے بھائی کو ہاتھ سے پکڑ کر تاروں سے جدا کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن یہ شکر ہوا کہ ایک جھٹکا سا لگا اور وہ کچھ دور جا گری۔

"لل......لل......لکڑی۔" سلمان کے منہ سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی، لیکن گڑیا کی سمجھ میں اس کی بات آگئی وہ جلدی سے اٹھی اور صحن سے کپڑے دھونے کا ڈنڈا اٹھا لائی، اور اس ڈنڈے سے سلمان کو دھکا دے کر تار سے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگی، اسی اثناء میں امی بھی حیران کمرے میں داخل ہوئیں، اور دونوں نے مل جل کر بہ مشکل تمام سلمان کو ان تاروں سے نجات دلائی۔ اس اچانک صورت حال کے سبب سلمان بے ہوش ہو چکا تھا۔ جسے فوری طور پر قریبی اسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر نے اس کا موثر علاج شروع کر دیا، کچھ دیر اسپتال میں رہنے کے بعد وہ ہوش میں آگیا۔ گڑیا نے اسے ہوش میں آتا دیکھ کر منہ دوسری جانب کیا تو اس نے اپنی دونوں بانہیں پھیلا کر اپنی ننھی پیاری، گڑیوں جیسی بہن گڑیا کو دیکھا اور بولا۔

"میری پیاری بہن......گڑیا......میرے پاس نہیں آؤ گی کیا۔"

بھائی کی یہ بات سننا تھی کہ وہ دوڑ کر اس کے گلے لگ گئی۔ سلمان نے اپنی گڑیا کو پیار کیا تو اس کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکل پڑے۔ وہ سلمان کے اس بدلے ہوئے رویے پر مسرور تھی۔ سلمان بھی اپنے روا رکھے گئے سلوک پر نادم تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اپنے آخر اپنے ہوتے ہیں اور خون کے رشتوں میں بڑی سچائی ہے......میں جسے دن رات پریشان کرتا رہا، آخر کار میری مشکل میں وہی میرے کام آئی۔ ☆☆☆

## خدا کی بندگی

کسی بادشاہ کا وزیر بہت دین دار اور عقل مند تھا۔ اچانک نوکری چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ ایک دن بادشاہ اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا تم نے نوکری کیوں چھوڑ دی؟ وزیر نے کہا۔ پانچ باتوں کی وجہ سے میں نے شاہی نوکری چھوڑ دی ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کون سے اسباب ہیں: وزیر نے کہا۔

1- ایک تو آپ بیٹھے رہتے ہیں اور میں آپ کی خدمت میں کھڑا رہتا ہوں اور اب اللہ کی بندگی کرتا ہوں تو نماز میں بھی بیٹھنے کا حکم ہے۔

2- دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ تو بیٹھے کھاتے رہتے ہیں اور میں کھڑا دیکھتا رہتا ہوں مگر اب ایسا رزاق مل گیا ہے۔ مجھ کو کھلاتا ہے خود کھانے سے پاک ہے۔

3- تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ سوئے رہتے ہیں اور میں پہرہ دیا کرتا ہوں اب میں ایسے بادشاہ کی غلامی میں ہوں کہ میں سوتا رہتا ہوں اور وہ میری نگہبانی کرتا ہے۔

4- چوتھی وجہ یہ ہے کہ میں ڈرتا تھا کہ اگر آپ مر گئے تو آپ کے دشمن مجھے تکلیف دیں گے اب ایسی ہستی کی خدمت میں ہوں جو ہمیشہ قائم رہے گی اس لیے مجھے کسی کا خوف نہیں۔

5- پانچویں وجہ یہ ہے کہ میں ڈرتا تھا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے گی تو آپ نہیں بخشیں گے اب مالک ایسا رحم دل ہے کہ دن میں سو مرتبہ بھی گناہ کروں تو وہ توبہ کرنے سے بخش دیتا ہے۔

(محمد عبداللہ ثاقب تیمر، پشاور)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

غلام حسین میمن

# اسٹیٹ بینک کا افتتاح

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد نئے وجود میں آنے والے ملک کو بے شمار انتظامی اور مالی مسائل کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مالی مسائل میں بینک کاری کا مسئلہ سرفہرست تھا، کیوں کہ ملک کا کوئی مرکزی بینک نہیں تھا۔

ابتداء میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ پاکستان نیا ملک ہے جسے کئی مسائل کا سامنا ہے، اس لیے فوری طور پر قومی بینک نہیں بن سکتا۔ ریزرو بینک آف انڈیا جو آزادی سے پہلے دونوں ملکوں کا انتظام سنبھالتا تھا، اس لیے یہ بینک ایک سال اور چار مہینے کے لیے (30 دسمبر 1948ء تک) پاکستان کے بینک کاری کے معاملات سرانجام دیتا رہے گا۔ اسی دوران قائداعظم محمد علی جناحؒ کی دوربین نگاہوں نے پاکستان کے قومی بینک کے قیام کی منصوبہ بندی فوری طور پر ہی شروع کر دی تھی۔ اس کا ابتدائی خاکہ بھی بہت جلد ہی تیار ہو گیا۔

10 مئی 1948ء کو جب ابھی پاکستان کو بنے نو ماہ ہی ہوئے تھے کہ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مرکزی بینک، اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے قیام کا قانونی حکم نامہ جاری کیا جس کی رو سے اعلان کیا گیا تھا کہ پاکستان کا قومی بینک یکم جولائی 1948ء سے اپنا کام شروع کر دے گا۔

یوں تو نیا سال جنوری کو شروع ہوتا ہے مگر ملک کے مالیاتی سال کا آغاز یکم جولائی سے شروع ہوتا ہے جو 30 جون کو مکمل ہوتا ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا سے جو معاہدہ 30 دسمبر 1948ء تک کے لیے تھا، پاکستان نے اسے وقت سے پہلے ہی ختم کر دیا۔ اس طرح پاکستان نے مالیاتی طور پر اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا اعلان کر دیا۔

یکم جولائی 1948ء کا دن پاکستان کے لیے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس بینک کا افتتاح بطور سربراہ مملکت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ہی کرنا تھا۔ قائداعظم گذشتہ ایک ماہ سے کوئٹہ میں اپنی صحت کی بہتری کے لیے قیام پذیر تھے۔ وہ 29 جون 1948ء کو اس عظیم منصوبے کے افتتاح کے لیے کوئٹہ سے کراچی پہنچے۔ حالاں کہ ان کے سیاسی مشیروں کا اصرار تھا کہ قائداعظم کا اس منصوبے کے افتتاح کے لیے کراچی جانا ضروری نہیں ہے۔ ان کے بحری اے ڈی سی کا بھی خیال تھا کہ ان کی تقریر کا مسودہ کراچی بھیج دینا چاہیے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ ان کا خیال تھا کہ پاکستان کی آزاد معیشت کے خواب کو عملی تعبیر ملتے وقت ان کا موجود رہنا ضروری ہے۔ وہ اس عظیم منصوبے کے افتتاح کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لیے وہ بینک کے افتتاح سے دو دن قبل ہی کراچی پہنچ گئے۔

پھر وہ دن آن ہی پہنچا جو پاکستان کی آزاد معیشت کی جانب پہلا قدم تھا۔ یکم جولائی 1948ء کو گورنر جنرل ہاؤس سے قائداعظم محمد علی جناح کو ایک بگھی اسٹیٹ بینک آف پاکستان تک لے گئی جسے چھ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ اور اس کا محافظ دستہ سرخ شوخ رنگ کی وردیاں پہنے ہوئے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح اس وقت بیمار تھے اور کمزور بھی تھے، مگر پاکستان سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کہ وہ اس عظیم موقع پر، جب وہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کر رہے تھے تو ان کی چال کا انداز شاہانہ تھا۔ وہ نپے تلے انداز میں عمارت تک پہنچے، جہاں ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔

اس تقریب میں مسلم ممالک کے نمائندے، دولت مشترکہ کے ارکان، امریکہ اور روس کے سفیر، کئی ممالک کے تجارتی کمشنر، صوبائی اور مرکزی وزراء (وزیر کی جمع) کے علاوہ شہریوں کی بڑی تعداد تھی۔ قائداعظمؒ نے اسٹیٹ بینک کے مرکزی تالے میں اپنے ہاتھ سے چابی گھما کر اس کا افتتاح کیا۔

اس موقع پر انہوں نے تاریخی تقریر بھی کی جو تحریری ہوئی تھی اور انہوں نے اسے حاضرین کے سامنے پڑھا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں پاکستان کی معیشت کے لیے اسلامی پہلو کو سامنے رکھنے پر زور دیا۔ انہوں نے ایسے معاشرے کے قیام پر زور دیا جس سے سب کو فائدہ پہنچے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ بینک ایک مثالی اقتصادی نظام پیش کرے۔ یہ اسلامی معیشت کی جانب ہمارا پہلا قدم تھا جس کی داغ بیل قائداعظم محمد علی جناحؒ اپنے ہاتھوں سے ڈال گئے۔

یہ پاکستان کے دارالحکومت کراچی میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی آخری سرکاری مصروفیت ثابت ہوئی (اسلام آباد بعد میں ملک کا دارالحکومت بنا) اور وہ تقریر بھی آخری ثابت ہوئی جو انہوں نے حاضرین کے سامنے کی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ اپنے معالج کے مشورے سے دوبارہ پُرفضا مقام زیارت چلے گئے۔ جہاں انہوں نے سرکاری کام جاری رکھا۔

پاکستان کے مرکزی بینک جسے اردو میں بینک دولت پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ذمہ داریاں یہ ہیں:

☆ یہ ملک میں کرنسی نوٹ جاری کرتا ہے۔

☆ یہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی امانتیں اپنے پاس جمع رکھتا ہے۔

☆ یہ بینک حکومت کی مرضی سے قرضے جاری کرتا ہے۔

☆ حکومت کو مالی امور میں مشورے دیتا ہے۔

☆ دوسرے بینکوں کی نگرانی اور ان کے معاملات کی جانچ کرتا ہے۔

☆ زرِمبادلہ (بین الاقوامی تجارت کی رقم) کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے۔

☆ وقتاً فوقتاً ملکی معیشت کا جائزہ لیتا ہے اور اس کے تحفظ کے لیے مناسب اقدامات کرتا ہے۔

☆ 1956ء کے ایک قانون کے مطابق ملک کے مالیاتی اور کریڈٹ سسٹم کا انتظام بھی اس کی ذمہ داری ہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح بولٹن مارکیٹ کی ایک عمارت میں ہوا۔ بعد میں جب عمارت بوسیدہ ہوگئی تو اس کی جگہ ایک بارہ منزلہ عمارت بنانے کا فیصلہ ہوا۔ اس کا سنگ بنیاد 8 مارچ 1957ء کو صدر پاکستان اسکندر مرزا نے رکھا۔ اس کا نقشہ ممتاز نقشہ نویس جے اے روجی نے بنایا تھا۔ اس نئی عمارت کا افتتاح 4 نومبر 1961ء کو صدر پاکستان محمد ایوب خان نے کیا۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا نظم ونسق (انتظام) ڈائریکٹرز کے مرکزی بورڈ کے ذمہ ہے۔ اس بورڈ میں ایک گورنر، ایک ڈپٹی گورنر اور آٹھ ڈائریکٹرز ہیں جن کا تقرر وفاقی حکومت کرتی ہے۔

جب کراچی میں یکم جولائی 1948ء کو اس بینک کا آغاز ہوا تو اس وقت اس بینک کے گورنر زاہد حسین کو مقرر کیا گیا۔ وہ ملک کے مشہور ماہر اقتصادیات تھے۔ جو 1895ء میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج لاہور اور علی گڑھ کالج سے تعلیم حاصل کی قیام پاکستان کے بعد وہ بھارت میں پاکستان کے پہلے سفیر مقرر ہوئے تھے۔ بعد میں بینک دولت پاکستان کے گورنر بنے۔ ان کا انتقال 1957ء کو ہوا۔

نئی عمارت جہاں بینک کے دفتری معاملات نبٹائے جاتے ہیں، اس کے ساتھ ہی پرانی عمارت کے وسیع وعریض ہال میں اسٹیٹ بینک نے ایک شان دار میوزیم قائم کیا ہے جو ہفتے کے سات دن صبح سے شام تک کھلا رہتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے ہر وہ شے لا کر رکھی گئی ہے جس کا تعلق معیشت سے ہے۔ ان میں پاکستان کے قدیم وجدید کرنسی نوٹ اور سکے ہیں۔ اس کے ساتھ دنیا کے کئی ممالک کے کرنسی نوٹ اور سکوں کا بھی خزانہ ہے۔ جب کرنسی کا سفر سکوں کی شکل میں شروع ہوا، اس کے نمونے بھی یہاں ملتے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کے دور سے پہلے اور بعد کے ادوار کے سکوں کے بھی نمونے ہیں۔ یہاں پاکستان کے ڈاک ٹکٹوں کے سیٹ بھی نمائش میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے نامور مصور صادقین کی دیوار گیر تصویر (میورل) کا بھی نمونہ ہے۔ الغرض یہ میوزیم طلباء وطالبات کے ساتھ ساتھ ہر عمر کے علم کے شائقین حضرات کے دیکھنے کے لائق ہے۔ آپ بھی جب کراچی آئیں تو اس میوزیم کو دیکھ کر بے حد خوش ہوں گے۔ ☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

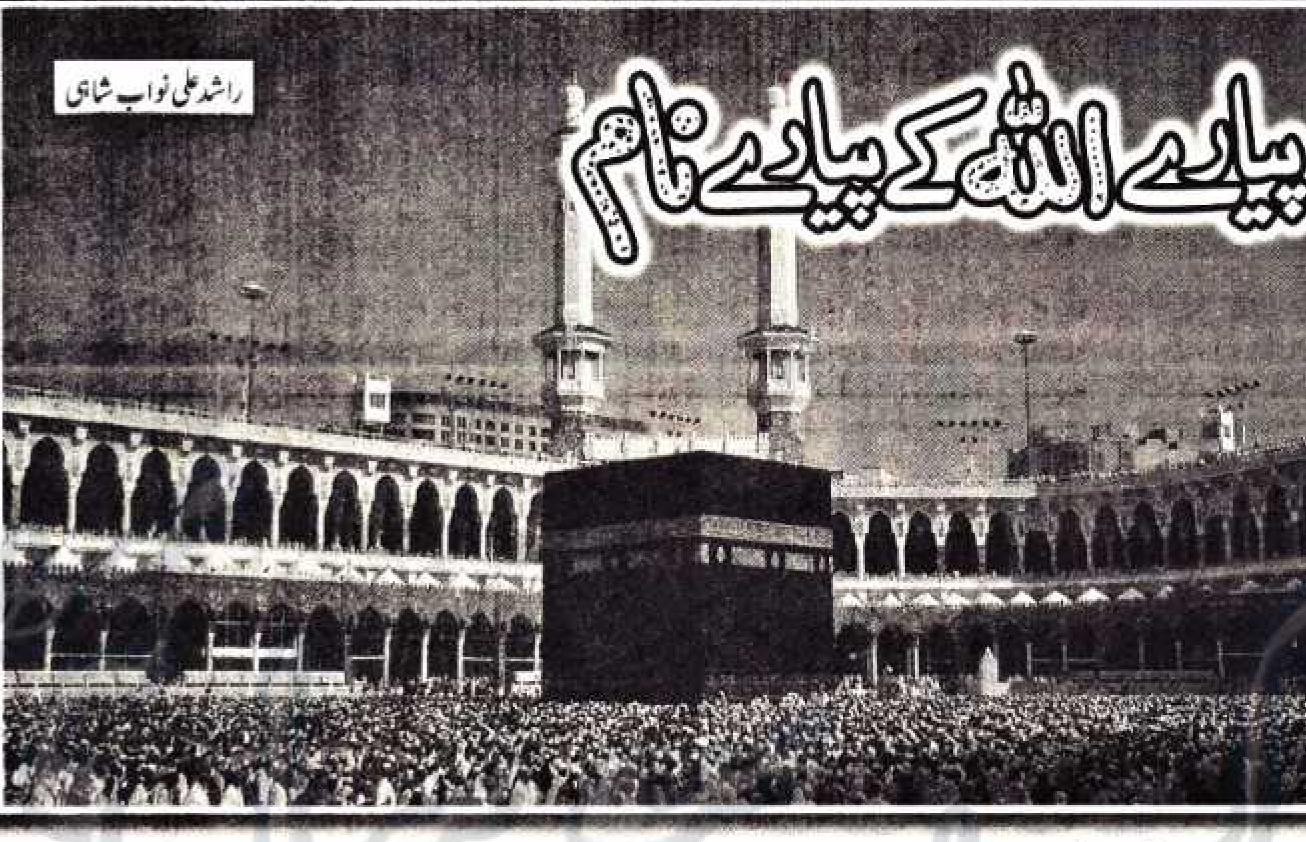

# پیارے اللہ کے پیارے نام

راشد علی نواب شاہی

**اَلْحَکِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ (حکمت اور تدبیر والا)**

اَلْحَکِیْمُ جَلَّ جَلَالُہٗ وہ ہے جس کی ہر تدبیر مضبوط ہے۔ یہ مبارک نام قرآن کریم میں ۹۴ مرتبہ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جو بھی چیز بنائی ہے وہ بالکل ٹھیک ٹھیک بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی شکل میں فرش دیا جس پر ہم چل پھر سکتے ہیں۔ آسمان کی شکل میں چھت دی۔ ستاروں کی صورت میں چراغ دیے۔ مچھلیوں کی صورت میں تازہ گوشت اور رات کی صورت میں آرام کرنے کا موقع دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں تمام چیزوں کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ علامہ اقبالؒ مرحوم نے ایک شعر میں بہت خوب صورت بات کہی ہے:

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانے میں

## آزمائش

پیارے بچو! برسوں پرانی بات ہے بنی اسرائیل کی قوم میں تین شخص تھے۔ ان میں سے ایک آدمی کوڑھ کا مریض تھا، اس کے جسم پر جگہ جگہ زخم تھے جس کی وجہ سے اس کی جلد بہت بدصورت ہوگئی تھی۔

دوسرا آدمی گنجا تھا اس کے سر پر بالکل بال نہیں تھے اور تیسرا آدمی اندھا تھا۔ اللہ پاک نے اپنے ان تین دکھی بندوں کی آزمائش کرنی چاہی، چناں چہ ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔

فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اچھا رنگ اور اچھی جلد، کیوں کہ لوگ مجھ سے میری جلد کی بیماری کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں۔'' فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بیماری ختم ہوگئی۔ اس کا رنگ بھی اچھا ہوگیا اور جلد بھی اچھی ہوگئی۔

فرشتے نے دوبارہ پوچھا: ''کس قسم کا مال تم، پسند کرتے ہو؟''

اس نے جواب دیا: ''میں اونٹوں کو بہت پسند کرتا ہوں۔''

فرشتے نے اسے ایک اونٹنی دی اور کہا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت دے۔'' اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا: ''تمہیں کیا پسند ہے؟'' گنجے نے جواب دیا: ''اچھے بال، کیوں کہ گنج پن کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔''

فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے سر پر خوب صورت بال آگئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا: ''تم کس قسم کا مال پسند کرتے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''مجھے گائے بہت پسند ہے۔''

فرشتے نے اسے گائے دی اور اس شخص کو دعا دی: ''اللہ تعالیٰ اس میں تجھے برکت عطا فرمائے۔'' آخر میں فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟''

اس شخص نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ مجھے آنکھیں دے دے،



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

تاکہ میں دنیا دیکھ سکوں، لوگوں کو پہچان سکوں۔"

فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے بینائی اسے واپس کر دی۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا: "کس قسم کا مال پسند کرتے ہو؟" اس نے کہا: "بکریاں۔" فرشتے نے اسے بکری دے دی اور دعا دی: "اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کے مال میں برکت دی، یہاں تک کہ جو کوڑھی شخص تھا اس کے پاس اونٹ ہی اونٹ ہو گئے اور گنجے کے پاس گایوں اور بیلوں کی بہتات ہو گئی اور اندھا جو اب دیکھ سکتا تھا، اس کے پاس بکریوں کے بڑے بڑے ریوڑ ہو گئے۔

اب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تینوں کی آزمائش کرے کہ ان میں کون اس کا شکر گزار بندہ ہے اور کون ناشکرا۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو ایک غریب بھیک مانگنے والے کے روپ میں ان تینوں کے پاس بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہا: "میں ایک نہایت مسکین آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان ختم ہو چکا ہے اور اللہ کے سوا کسی اور سے مدد کی امید نہیں، لیکن میں تمہیں اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے تمہیں اچھا رنگ و روپ اور خوب صورت جلد اور اتنا سارا مال عطا فرمایا، مجھے ایک اونٹ دے دو، جس پر سوار ہو کر میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں۔"

اس شخص نے انکار کرتے ہوئے کہا: "افسوس کہ میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا، کیوں کہ میرے ذمہ رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں۔" فرشتے نے کہا: "غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں کیا تم وہ کوڑھی نہیں ہو؟ جس سے لوگ گھن کرتے تھے؟ تم ایک فقیر اور قلاش تھے، پھر اللہ تعالیٰ کو تم پر رحم آیا، اس نے تمہاری مدد کی، تمہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا۔" اس شخص نے کہا: "تم غلط بولتے ہو، یہ ساری دولت تو باپ داداؤں کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔"

فرشتے نے کہا: "اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پھر سے پہلی حالت پر لوٹا دے۔" فرشتے کے کہتے ہی اس شخص کی پہلی...... حالت ہو گئی۔ اس کی جلد پر کوڑھ کے زخم ابھر آئے اور اس کا تمام مال و اسباب غائب ہو گیا اب وہ آدمی چیخنے چلانے اور رونے لگا، لیکن افسوس! اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ ناشکرا تھا اور اس امتحان میں ناکام ہو گیا تھا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ جس کے سر میں بہت خوب صورت بال تھے اور اس نے بہت سارا مال جمع کر رکھا تھا۔ فرشتے نے اس سے کہا: "میں ایک غریب اور ضرورت مند آدمی ہوں، میری ساری رقم اس سفر میں خرچ ہو گئی ہے اور میرے پاس گھر واپس جانے کے لیے پھوٹی کوڑی نہیں ہے اللہ کے واسطے میری بات پر یقین کرو میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے تجھے اتنے خوب صورت بال اور اتنا سارا مال دیا۔ اللہ کے واسطے مجھے ایک گائے دے دو، تاکہ میں اپنا سفر پورا کر سکوں اور اپنے گھر خیر و عافیت سے پہنچ سکوں۔"

اس نے بھی فرشتے کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: "میرے اوپر اور کئی ذمہ داریاں ہیں، جسے پورا کرنا میرا فرض ہے، میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"

فرشتے نے کہا: "شاید میں نے تمہیں اس سے پہلے دیکھا ہے۔ کیا تم گنجے اور غریب نہیں تھے؟ کیا لوگ تمہیں ناپسند نہیں کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ کو تمہاری حالت پر رحم آیا اور اس نے تمہیں خوب صورت، گھنے بال دیے اور مال و دولت سے تمہیں نواز دیا۔"

گنجے نے کہا: "میں نے یہ مال و دولت خون پسینے کی محنت سے حاصل کیا ہے اس میں تمہارے اللہ کا کیا کمال ہے!"

فرشتے نے کہا: "اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس حالت میں لوٹا دے، جس حالت میں تم پہلے تھے۔"

یکایک اس کے سر سے بال گرنے لگے اور وہ چیخنے چلانے لگا، مگر افسوس! وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

آخر میں فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: "میں ایک غریب مسافر اور ضرورت مند ہوں، میرا سارا مال و اسباب خرچ ہو گیا ہے اللہ کے واسطے میری مجبوری کا خیال کرو، میں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر تم سے التجا کرتا ہوں جس نے تمہیں آنکھیں دیں، مجھے ایک بکری دے دو، تاکہ میں اسے بیچ کر اپنے گھر جا سکوں۔"

تیسرے آدمی نے کہا: "تم سچ کہتے ہو، پہلے میں اندھا تھا، اللہ نے مجھے آنکھیں دیں۔ تم اپنی مرضی سے بکری چن لو اور جو چاہو اپنی مرضی سے چھوڑ جاؤ۔ اللہ کے نام کا واسطہ دینے والے کو میں انکار نہیں کر سکتا، کیوں کہ یہ مال و اسباب اسی کی عطا ہے۔"

فرشتے نے کہا: "تم یہ سب مال رکھو۔ تم تینوں کو آزمایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو تمہارے دونوں ساتھی امتحان میں ناکام اور تم کام یاب ہوئے۔" ☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ایک ننھی منی کہانی

# مل جل کر کھانا

سریمہ چوہدری

حمزہ کی جیب بہت بھاری تھی۔ وہ اپنے چچا آصف کے ہاں گیا تھا اور انہوں نے اسے پانچ سو روپے دیے تھے۔ وہ خود کو بہت امیر محسوس کر رہا تھا۔

حمزہ نے سب پیسے خرچ کر دیے۔ اس نے چاکلیٹ کے تین بار، ٹافیوں کا ایک ڈبہ، ایک خوب صورت پینسل، ایک بڑا سا مقناطیس اور سم سم بالز کا ایک ڈبہ خریدا۔ جب حمزہ اسکول گیا تو اس نے سب بچوں کو اپنی چیزیں دکھائیں۔ وہ اپنے کوٹ کی جیبوں میں سے ایک کے بعد دوسری چیز نکالتا اور دکھاتا۔ جب سب بچے اس کی چیزوں کو حیرانی سے دیکھتے تو وہ شوخی سے کہتا:

''میں کتنا خوش قسمت ہوں! کبھی کسی نے اس سے اچھی بالز دیکھی ہیں؟ دیکھو! میری پینسل کتنا اچھا لکھتی ہے اور میری قینچی کا بلیڈ کتنا تیز ہے۔''

''اس ڈبے میں کیا ہے۔'' ہادیہ نے پوچھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس میں ٹافیاں ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر میں ٹافیوں کے بارے میں بات کروں تو شاید حمزہ سب کو ایک ایک ٹافی دے دے لیکن وہ حمزہ ہی کیا جو کسی کو کچھ دے دے۔

البتہ اس نے ایک چاکلیٹ بار نکالا اور اس کو بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑا اور سب کو ایک ٹکڑا دے دیا۔ سب بچے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

''پورا لالچی ہے۔'' حسیمہ نے سرگوشی کی۔ ''مجھے تو اپنے ٹکڑے کا ذائقہ تک محسوس نہیں ہوا۔''

ہادیہ اونچی آواز میں بولی: ''ٹافیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے حمزہ؟ اور کیا تم ہمیں اپنی بالز سے کھیلنے دو گے؟''

''میں دیکھوں گا۔'' وہ بولا۔ ''اب تو چھٹی کا وقت ہونے والا ہے۔''

''تم بہت لالچی ہو،'' ہادیہ بولی: ''تم ہم سے کوئی چیز بھی بانٹنا نہیں چاہتے۔ ہوشیار رہنا حمزہ! تمہاری چیزیں گم ہو سکتی ہیں یا ہوا میں غائب ہو سکتی ہیں۔''

لگتا ہے تم پریوں والی کہانیاں پڑھتی ہو، حمزہ بولا: ''ایسی چیزیں اصلی زندگی میں نہیں ہوتیں۔'' ہادیہ ٹھیک کہتی تھی۔ وہ اپنی کوئی چیز بھی بانٹنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ سب چیزیں خود ہی لینا چاہتا تھا۔ کسی نے حمزہ سے اور بات نہیں کی۔ وہ حمزہ کو جانتے تھے۔ ان کو کوئی ٹافی یا اور چاکلیٹ نہیں ملنے والی تھی اور تو اور انہیں بال کو اچھالنے کی اجازت تک نہیں ہو گی۔

حمزہ ہمیشہ بس میں گھر جاتا تھا۔ کچھ اور لڑکے بھی بس میں گھر جاتے تھے۔ حمزہ اگر اپنی چیزوں میں گم نہ ہوتا تو شاید اسے لڑکے



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
- ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
- کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ایڈ فری لنکس
- ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
- ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

**Click on http://paksociety.com to Visit Us**

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

www.paksociety.com

پلان بناتے نظر آجاتے۔ لیکن اس نے نہیں دیکھا کہ کوئی اس کا کوٹ اٹھا کر اپنا رکھ گیا۔ اس کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ کسی نے اس کی کوٹ کی جیبوں میں کچھ چیزیں بھی ٹھونسی ہیں۔ اس نے وہ کوٹ پہنا اور بس پر چڑھ گیا۔ اس نے بس میں بیٹھ کر اپنی بالز نکالنا چاہیں لیکن جب اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسے کوئی سخت چیز محسوس ہوئی تو اس نے اسے باہر نکالا تو دیکھا کہ اس کی بڑی اور پیاری بالز کی جگہ پرانی، گندی اور عام بالز تھیں۔ اس نے اپنی دوسری جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سب لڑکے ہنس رہے تھے اور ایک دوسرے کو کہنیاں مار رہے تھے۔ حمزہ نے مقناطیس نکالا لیکن یہ تو ایک چھوٹا اور پتلا سا مقناطیس تھا۔ حمزہ پریشان ہونا شروع ہو گیا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے سوچا۔ اس نے چاکلیٹ بار نکالنا چاہی لیکن یہ کیا صرف ایک چھوٹا ٹکڑا۔ بارز کا تو نشان تک نہیں۔

"میرے پاس اور کیا تھا" حمزہ نے سوچا۔ ہاں! میری قینچی! وہ اس جیب میں تھی لیکن وہ نہیں تھی۔ نکلی تو ایک ٹوٹے ہوئے بلیڈ والی قینچی۔ وہ بہت دکھی تھا۔

اس کی ٹافیاں بھی غائب تھیں اور اس کی پینسل اس نے ہاتھ چلایا تو ایک چھوٹی پینسل وہ بھی ٹوٹی ہوئی۔ اسے ہادیہ کے الفاظ یاد آرہے تھے۔ اس کی چیزیں بدل گئی تھیں۔ وہ بس سے باہر نکلا۔ اس نے لڑکوں کی مسکراہٹ محسوس نہیں کی۔

داؤد بولا: "وہ سمجھ نہیں سکا۔ اب ہم کل کوٹ پھر بدلیں گے اور حمزہ کو اس کا اپنا دیں گے اور دیکھیں گے کہ اس نے کچھ سیکھا یا نہیں۔"

بے چارا حمزہ! وہ بہت دکھی تھا۔ اگلے دن وہ بہت اداس اداس اسکول پہنچا۔

"حمزہ، ہمیں اپنی بالز تو دکھاؤ۔" داؤد بولا۔ حمزہ دکھ سے گندی بالز نکال کر بولا:

"دیکھو! میری بالز کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے چیزیں نہیں بانٹیں تو میری سب چیزیں بدل گئیں۔"

"تم بدقسمت ہو!" ہادیہ بولی جو راز میں شریک تھی "ویسے اگر تمہاری چیزیں تمہیں واپس مل گئیں تو کیا تم بانٹو گے؟"

"ضرور بانٹوں گا اگر مل گئیں تو" وہ بولا۔

سب بچے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ "دیکھتے ہیں۔" انہوں نے سوچا۔

انہوں نے کوٹ پھر بدلا۔ حمزہ نے جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ حیران رہ گیا۔ چاکلیٹ کے دو بار، ٹافیوں کا ڈبا، بڑا سا مقناطیس، اتنی پیاری قینچی، پینسل اور یہ رہیں اس کی بال۔

"یہ پھر ٹھیک ہیں؟" وہ بولا اور سب بچوں کو دیکھا۔ وہ سب ہنس رہے تھے۔

"تم سب بہت بُرے ہو! تم نے میرا کوٹ بدلا۔ آخر کیوں؟" حمزہ بولا۔

"تمہیں کچھ سکھانے کے لیے حمزہ!" ہادیہ بولی۔

"لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ تم سیکھ چکے ہو یا نہیں۔"

حمزہ نے شرمندگی سے سب کو دیکھا اور ٹافیوں کا ڈبا نکال کر بولا: "اب میں اپنی سب چیزیں بانٹوں گا۔" اور پھر حمزہ اچھا بچہ بن گیا اب وہ ہر چیز مل بانٹ کر کھاتا کیوں کہ مل بانٹ کر ہی کھانے میں برکت ہے۔ ☆☆☆

## بہلول دانا

دوسری صدی ہجری میں شیخ بہلولؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی عادت تھی کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ادھر ادھر پھرتے رہتے اور لوگوں کو اچھی اچھی نصیحتیں کرتے رہتے تھے۔ بہت سے لوگ ان کو بہت عقل مند سمجھتے تھے اور ان کو "بہلول دانا" کہتے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھے جو ان کو پاگل سمجھتے تھے اور "بہلول دیوانہ" کہتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد کا ایک سوداگر شیخ بہلولؒ کے پاس آیا اور کہا: "اے بہلول دانا! آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں کون سی چیز خریدوں جسے بیچ کر نفع ہو۔" شیخ بہلولؒ نے جواب دیا۔ "روئی اور لوہا۔"

سوداگر نے بہت سی روئی اور لوہا خرید کر جمع کر لیا اور کچھ عرصہ بعد بیچ کر بہت نفع کمایا۔ ایک دن دوبارہ وہ بہلول کے پاس گیا اور ان سے پوچھا: "اے بہلول دیوانے! اب میں کیا چیز خریدوں جس سے مجھے نفع ہو۔" شیخ بہلولؒ نے جواب دیا۔ "تربوز اور پیاز خریدے۔" سوداگر نے اپنے تمام روپے سے پیاز اور تربوز خرید لیے لیکن وہ جلد ہی سڑ گئے اور سوداگر کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ وہ شیخ بہلولؒ کے پاس گیا اور بڑے غصے کے ساتھ کہا۔ "اے بہلول میں نے پہلی مرتبہ تم سے مشورہ کیا تھا تو تم نے کہا تھا روئی اور لوہا خرید لو یہ بڑا اچھا مشورہ تھا۔ میں نے اس کے مطابق عمل کیا تو مجھے بہت فائدہ ہوا لیکن دوسری مرتبہ تم نے مجھے غلط مشورہ دیا جس سے میری تمام پونجی برباد ہو گئی۔"

شیخ بہلولؒ نے فرمایا۔ "پہلی مرتبہ تو نے مجھے دانا کہا تھا اس لیے میں نے عقل کے مطابق مشورہ دیا تھا لیکن دوسری مرتبہ تو نے مجھے دیوانہ کہا تو میں نے دیوانہ بن کر مشورہ دیا۔" سوداگر یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا اور دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ بولنے سے پہلے سوچ لیا کرے گا۔ پیارے بچو! جو شخص دوسروں کی عزت کرتا ہے وہ ہمیشہ فائدے میں رہتا ہے۔ اس لیے کبھی کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو جس سے دوسروں کا دل دکھے۔ (فضہ افضل، جھنگ صدر)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مریم فاطمہ

# درختوں کی پراسرار دنیا

☆ ویسٹ انڈیز میں منچی نامی درخت پایا جاتا ہے کہ اگر اس کی لکڑی کو آگ لگا دی جائے تو اس سے اٹھنے والا دھواں آنکھوں کو لگ جانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔

☆ انڈونیشیا کے جزیرے جاوا میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جو قد میں سات فٹ کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ قدرت نے اس میں ایک انوکھی خوبی پیدا کی ہے۔ وہ رات کو اس طرح چمکتا ہے کہ اس کی چمک میلوں دور سے دکھائی دیتی ہے اور اس کی روشنی میں پڑھا اور لکھا جا سکتا ہے۔

☆ جزائر غرب الہند میں پام کا ایک ایسا درخت ہے، جس کے پتے دنیا کے ہر درخت کے پتوں سے لمبے ہیں۔ اس کے ایک پتے کی لمبائی 65 فٹ بنتی ہے۔

☆ اس وقت دنیا کا سب سے اونچا درخت کیلی فورنیا کے جنگلات میں ہے اور اس کا نام ہارورڈ ڈیسی ہے۔ اس کی بلندی 37606 فٹ ہے۔ جب سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا تو ہندوستان میں بڑ کا ایک ایسا درخت تھا جو اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ سکندر اعظم فوج کے سات ہزار سپاہیوں نے اس کے نیچے پڑاؤ ڈالا تھا۔

☆ جزائر غرب الہند میں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخوں کا چھلکا اتار کر ڈبل روٹی کی طرح کھاتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کا ذائقہ بھی ڈبل روٹی کی طرح ہوتا ہے اور تاثیر بھی۔

☆ ترکی کے شہر سمرنا میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جس کا تنا قدرت نے اس طرح تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے کہ تین دروازے بن چکے ہیں۔ ان کے درمیان میں سے ایک سڑک گزرتی ہے۔ اس عجیب وغریب درخت کو دیکھنے کے لیے ہر سال کئی غیر ملکی سیاح سمرنا جاتے ہیں۔

☆ آسٹریلیا میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جس کا تنا بوتل کی شکل سے ملتا جلتا ہے۔ اس بوتل نما تنے میں ہر وقت پانی بھرا رہتا ہے۔ اس کے تنے میں سوراخ کیا جائے تو پانی بہنے لگتا ہے۔ لوگ اسے شوق سے پیتے اور پانی کا درخت کہتے ہیں۔

☆ آسٹریلیا، برازیل اور جنوبی امریکہ میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جس کے رس کا ذائقہ بالکل دودھ جیسا ہوتا ہے۔ ایسے علاقے کے لوگ جہاں یہ درخت پائے جاتے ہیں، اس کے رس کو دودھ کی طرح ہی استعمال کرتے ہیں اور اس درخت کو دودھ کا درخت کہتے ہیں۔

☆ امریکہ کے جنگلوں میں ایسا درخت ہے کہ اس کے قریب جب کوئی جان دار پہنچتا ہے تو اس کی شاخیں اس کے جسم کے ساتھ لپٹ جاتی ہیں اور کھینچتے کھینچتے درخت اسے ہضم کر لیتا ہے۔ اگر یہ شاخیں کاٹ کر کسی جان دار کے جسم سے علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اس جگہ سے گوشت اڑ جاتا ہے۔

☆ امریکہ کے جنگلوں میں ایسا درخت ہے، جس کے گودے کو اگر ابالا جائے تو نہایت عمدہ مکھن تیار ہو جاتا ہے۔ وہاں کے لوگ اسے استعمال کرنے کے علاوہ اسے بیچ کر لاکھوں ڈالر کما لیتے ہیں۔

☆ ہالینڈ میں ایک ایسا انوکھا درخت ہے جس نے بڑھنے کے بعد درخت لگانے والے مالک کی شکل اختیار کر لی ہے قدرت نے اس کے تنے پر جیکو بس ورن کی شکل ابھار دی جس نے کبھی یہ مولسری کا درخت لگایا تھا۔

☆ فرانس اور امریکہ میں ایک زہریلا درخت ہے جب کوئی جان دار اس کے قریب پہنچتا ہے تو یہ بچھو کی طرح ڈنک مارتا ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور جان دار مر جاتا ہے۔

☆ سری لنکا کے شہر کولمبو میں ایک ایسا درخت ہے جسے شمنی درخت کہا جاتا ہے۔ ان درختوں کے پتے شام کو سمٹ کر دوہرے ہو جاتے ہیں جیسے تہہ کر دیئے گئے ہوں جب صبح ہوتی ہے تو یہ پتے اچانک کھلتے ہیں اور پاس سے گزرنے والوں پر شبنم کا پانی نچھاور کرتے ہیں۔

☆ وسطی افریقہ کے بالطی نامی گاؤں میں گھومنے والا درخت پایا جاتا ہے۔ تند و تیز طوفان اور بارش میں جب دوسرے درختوں کی جڑیں اکھڑ جاتی ہیں تو اس درخت کی جڑیں چاروں طرف گھومتی ہیں اور اس طرح وہ ہوا کے زور کا مقابلہ کرنے میں کام یاب ہو جاتی ہیں۔ مقامی لوگ اس درخت کو مقدس مانتے ہیں۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# کھوج لگائیے!

ذہانت آزمائیں اور 500 روپے کی کتابوں کا انعام پائیں۔

عثمان ایک اچھا بچہ ہے۔ آٹھویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کا بھی بہت شوق ہے۔ مضامین انگریزی اور اردو میں اچھے نمبر لیتا ہے۔ لیکن ریاضی میں کچھ اچھے نمبر نہیں لیتا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا مجموعی نتیجہ کچھ اچھا نہیں تھا۔ وہ کوشش کرتا کہ ریاضی کو خوب سمجھ لے اسی لیے وہ پہیلیاں اور ذہنی آزمائش کے سوالات حل کرتا رہتا۔ آج استاد صاحب نے بھی اسکول میں ریاضی کا ایک سوال دے ڈالا۔ انہوں نے بورڈ پر 8 کے عدد لکھے اور کہا کہ 8 کے عدد کو صرف ایک بار استعمال کریں اور کتنے 8 جمع کریں کہ حاصل 1000 آ جائے۔ استاد نے آسانی کے لیے بورڈ پر 8 کے عدد لکھے جو یوں تھے:

پیارے بچو! جون کے کھوج لگائیے کا جواب ہے: حضرت عمر فاروقؓ ہے۔

اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے پانچ ساتھیوں کو بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

1- سمیع اللہ ساجد، جڑانوالہ
2- نائمہ تحریم، کراچی
3- موسیٰ اکبر، اسلام آباد
4- صدام حسین قادری، کاموکے
5- ماہم خرم، لاہور



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

# دنیا میں سب سے بڑا .... معلوماتِ عامہ

محمد فرحان اشرف، ہارون آباد

☆ دنیا میں سب سے بڑا دریا (طاس) ایمزون ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا دریائی جزیرہ مجولی شمال مشرقی بھارت ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن گرینڈ سنٹرل ٹرمینل، نیویارک ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا اسٹیڈیم سٹراہوف اسٹیڈیم، پراگ ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا کرکٹ اسٹیڈیم ملبورن، آسٹریلیا ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ہاکی اسٹیڈیم قومی ہاکی اسٹیڈیم لاہور ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا سمندر، بحرالکاہل ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا سنیما گھر راکسی، نیویارک (امریکہ) میں ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا شہر ٹوکیو، جاپان ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا قبرستان مکلی، ٹھٹھ (پاکستان) میں ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا عجائب گھر نیویارک (امریکہ) میں ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا کلاک بیورے (فرانس) کے گرجا گھر میں ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا کیمرہ رولز رائس ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا گنبد ایسٹروڈوم، سیان جنگ کے قریب ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا محل امپیریل پیلس بیجنگ (چین) ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا رہائشی محل آستانہ نور الایمان، برونئی ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا مسافر بردار طیارہ بوئنگ747400 ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا مقبرہ چین کے پہلے بادشاہ چینگ کا ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ملک بلحاظ آبادی چین ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ملک بلحاظ رقبہ روس ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا نہری نظام پاکستان کا ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ہوائی اڈا شاہ خالد، ریاض (سعودی عرب) ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا ہیرہ کلینن ہے۔
☆ کائنات میں سب سے بڑا سیارہ مشتری ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی ہیرے کی کان کیمبرلے، جنوبی افریقہ ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی آبشار بویوما فالز، عوامی جمہوریہ کانگو ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی بندرگاہ نیویارک، امریکہ میں ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی مصنوعی بندرگاہ روٹرڈیم، نیدرلینڈ ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی تیل کمپنی ایکسن کارپوریشن، نیویارک ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی تازہ پانی کی جھیل بلحاظ رقبہ سپیریر ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی تازہ پانی کی جھیل بلحاظ حجم بیکال، سائبیریا (روس) ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی قدرتی جھیل کیسپین ہے۔
☆ دنیا میں سب سے بڑی مصنوعی جھیل وولٹا، گھانا ہے۔

---

**کھوج لگائیے**

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10/جولائی 2017ء ہے۔

نام: ____________

شہر: ____________

مکمل پتا: ____________

____________

موبائل نمبر: ____________

---

**دماغ لڑاؤ**

ہر حل کے ساتھ کوپن چسپاں کرنا ضروری ہے۔ آخری تاریخ 10/جولائی 2017ء ہے۔

نام: ____________

مقام: ____________

مکمل پتا: ____________

موبائل نمبر: ____________

---

**ہونہار مصور**

جولائی کا موضوع ''موسم برسات'' ارسال کرنے کی آخری تاریخ 08/جولائی 2017ء ہے۔

نام ________ عمر ________

مکمل پتا: ____________

____________

موبائل نمبر: ____________

---

**میری زندگی کے مقاصد**

کوپن پُر کرنا اور پاسپورٹ سائز رنگین تصویر بھیجنا ضروری ہے۔

نام ________ شہر ________

مقاصد ____________

____________

موبائل نمبر: ____________



www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# اوجھل خاکے

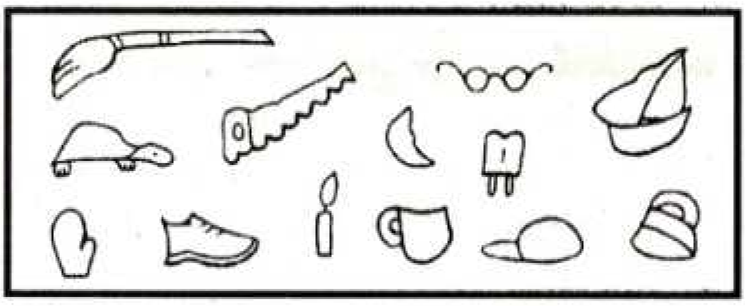

یہ چیزیں خاکے میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ ان چیزوں کو تلاش کیجیے اور شاباش لیجیے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# میری زندگی کے مقاصد

**سبحان ملک، گوجرانوالہ**

میں بڑا ہو کر فوجی بنوں گا اور ملک و قوم کی حفاظت کروں گا۔

**طلال عاقل، وہاڑی**

میں فائٹر پائلٹ بننا چاہتا ہوں اور ملک کا دفاع کرنا چاہتا ہوں۔

**طیبہ بتول، اٹک**

میں بڑی ہو کر ایئر ہوسٹس بننا چاہتی ہوں۔

**داؤد ورک، شیخوپورہ**

میں بڑا ہو کر کرکٹر بننا چاہتا ہوں اور اپنے ملک کا نام روشن کرنا چاہتا ہوں۔

**ملک ابراہیم، اسلام آباد**

میں بڑا ہو کر فوجی بنوں گا۔

**محمد ہادی عباس، بھکر**

میں فائر فائٹر بن کر لوگوں کی جان و مال بچاؤں گا۔

**ہارون بشیر، لاہور**

میں بڑا ہو کر ڈاکٹر بنوں گا اور ملک و قوم کا نام روشن کروں گا۔

**محمد جنید، دیوا**

میں بڑا ہو کر پائلٹ بنوں گا اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت کروں گا، ان شاءاللہ۔

**فرحان، لاہور**

میں ڈاکٹر بن کر ملک و قوم کی خدمت کروں گا۔

**خنساء زینب، لاہور**

میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بنوں گی۔

**فاطمہ نور، اوکاڑا**

میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کروں گی۔

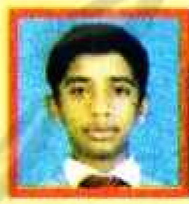

**عبداللہ، لاہور**

انجینئر بن کر ملک و قوم اور اسلام کا نام روشن کروں گا۔ ان شاء اللہ۔ دعاؤں کا خواہش مند ہوں۔

**محمد ضیاء اللہ، میانوالی**

میں پروفیسر بن کر علم کی روشنی پھیلاؤں گا۔

**ذنیرہ شاہد، اوکاڑہ کینٹ**

میں ڈاکٹر بن کر بھی انسانیت کی خدمت کروں گی تاکہ میرا ملک ترقی کرے۔

**سیدہ علیمہ احمد، اسلام آباد**

میں بڑی ہو کر ڈاکٹر بنوں گی۔

**علیم اسحاق، جہلم**

میں اکاؤنٹنٹ بنوں گا۔

**محمد دانش واجد، دینہ**

میں ڈاکٹر بن کر غریبوں کا علاج کروں گا۔

**حسن قمر، لاہور**

میں بڑا ہو کر پائلٹ بنوں گا اور ملک کا نام روشن کروں گا۔

**مدثر منظور، لاہور**

میں بڑا ہو کر فوجی بنوں گا اور ملک و قوم کی حفاظت کروں گا۔

**ماہ نور ملک، لاہور**

میں سپیکر قومی اسمبلی بن کر انصاف کے تقاضے پورے کروں گی۔

**احمد بلال، بھوآنہ**

میں آرمی آفیسر بنوں گا اور ملک اور قوم کی خدمت کروں گا۔

**زید حارث، لیہ**

میں ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کروں گا۔

**عبدالرحمٰن، لاہور**

میں بڑا ہو کر حافظ قرآن بنوں گا اور قرآنی احکام پر عمل کروں گا۔ ان شاءاللہ۔

**حماد احمد، لاہور**

میں آرمی میں جا کر وطن کی خدمت کروں گا۔

**محمد ولید، گوجر خان**

میں بڑا ہو کر جنرل بنوں گا اور پاک فوج کی کمان سنبھالوں گا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

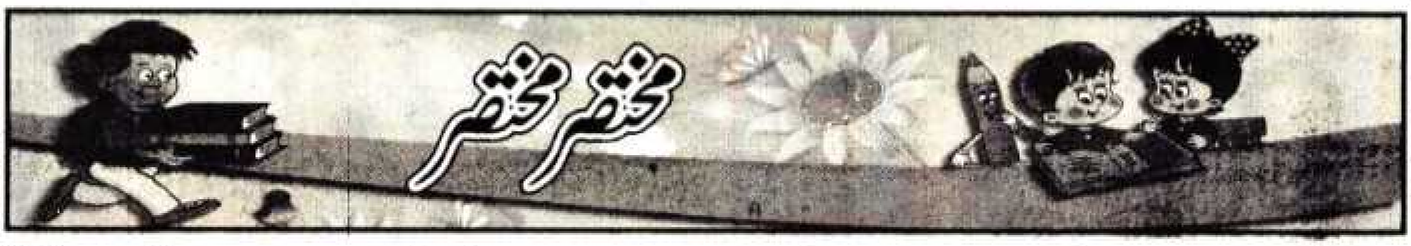


## حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے اقوال

☆ عزت و شان، عدل و انصاف میں ہے۔
☆ ہنر اگر بے عزتی سے ملے تو بھی حاصل کرو۔
☆ اس بات کی کوشش کرو کہ مر کر زندہ ہو جاؤ۔
☆ دل کو شیطانؑ کا کھیل نہ بناؤ۔
☆ سب سے بڑا محتاج وہ ہے جس نے قناعت ترک کی۔

(طلحہ قطب، لاہور)

## مرغا مرغی گئے بازار

مرغا مرغی گئے بازار — بن ٹھن کے ہو کے تیار
مرغے نے پہنا کالا سوٹ — کالے چشمے کالے بوٹ
مرغی نے پہنی ساڑھی — مرغے نے کھلی داڑھی
مرغے نے لیا شامی برگر — مرغی نے پیپسی برگر
کی پھر شاپنگ دونوں نے — اور خریدے سوٹ نئے
مرغی نے بڑا بیگ لیا — اور مرغے نے چیک دیا
مرغی نے لی میک اپ کٹ — بول کے انگلش گٹ مٹ گٹ
اور مرغے نے خریدی جو چھڑی — مرغی مرغے سے لڑ پڑی
ہو گئی دونوں میں تکرار — مرغے نے کیا ہنس کے پیار
بولا یہ نہیں تیرے لیے — چار چھڑی کے ٹکڑے کیے
مرغی بولی سوری جان — ہے لڑائی میں بڑا نقصان
مرغے نے فیاضی دکھائی — اور ہو گئی ختم لڑائی
ہنسی خوشی دونوں گھر آئے — پیار بھرے گانے گائے
تم بھی کرو پیار و محبت
اور پاؤ سکھ کی جنت

(کاوش: ایم یاسین آرزو)

## سچ کا انعام

دور کسی ملک میں ایک سلطان رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا۔ اس نے ہر بیٹے کو ایک بیج دیا اور کہا۔ ''اس بیج کو ایک سال تک اگاؤ۔ ایک سال بعد جس کا پودا مجھے سب سے زیادہ پسند آئے گا، وہی میرے بعد وہی سلطان بنے گا۔''

سب بچوں میں سب سے چھوٹا سلیم تھا۔ وہ صرف دس سال کا تھا۔ اس نے بہت احتیاط سے بیج کو گملے میں بویا۔ وہ روز اس کو پانی دیتا اور اس کا خیال کرتا۔ دن گزرتے گئے لیکن بیج سے کوئی پودا نہیں نکلا، ایک سال گزر گیا اور سب لڑکے کے باپ پاس اپنے اپنے پودے لائے۔ سلیم کے علاوہ سب کے پاس خوب صورت پھولوں والے پودے تھے۔ سلطان نے باری باری سب کے پودے دیکھے اور آخر کار بولا۔ ''میں نے آپ سب کو خراب بیج دیئے تھے۔ ان سے کبھی پودا نہیں اگ سکتا تھا۔ صرف سلیم نے ایمان داری سے وہی بیج اگایا ہے جو میں نے دیا تھا۔ میرے بعد سلیم ہی آپ کا سلطان ہوگا۔''

(محمد عادل آصف، تلونڈی)

## سنہرے موتی

☆ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے، اللہ اس پر دشمن کو مسلط کرتا ہے۔
☆ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، وہ قحط سے دوچار ہو جاتی ہے۔
☆ جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے، اس میں ناگہانی اموات بڑھ جاتی ہیں۔
☆ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی، وہ خشک سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔
☆ خدا جس قوم کی تباہی چاہتا ہے، اس کی قیادت عیاش لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔

(مائرہ حنیف، بہاول پور)

## خوش فہمی

کسی ملک کے بادشاہ نے ایک مرتبہ کسی بات سے خوش ہو کر فوج کے ایک چھوٹے افسر کو امتیازی نشان عطا کیا۔ افسر نے بادشاہ سے کہا۔ ''جہاں پناہ! میں خود کو اس کا حق دار نہیں سمجھتا یہ تمغہ میدان جنگ میں کوئی کارنامہ دکھا کر ہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔'' فوجی افسر کو توقع تھی کہ بادشاہ اس کا جواب سن کر خوش ہوگا اور اسے مزید انعام و اکرام سے نوازے گا یا کم سے کم تعریفی الفاظ تو ضرور کہے گا، لیکن توقع کے برخلاف بادشاہ نے کہا۔ ''عجیب احمق آدمی ہو، کیا تمہاری خواہش کی خاطر جنگ چھیڑ دوں؟''

(فائزہ رزاق، خانیوال)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

## صدقۂ فطر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ المکرّم کے گلی کوچوں میں منادی کرا دے کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔ دو مد (یعنی دو سیر) گیہوں کے پاس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زائد) کسی دوسرے غلہ یا کھجور وغیرہ کا اور یہ صدقہ نمازِ عید کو جانے سے قبل دے دینا چاہیے۔ (محمد احمد، لاہور)

## سنہری کرنیں

☆ زیادہ فکرمندی انسان کو تھکا دیتی ہے۔
☆ کانچ کا دل لے کر پتھر کی اس دنیا میں جینا مشکل ہے۔
☆ مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔
☆ رنج کے بغیر راحت اور غم کے بغیر خوشی کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔
☆ جس دن تمہارا عزیز دوست تم کو چھوڑ کر چلا جائے تو سمجھ لینا کہ تمہاری آدھی زندگی کم ہو گئی ہے۔
☆ کبھی کسی کو اپنی صفائی نہ دو کیوں کہ جو نفرت کرتا ہے وہ کبھی یقین نہیں کرتا اور جو آپ سے پیار کرتا ہے اس کو ضرورت نہیں۔
☆ انسانوں سے محبت کرنا اور اس محبت کا انہیں احساس دلانا آدھی عقل کے برابر ہے۔ (عروج فاطمہ، کھاریاں)

## شکر

مصر میں دو امیر زادے رہتے تھے، ایک نے علم سیکھا اور دوسرے نے مال جمع کیا آخر پہلا بنا عالم اور دوسرا مصر کا وزیر بن گیا پھر وزیر عالم نے کہا۔ میں نے حکومت حاصل کر لی اور تُو حقیر فقیر رہا۔ عالم نے جواب دیا۔ "اے بھائی! اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر مجھے ادا کرنا چاہیے کہ اس نے مجھے پیغمبروں کا ورثہ عطا کیا، تجھے فرعون و قارون کی میراث عطا کی یعنی مال و دولت۔ میں وہ چیونٹی ہوں جس کو لوگ پیروں سے مسل دیتے ہیں، وہ بھڑ نہیں ہوں کہ لوگوں کو اپنے ڈنک سے ڈراؤں۔ اس نعمت کا شکر کیسے ادا کروں کہ مجھ میں لوگوں کو آزار اور تکلیف پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔" (کظیمہ زہرہ، لاہور)

## موتیوں جیسے الفاظ

☆ اپنا راز ہمیشہ پوشیدہ ہی رکھو کیوں کہ انسان کے کئی روپ ہیں۔
☆ اخلاق جسمانی حسن کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
☆ والدین کی نافرمانی جہنم میں جگہ بنانے کے مترادف ہے۔
☆ کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ خود اس قابل بن جاؤ کہ لوگ تمہیں پانے کی تمنا کریں۔
☆ فقیر کا ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم سے بہتر ہے۔
☆ گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار رکھتا ہے۔
☆ بخیل دولت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ دولت اس کی مالک ہوتی ہے۔
☆ تعلیم کا پہلا اصول یہی ہے کہ اپنی آواز نیچی رکھو اور اپنے لفظوں میں احترام پیدا کرو۔ (محمد جعفر، گروٹ)

## دوست

ایک پل لگتا ہے دوست بنانے میں
لیکن عمر لگ جاتی دوستی نبھانے میں
اچھے دوست کو کبھی نہ تم گنوانا
دل سے رشتہ دوستی کا نبھانا
دوست زندگی کا انمول سرمایہ ہیں
ہر مشکل میں جو بنتے حوصلہ ہیں
جب آئے تمہارے دوست کو کوئی مشکل
آگے بڑھ کے کرو اسے حل
رکھنا میری ایک بات ہمیشہ یاد
کبھی نہ توڑنا دوست کا اعتماد
جو قدر دوستوں کی کرتے رہو گے
سدا دامن خوشیوں سے بھرتے رہو گے

(کاوش: تیمور مرتضیٰ، اوکاڑہ)

## انمول موتی

☆ اگر خدا تمہاری دعائیں پوری کر رہا ہے تو وہ تمہارا یقین بڑھا رہا ہے۔
☆ اگر دعائیں پوری کرنے میں دیر کر رہا ہے تو وہ تمہارا صبر بڑھا رہا ہے۔
☆ اگر تمہاری دعاؤں کا جواب نہیں دے رہا تو وہ تمہیں آزما رہا ہے۔

## حیرت انگیز بات

گلوبند (مفلر) ایک آڑ جو فیشن بن گئی

انگلستان کا ایک بادشاہ چہارم جارج گلٹیوں کا مریض تھا۔ وہ ان کو چھپانے کے لیے گردن میں گلوبند (مفلر) استعمال کرتا تھا مگر لوگوں میں یہ فیشن بن گیا اور آج تک چلا آ رہا ہے۔ (بشریٰ حسینی، کلورکوٹ)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

## سلاد کے پتے

دنیا بھر میں کھانے کے ہمراہ سلاد کے پتے بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں۔ سلاد کو انگریزی میں ''Lettuce''، عربی میں ''خس'' اور فارسی زبان میں ''کاہو'' کہتے ہیں۔ سلاد کا سائنسی نام ''Lactuca Sativa'' ہے جب کہ اس کا خاندان

''Asterace'' ہے۔ اس کے پتے (Leaves) بطور سبزی (سلاد) میں استعمال ہوتے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ سلاد چین میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد امریکہ، بھارت، اسپین اور اٹلی سلاد اگانے والے بڑے ممالک ہیں۔ غذائی اعتبار سے سلاد کے پتے عطیہ خداوندی ہیں کیوں کہ یہ وٹامن A، B، فولیٹ، وٹامن C، E اور وٹامن K سے بھرپور ہیں۔ نمکیات میں کیلشیم، آئرن، میگنیشم، فاسفورس، پوٹاشیم، سوڈیم اور زنک بھی سلاد کھانے سے ملتے ہیں۔ سلاد کے پتے سورج کی اچھی روشنی اور نائٹروجن سے بھرپور زمین میں خوب نمو پاتے ہیں۔ سلاد کے پتے مختلف رنگوں مثلاً سبز، سرخ اور دھبے دار ہو سکتے ہیں۔ سلاد کا تعلق سورج مکھی کے خاندان سے ہے۔ قدیم مصر کے لوگ اڑھائی ہزار سال قبل مسیح میں سلاد کے پتے کاشت کرتے تھے۔ سلاد کھانے سے جوڑوں کے درد، خون کی کمی، کینسر اور یادداشت کی کمی وغیرہ جیسے معاملات سے انسان بچ جاتا ہے۔

## باجا

بارات، تقریبات، پریڈ اور خوشی کے موقع پر منہ سے نکلنے والی

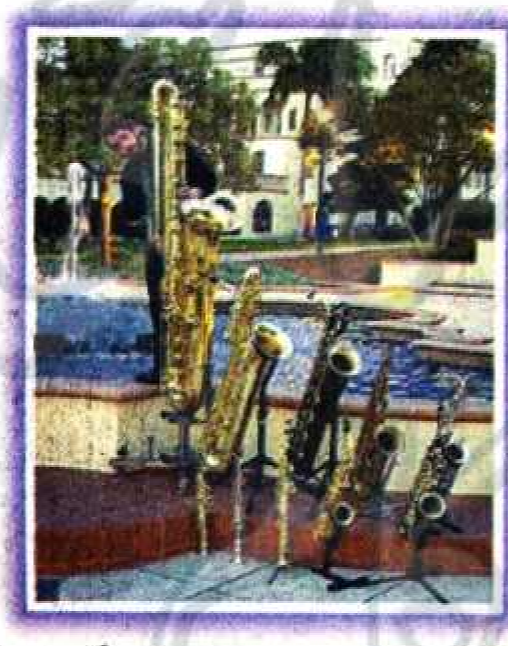

ہوا کے زور پر باجا بجایا جاتا ہے۔ جسے انگریزی میں ''Saxophone''، عربی میں ''ساکسفون'' اور فارسی زبان میں ''ساکسوفون'' کہا جاتا ہے۔ یہ موسیقی پیدا کرنے والا آلہ ہے جسے بلجیئم کے موسیقیار و آلہ بنانے والے ''Adolph Sax'' نے 1940ء میں متعارف کروایا۔ جون 1946ء میں اس باجے کو رجسٹر کر لیا گیا۔ یہ باجا خاص کر فوجی پریڈ اور مارچ پاسٹ کے لیے تیار کیا گیا تھا جسے بعد ازاں شادی بیاہ پر بھی بجایا جانے لگا۔ وہ افراد جو یہ باجا بجاتے ہیں انہیں ''Saxophonists'' کہا جاتا ہے۔ یہ باجا بنیادی طور پر ایک مخروط (Conical) نالی کی شکل کا ہوتا ہے۔ جو پتلے سے تانبے یا Brass کی بنی ہوتی ہے۔ اس نالی میں 20 سے 24 تک سوراخ ہوتے ہیں۔ جن کا سائز مختلف ہوتا ہے۔ ان سوراخوں پر ''Pad cups'' یا خول ہوتے ہیں۔ جو عموماً چمڑے کے



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بنے ہوتے ہیں۔ یہ باجا بجانے والا بانسری کی طرح مرکزی نالی میں پھونک کی طرح ہوا داخل کرتا ہے اور سوراخوں پر اوپر نیچے انگلیاں رکھ کر مختلف طرح کا میوزک پیدا کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس باجے کی صلاحیت اور کارکردگی میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔

## زبور

اللہ پاک کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے جو کتب نازل ہوئیں ان میں سے ایک کتاب کا نام ''زبور'' (Zabur) ہے۔ یہ الہامی کتاب حضرت داؤدؑ (David) پر نازل ہوئی۔ زبور کی زبان عبرانی ہے اور عبرانی زبان میں زبور کا مطلب ہے ''گیت''، ''ٹکڑے'' یا پھر ''حصے''۔ اس مقدس کتاب کا تذکرہ قرآن حکیم میں بھی موجود ہے۔ حضرت داؤدؑ لوگوں کی ہدایت و

رہنمائی کے لیے ان آیات کو تلاوت فرماتے تھے۔ لیکن عیسائی عقیدے کے مطابق اس کتاب کے 150 حصے میں سے 73 حضرت داؤدؑ نے لوگوں کو سنائے باقی حضرت سلیمانؑ اور حضرت موسیٰ جیسے انبیاء کرام نے لوگوں کو بتائے۔ اس کتاب مقدس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی، دعائیں، توبہ کے علاوہ نباتات، حیوانات، جمادات، آسمان و زمین کے موضوعات شامل ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور یہودی مذاہب کے افراد اس کتاب کو مقدس جانتے ہیں۔ موخرالذکر مذاہب اس کلام کو گیت کی شکل میں پڑھتے ہیں۔ قرآن حکیم کی سورۃ النساء، سورۃ الاسراء اور سورۃ انبیاء میں ''زبور'' اور حضرت داؤدؑ کا ذکر موجود ہے۔

## نیلسن منڈیلا

جنوبی افریقہ کے پہلے صدر جناب نیلسن منڈیلا کا پورا نام ''Nelson Rolihlahla Mandela'' ہے۔ آپ 8 جولائی 1918ء کو جنوبی افریقہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''Mvezo'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام ''Nosekeni Fanny'' اور والد کا نام ''Gadla Henry Mphakanyiswa'' تھا۔ آپ نے افریقہ میں نسلی امتیاز (گورا و کالا) کے خلاف تحریک چلائی۔ اس جرم کی پاداش میں نیلسن منڈیلا کو 27 برس قید ہوئی۔ اس عظیم قربانی و جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ دنیا بھر میں جمہوری قوتوں کے مقبول رہنما بن گئے۔ دنیا بھر سے اعزازات ملے۔ 1993ء میں امن کا نوبل ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ پیشے کے لحاظ سے آپ وکیل تھے۔ آپ جنوبی افریقہ کی سیاسی پارٹی افریقن نیشنل پارٹی کے سربراہ بھی رہے۔ 10 مئی 1994ء سے 14 جون 1999ء تک آپ جنوبی افریقہ کے صدر رہے۔ آپ کی جمہوری (Democratic) خدمات کے اعتراف میں 1985ء میں لندن میں ساؤتھ بنک کے باہر آپ کا مجسمہ نصب کیا گیا۔ 1988ء میں روس نے آپ کی تصویر والا ڈاک ٹکٹ جاری کیا۔ 1992ء میں حکومت پاکستان نے نشانِ پاکستان سے نوازا۔ اقوام متحدہ کے تحت ہر سال 18 جولائی کو یوم منڈیلا منایا جاتا ہے۔ آپ 5 دسمبر 2014ء کو دارفانی سے کوچ کر گئے۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماں (بیٹے سے): ''بیٹا بلب بند کر دو!''
بیٹا (معصومیت سے): ''الماری میں یا صندوق میں؟''

☆☆☆

ڈاکٹر: ''اچھی صحت کے لیے تمہیں ورزش کی ضرورت ہے۔''
مریض: ''کرکٹ، فٹ بال روزانہ کھیلتا ہوں۔''
ڈاکٹر: ''کب تک؟''
مریض: ''جب تک موبائل کی بیٹری ختم نہیں ہو جاتی۔''
(محمد اسامہ اخلاق، مخدوم پور)

☆☆☆

باپ (اپنے بیٹے سے): ''بیٹا آج تم زیادہ خوش ہو، خیریت ہے۔''
بیٹا: ''جی ابو جی، میں نے شکار کیا ہے۔''
باپ: ''کس چیز کا؟''
بیٹا: ''چڑیا کا۔''
باپ: ''پھر چڑیا کا کیا ہوا؟''
بیٹا: ''ہوش میں تب آئی جب وہ مر چکی تھی۔'' (مزمل حسین، بھکر)

☆☆☆

ماسٹر۔ ''لڑکو! تم میں سے جو سب سے پہلے ایک سے دس تک گنے گا اسے ایک قلم دیا جائے گا۔''
ایک لڑکا (جلدی سے) ''ایک، پانچ، نو، دس۔ لایئے مجھے قلم دے دیجیے۔''

☆☆☆

دیہاتی ڈاکیا۔ ''بیگم صاحبہ، مجھے آپ کی ڈاک کے لیے پورے دو میل چل کر آنا پڑتا ہے۔''
بیگم صاحبہ۔ ''یہ تو بڑی تکلیف کی بات ہے۔ اچھا آپ میرے خطوط ڈاک کے ذریعے بھیج دیا کریں۔'' (مریم خاتون، لاہور)

☆☆☆

ڈاکٹر۔ ''میں مریض کی آنکھ دیکھ کر مرض بتاتا ہوں۔ دیکھو، تمہاری بائیں آنکھ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں تپ دق ہے۔''
مریض۔ ''جناب، میری یہ آنکھ مصنوعی ہے۔''

☆☆☆

لڑکا (ماں سے) ''اماں جان، میری قمیص کہاں ہے؟''
ماں (غصے سے) ''جانے میری جوتی۔''
لڑکا ساری جوتیاں اکٹھی کر لایا اور بولا۔ ''اماں جان، کس جوتی سے پوچھوں؟'' (بنین زہرہ، کراچی)

☆☆☆

حامد۔ ''خالد، تم کہاں جا رہے ہو؟''
خالد۔ ''جہاں سے میں آ رہا ہوں۔''
حامد۔ ''تم کہاں سے آ رہے ہو؟''
خالد۔ ''جہاں میں جا رہا ہوں۔''

☆☆☆

ایک دفعہ چند آدمی کشتی میں بیٹھے سیر کر رہے تھے کہ کشتی میں سوراخ ہو گیا اور پانی اندر آنے لگا۔ سب لوگ خوف زدہ ہو گئے اور شور مچانے لگے۔ ان میں سے ایک صاحب سوچ کر بولے۔ ''کشتی میں ایک سوراخ اور کیوں نہیں کر دیتے کہ ایک سے پانی آئے اور دوسرے سے نکل جائے۔'' (ظل ہما، کوئٹہ)

☆☆☆

گاہک۔ ''تم نے مجھے بالکل کچی برف دی ہے۔''
دکان دار۔ ''کوئی بات نہیں۔ گھر جا کر آپ اسے پکا لیں۔''

☆☆☆

ریل بڑی تیزی سے چل رہی تھی۔ یکا یک کسی نے زنجیر کھینچ لی اور گاڑی ٹھہر گئی۔ گارڈ نے ہر ایک ڈبے میں پتا لگانا شروع کیا کہ کس شخص نے زنجیر کھینچی ہے۔
اس نے دیکھا کہ ایک ڈبے کی کھڑکی میں سے ایک آدمی باہر جھانک رہا ہے۔ گارڈ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا ''معاملہ کچھ نہیں اس ڈبے میں ہم تین آدمی ہیں۔ تاش کھیلنا چاہتے ہیں۔ ایک آدمی کی اور ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے آپ ہی آ جائیں۔'' (احور کامران، لاہور)



www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# چارپائی

خدا نے شکل و صورت اس کی کچھ ایسی بنائی ہے
کہ ہر پیر و جواں کی گھر میں اس سے آشنائی ہے

اثاثہ زندگی بھر کا ہے جس گھر میں بھی آئی ہے
یہ نیچے ہے اگر تو اس کے اوپر اک خدائی ہے

اسی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزرتے ہیں
ضیاء یہ دور رفتہ کی بنی اک چارپائی ہے

کہیں بیٹھا کوئی اس پہ بچھا کے خوش نما چادر
کہیں دیکھا کسی نے اپنے سر پہ یہ اٹھائی ہے

زیادہ گھر میں جب مہمان کوئی آ گئے یارو
یہی مشکل گھڑی میں میزباں کے کام آئی ہے

مقابل اس کے ٹھہری ہے مسہری دور حاضر کی
ہے اس پر فوم کا گدہ تو اس پر بھی تلائی ہے

وجود اس کا ہمارے مشرقی کلچر کا حصہ ہے
ہمارے خاندانوں میں یہ وحدت کی اکائی ہے

نظر آتی ہے گو اپنے گھروں میں اب بڑی کم کم
بدلتے وقت نے بھی دوستی اس سے نبھائی ہے

ضیاء نے جب کہا میرا اثاثہ چارپائی ہے
تو بیگم ایک دم چیخی دہائی ہے دہائی ہے

خدائی: مخلوق    تلائی: روئی سے بھرا گدیلہ

(محمد شرافت علی ضیاء، اسلام آباد)



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

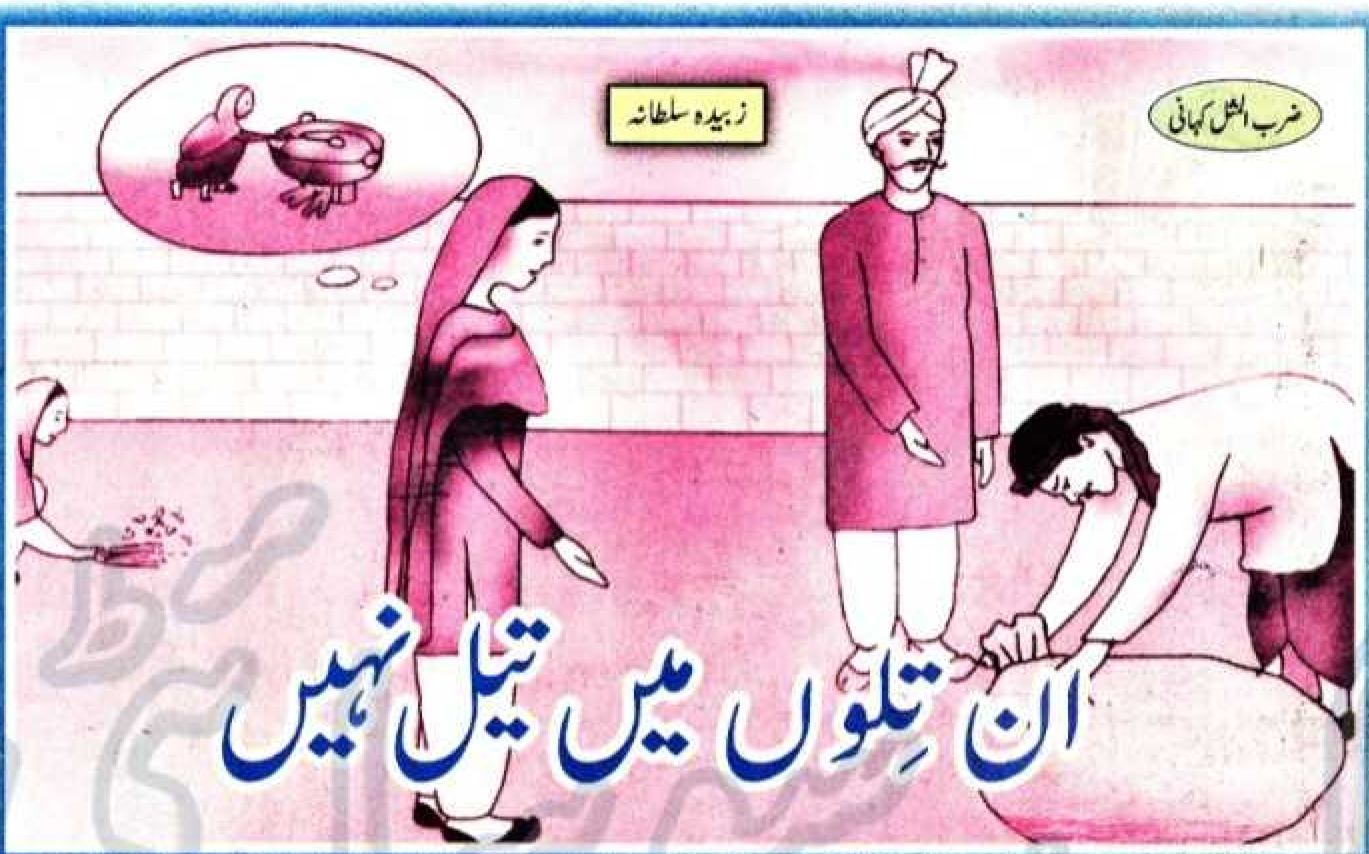

ضرب المثل کہانی

زبیدہ سلطانہ

# ان تِلوں میں تیل نہیں

چودھری حشمت نے ساری فصل اٹھوا کر منڈی کے لیے روانہ کر دی لیکن تلوں کی صرف ایک بوری گھر بھجوا دی۔ وہ ان کا تیل نکلوانا چاہتا تھا کیوں کہ تلوں کے تیل کی اس کے اپنے ہی قصبے میں مانگ بڑھ رہی تھی۔ چودھری حشمت کی بیوی مہراں نے سوچا کہ یہ تل چودھری نے گھر میں استعمال کرنے کے لیے بھیجے ہیں، کیوں کہ بچے سردیوں میں تل شکر بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ اب اتفاق ایسا ہوا کہ ان ہی دنوں مہراں نے اپنے میکے جانا تھا اور وہ اپنے بھائیوں کے بچوں کے لیے کوئی سوغات لے کر جانا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا ان تلوں کا مرونڈا بنا کر لے جائے۔ اس نے بھٹیارن کو بلوا کر تلوں کی پوری بوری بھوننے کے لیے دے دی جو وہ شام تک بھون کر دے گئی۔ شام کو مہراں کھانا پکانے سے فارغ ہوئی تھی کہ اس کی سسرال سے کچھ مہمان آ گئے، وہ ان کی خاطر داری میں لگ گئی اور مرونڈا بنانے کی فرصت نہ ملی۔ تل پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے۔ مہراں نے سوچا...... چلو کوئی بات نہیں، کل گڑ اور گھی کا قوام بڑے کڑھاؤ میں تیار کر کے تل اس میں ڈال دوں گی تو بہت مزے کا مرونڈا بن جائے گا۔ اگلے روز صبح ہی صبح دروازے پر دستک ہوئی اور پتا چلا کہ رکھا تیلی آیا ہے۔ چودھری رحمت نے بیوی سے کہا: ”تلوں کی وہ بوری رکھے تیلی کو دے دو تاکہ وہ تیل نکال کر شام تک دے جائے۔“ یہ سن کر بیچاری مہراں بہت گھبرائی۔ بھنے ہوئے تلوں سے کیا تیل نکلتا؟ اس نے چودھری سے کہا:

”مگر چودھری صاحب! ان تلوں میں تو تیل ہی نہیں۔ یہ بچوں کے لیے رہنے دو۔“ چودھری حیران ہو کر بولا:

”یہ کیا کہتی ہو، تلوں میں تیل کیسے نہ ہو گا؟ اس بار تو فصل بہت اچھی ہوئی ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے پوری بوری اٹھا کر تیلی کے حوالے کر دی، لیکن چند گھنٹے بھی نہ گزرے تھے کہ وہ بوری لیے ہوئے واپس آیا اور کہنے لگا:

”چودھری جی! ان تلوں میں تو سچ مچ تیل نہیں ہے۔“

چودھری حشمت پریشان ہو کر بولا: ”ہائیں کیا! ان تلوں میں تیل نہیں ہے؟“

چودھرانی مہراں خوش ہو کر بولی: ”تم میری بات مان ہی نہیں رہے تھے، میں نہ کہتی تھی کہ فضول میں بھیج رہے ہو، ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔“ اس کہانی سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ ضرب المثل ایسے موقع پر بولتے ہیں جب کسی شخص یا چیز سے کوئی مطلب یا مقصد پورا ہونے کی امید نہ ہو۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ لیجیے پانی۔'' دانیال نے غصے سے گلاس بھائی جان کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔ ''غصہ نہیں چلے گا ننھے...... غصہ۔'' بھائی جان نے گلاس پکڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''بھائی جان! آپ بھی تو حد کر رہے ہیں، ہمیں یہاں آئے ہوئے قریباً نصف گھنٹہ ہو گیا ہے اور آپ ہیں کہ کہانی سنا کر ہی نہیں دے رہے۔'' امجد نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

''پانی پی لوں، پھر سناتا ہوں کہانی۔'' انہوں نے ایک ہی سانس میں پورا گلاس خالی کر دیا۔ پھر ہماری طرف دیکھ کر مسکرائے، بولے: ''ہاں تو تم لوگ کہانی سننا چاہتے ہو۔''

''تو ابھی تک آپ کو معلوم ہی نہیں ہوا، ہم یہاں کیوں آئے بیٹھے ہیں۔'' یاسمین نے جل کر کہا۔

''بھائی جان! آپ جانے کہانی کب شروع کریں۔ پہلے میری ایک بات سن لیں۔ آپ جو پانی ایک ہی سانس میں پی جاتے ہیں۔ نبی کریمؐ تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔ ہم ان کے اُمتی ہیں۔ ہمیں ان کے طریقوں پر چلنا چاہیے۔'' میں نے جلدی جلدی کہا۔

بھائی جان نے عجیب سی نظروں سے میری جانب دیکھا، لیکن منہ سے کچھ نہ بولے۔

''بھائی جان کہانی......'' امجد نے گویا انہیں یاد دلایا۔

''بھائی جان کہانی، کیا مطلب۔'' بھائی جان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

''مطلب یہ کہ آپ کہانی سنائیں۔'' آصف جلدی سے بولا۔

''سنا تو رہا ہوں۔'' وہ مسکرائے۔

''کہاں سنا رہے ہیں، آپ تو خاموش بیٹھے ہیں اور فرمائشیں کر کر کے اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ پہلے آپ نے مجھ سے چپس منگوائی، پھر آصف سے برفی اور ابھی دانیال سے پانی منگوا کر پیا ہے۔'' میں نے جل کر کہا۔

''جس طرح گاڑی کو سفر کرنے سے پہلے تیل پلایا جاتا ہے، بالکل اسی طرح میں بھی پہلے اپنا پیٹ بھر رہا ہوں تاکہ دوران کہانی مجھے کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔'' بھائی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے، آپ اپنا پیٹ بھر چکے، اب شروع کیجیے کہانی۔'' دانیال تلملا کر بولا۔

''ٹھیک ہے...... سنو! ارے، یہ کون ہے؟'' بھائی جان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کک...... کک...... کیا ہوا بھائی جان؟'' امجد بوکھلا اٹھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''یہ میرے پلنگ کے نیچے کون گھسا ہوا ہے۔''

''میں ہوں...... یعنی کہ میں۔'' اصغر جلدی سے چارپائی کے نیچے سے نکل آیا۔

''یعنی کہ میں کون؟'' بھائی جان نے غصے سے کہا۔

''یعنی میں...... مم...... مم...... مطلب...... میرا...... یعنی کہ میں...... اصغر۔'' اصغر نے بوکھلاتے ہوئے کہا اور جلدی سے ان کی چارپائی کے نیچے سے نکل آیا۔

''تم چارپائی کے نیچے کیا کر رہے تھے بے وقوف؟'' بھائی جان نے لال لال آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔ ان کی لال لال آنکھوں سے ہم سب بہت گھبراتے تھے۔

''وہ...... میں اصل میں...... میں اصل میں دیکھنا چاہتا تھا، چارپائی کے نیچے سے کہانی سننا کیسا لگتا ہے۔'' وہ گھبرا گیا۔

''تو پھر کیسا لگا کہانی سننا؟'' میں نے شوخی سے پوچھا۔

''کہانی کمال کی تھی اور پھر بھائی جان کی آواز...... ایمان سے مزا آ گیا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ...... تم لوگ میرا مذاق اُڑا رہے ہو؟'' بھائی جان غصے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''جی نہیں، ہم آپ کا مذاق نہیں اُڑا رہے ہیں۔ ہم تو بس......'' اصغر کہہ رہا تھا کہ انہوں نے اس کا جملہ درمیان سے اُچک لیا اور تڑ سے بولے:

''دُور چلا جا یہاں سے، میں کہانی نہیں سناؤں گا۔ تم تو بدتمیزی پر اتر آئے ہو۔''

''کیا مطلب! آپ کہانی نہیں سنائیں گے اور یہ آپ کھڑے کیوں ہو گئے بھائی جان۔'' میں اور یاسمین چلا اٹھے۔

''ہاں! میں اب نہیں سناؤں گا کہانی۔'' انہوں نے بُرا سا منہ بنایا۔

''لیکن کیوں نہیں سنائیں گے کہانی...... آپ؟'' اصغر نے معصومیت سے پوچھا۔

''اس لیے کہ تم بدتمیزی پر اتر آئے ہو۔'' غصے سے ان کا گول سا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''بدتمیزی پر اتر آئے ہیں، آپ غلط کہہ رہے ہیں...... ہم کہیں نہیں اترے، یہیں تو بیٹھے ہیں۔'' امجد مسکرایا۔

''اور ہمیں ضرورت بھی کیا ہے، بدتمیزی پر اتر آنے کی۔ اور اگر ہمیں اترنا ہی ہوتا تو کسی ڈھنگ کی جگہ پر نہ اترتے۔'' دانیال بھی مسکرایا۔

''تم...... تم...... اب مذاق پر اتر آئے ہو اور وہ بھی میرا...... اس کا انجام جانتے ہو تم لوگ۔'' وہ چیخے۔

''لاحول ولا قوۃ...... آپ بھی عجیب ہیں۔ پہلے بدتمیزی پر اتار دیا اور اب مذاق پر...... یہ بھی کوئی بات ہوئی بھلا۔'' اصغر نے منہ بناتے ہوئے بڑی بوڑھیوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر کہا۔

''دیکھیے بھائی جان! آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ نے ہم سے چیزیں بھی کھا لیں اور اب کہانی بھی نہیں سنا رہے ہیں۔'' میں نے منہ بنایا۔

''پانی بھی پیا ہے آپ نے......'' دانیال شوخی سے بولا۔

''پانی پر پیسے تو نہیں خرچ ہوئے تمہارے۔'' بھائی جان نے آنکھیں نکالیں۔

''میں جو گرمی میں باہر گیا تھا، اس کا ذکر ہی نہیں، کسی کی مہربانی کو ایسے ہی بھلایا نہیں کرتے بھائی جان۔''

بھائی جان اس کی بات سن کر آہستہ سے مسکرائے اور پھر پیار سے کہنے لگے:

''اچھا! میں کہانی سناتا ہوں۔ ہاں تو ارے! ارے...... یہ تم کیا کھانے لگے۔'' بھائی جان گھبرا گئے۔ وہ اصغر کی جانب دیکھ رہے تھے۔

''چپس ہے، لیکن یہ آپ کو نہیں ملے گی، آپ اپنے حصے کی پہلے ہی کھا چکے ہیں۔'' اس نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

''اگر تم مجھے چپس نہیں دو گے تو میں کہانی نہیں سناؤں گا۔'' وہ مسکرائے۔

''وہ تو آپ پہلے بھی نہیں سنا رہے ہیں۔'' اس نے جل کر کہا اور ایک بڑا سا ٹکڑا منہ میں ڈال لیا۔

''یہ بات ہے تو نکل جاؤ کمرے سے۔'' بھائی جان کو غصہ آ گیا اور وہ لیٹ گئے۔

''ٹھیک ہے، نہ سنائیں۔ ہم ابا جان سے آپ کی شکایت کریں گے۔'' میں نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تو بھائی جان یوں اچھلے جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

''کیا ہوا بھائی جان۔'' دانیال مارے گھبراہٹ کے اچھلا تو ان



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے اوپر گر گیا۔

''اف...... میں...... مر گیا...... پرے ہٹو پاگل۔'' وہ چلائے۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے۔'' اچانک دادا جان کی آواز سن کر ہم سب گھبرا گئے۔ دانیال جلدی سے چارپائی کے نیچے گھس گیا۔

''میں کہہ رہا ہوں، یہاں کیا ہو رہا ہے۔ تم لوگوں نے اودھم کیوں مچایا ہوا ہے؟'' جواب نہ ملنے پر وہ گرجے۔

''دادا جان! ہم بھائی جان سے کہانی سننے آئے تھے لیکن......'' میں نے ہمت کر کے کہا۔

''لیکن کیا؟'' وہ میری گردن پکڑتے ہوئے بولے۔ ''اوہ دادا جان! مم...... میری گردن گئی۔'' میں نے مارے تکلیف کے کہا تو انہوں نے جلدی سے گردن چھوڑ دی۔

''دادا جان! میں کہانی سنانے لگا تھا کہ یہ شور کرنے لگے۔'' بھائی جان جلدی سے بولے۔ ان کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

''کیوں بھئی! شور کیوں کرنے لگے، کہانی نہیں سننا چاہتے تم؟'' ان کے چہرے پر مسکراہٹ عود کر آئی۔

''آپ ان کی بات پر مت جائیں۔ یہ تو بے پر کی اُڑاتے ہیں۔ لوگوں کو اُلو بنانا انہیں خوب آتا ہے، یہ تو وہ ہیں جو وقت پر آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور...... اور...... دوسروں کو پھنسانا انہیں خوب آتا ہے۔ یہ بہت شاطر ہیں۔'' دانیال نے چارپائی کے نیچے سے نکلتے ہوئے، بُرے بُرے منہ بناتے ہوئے جلدی جلدی کہا۔

''کچھ اور کہنا چاہو تو کہہ گزرو، لیکن پہلے یہ بتاؤ، تم چارپائی کے نیچے کیا کر رہے تھے؟'' دادا جان نے اسے گھورا۔

''آپ جب کمرے میں داخل ہوئے تو میں مارے ڈر کے، چارپائی کے نیچے چھپ گیا تھا۔ باقی بھائی جان کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا، یہ بس اتنے ہی ہیں۔'' دانیال نے جلدی سے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ ہم سب کی ہنسی نکل گئی۔

''تمہیں کیا ہوا اب؟'' دادا جان غصے سے ہماری جانب پلٹے اور ہمیں جیسے سانپ سونگھ گیا۔ حالاں کہ اس وقت وہاں سانپ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ چند لمحے خاموش رہے۔ پھر چارپائی پر بیٹھتے ہوئے بھائی جان سے مخاطب ہوئے: ''جمشید کہانی شروع کرو......''

''کیا مطلب!!!؟'' بھائی جان چلا اٹھے۔

''اس میں چلانے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ تم ان لوگوں کو کہانی سنانے لگے تھے، سو سناؤ۔''

''کک...... کک...... کیا آپ بھی کہانی سننا چاہتے ہیں دادا جان؟'' وہ بُری طرح ہکلایا۔

''ہاں! مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ تمہارا شور سنا تو سوچا، آج میں بھی کہانی سن لیتا ہوں اور پھر یہ بھی معلوم ہو جائے گا، تم کتنی اچھی کہانی سناتے ہو۔ اب تم دیر مت کرو اور کہانی شروع سے شروع کرو۔'' دادا جان کہتے چلے گئے۔

''حد ہوگئی...... میرے دوستوں کو ان کے دادا جان رات کو کہانیاں سناتے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ اپنے پوتے سے کہانی سننا چاہتے ہیں، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی!'' بھائی جان نے رونی سی صورت بنا کر کہا۔

''میں تو ایسا ہی ہوں میاں...... چلو تم شروع سے کہانی شروع کرو۔'' وہ مسکرائے۔

''شروع سے کیسے شروع کروں۔'' بھائی جان نے منہ بنا کر کہا۔

''جیسے پہلے شروع کی تھی میاں۔'' انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

''لیکن انہوں نے کہانی ابھی شروع کب کی ہے...... یہ تو گذشتہ ایک گھنٹے سے اِدھر اُدھر کی ہانک رہے ہیں۔'' میں نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو دادا جان چونک کر بولے:

''تم اتنی دیر سے اِدھر اُدھر کی کیوں ہانک رہے ہو، کہانی کیوں نہیں سناتے؟''

''اس لیے کہ میں کہانی بھول چکا ہوں۔'' بھائی جان نے مسکین سی صورت بنا کر کہا۔

''کیا مطلب؟'' ہم سب حیرت سے چیخ اٹھے۔

بھائی جان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ دادا جان کا منہ بھی ہماری طرح پھول گیا تھا۔ پھر وہ یک دم سنجیدہ ہو گئے اور ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

''جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے، ان کا بُرا وقت آتے دیر نہیں لگتی......''

''اوہ......'' سب گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

تو پیارے بچو! آپ بھی بے کار اور فضول کاموں میں وقت ضائع کرتے ہیں......؟؟؟

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

# کھیل دس منٹ کا

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| س | ج | ا | ن | پ | ر | ن | د | ہ | ع |
| ی | ن | ق | ا | ص | ط | ل | ث | ٹ | غ |
| ل | ا | ک | س | د | د | ی | ح | و | ت |
| ا | ف | ل | ل | ن | ذ | ر | ط | ق | ک |
| ب | و | گ | ا | م | ج | ا | ن | و | ر |
| آ | ط | ڑ | م | ن | ی | ک | غ | گ | ط |
| و | ب | ر | و | ش | ن | ی | ص | ا | ط |
| پ | ع | ش | آ | و | ا | ز | پ | ی | ک |
| د | غ | د | ر | و | ا | ز | ہ | ن | ل |
| ج | ی | س | و | ہ | ے | ا | ب | د | ت |

آپ نے حروف ملا کر دس چیزوں کے نام تلاش کرنے ہیں۔ آپ ان الفاظ کو دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں، اُوپر سے نیچے اور نیچے سے اُوپر تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس وقت دس منٹ کا ہے۔ جن ناموں کو آپ نے تلاش کرنا ہے وہ یہ ہیں:

اسلام، دروازہ، توحید، دُنیا، آواز، پرندہ، جانور، سیلاب، طوفان، روشنی



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# بڑا آدمی

طاہر عمیر

حسن نے گتے کے ٹکڑے پر الٹا پوسٹر رکھا اور لیوی کی کٹوری میں انگلیاں ڈبو کر پوسٹر پر لیوی لگائی اور پھر کناروں سے اسے احتیاط سے پکڑ کر کامران کے حوالے کر دیا۔ کامران نے بھی بڑی احتیاط سے پوسٹر کو کناروں سے پکڑا اور دیوار پر چپکانے لگا۔ تبھی ایک بڑی سی گاڑی ان کے قریب سڑک پر رکی۔ ڈرائیور نے اتر کر گاڑی کا عقبی دروازہ کھولا۔ اندر سے نہایت قیمتی لباس پہنے ایک ادھیڑ عمر شخص باہر نکلا۔ ڈرائیور نے جلدی سے دھوپ سے بچانے کے لئے ایک چھاتہ کھول کر ان پر تان دیا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سامنے والے پلازے کی طرف چلے گئے۔ کامران نے حسن کو اس آدمی کی طرف متوجہ دیکھ کر پوچھا۔

''کیا ہوا حسن......؟''

حسن لمبا سا سانس لے کر بولا: ''کچھ نہیں......''

اور نئے پوسٹر پر لیوی لگاتے لگاتے مسکرا کر بولا: ''دیکھنا! ایک دن میں بھی ایسا بڑا آدمی بنوں گا۔ یہ بڑی سی کار ہوگی میرے پاس...... اور وہ ویسا بڑا سا پلازہ ہوگا۔''

کامران ہنس دیا اور بولا: ''اچھا ٹھیک ہے لیکن دن کے وقت خواب نہیں دیکھا کرتے، کام پر توجہ دو۔''

اتنے میں وسیم ان کے پاس آ گیا اور آتے ہی طنزیہ لہجے میں بولا: ''تم آج پھر دھوپ میں پوسٹر لگانے کی ڈیوٹی پر بیٹھے ہو۔''

کامران بولا: ''اور تم آج پھر ردی کاغذ چننے کی بجائے بھیک مانگنے نکلے ہو؟''

وسیم دھپ سے ان کے قریب فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا اور حسن کے پاس رکھے ہوئے پوسٹر کے بنڈل کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا:

''ویسے کتنے پیسے ملیں گے ان سب پوسٹروں کے؟''

حسن نے یاد کرتے ہوئے بتایا: ''پچاس روپے......''

وسیم چلایا: ''بس پچاس روپے......؟ یعنی سارا دن دھوپ میں کام کرو گے اور شام کو ملیں گے صرف پچاس روپے......؟''

کامران بولا: ''پچاس روپے سے ہم دونوں کھانا کھا لیں گے یہ کافی نہیں ہے کیا؟''

وسیم ہنس دیا اور بولا: ''پچاس روپے کا بھی کھانا کھا لو گے تو کل کیا کرو گے۔۔ پھر سے یہی کام؟''

کامران بولا: ''محنت میں شرم کیسی......؟''



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وسیم بولا: دیکھو میں صرف دو گھنٹے کے لیے چوک پر کھڑا ہوا تھا۔ پورے دو سو روپے اکٹھے کئے ہیں۔''

کامران بولا: ''بھیک کے دو سو سے ہاتھ کی کمائی کے پچاس زیادہ افضل ہوتے ہیں۔''

وسیم پوسٹر کا بنڈل چھو کر بولا: ''ویسے اگر میں تم کو بتاؤں تو تم انہی پوسٹروں سے کم از کم ڈیڑھ سو روپے کما سکتے ہو......

حسن حیران ہوا: ''وہ کیسے......''

وسیم بولا: ''دیکھو! میرے ساتھ چلو یہ پوسٹر کا بنڈل ردی فروش کم از کم ایک سو روپے میں خرید لے گا اور جن کے پوسٹر ہیں ان سے تم کہہ دینا کہ سبھی لگا دیئے ہیں۔ پچاس وہاں سے بھی مل جائیں گے تو ہو گئے نا ڈیڑھ سو روپے......''

کامران بولا: ''اگر ہم نے حرام ہی کھانا ہوتا تو ہم کام کرنے کی بجائے بھیک ہی مانگ لیتے......''

وسیم بولا: ''تمہاری مرضی...... میں نے تو مشورہ دیا تھا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وسیم چلا گیا۔

کامران نے حسن کی طرف دیکھا جو خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

کامران بولا: ''اس وسیم کی باتوں پر زیادہ دھیان مت دو حسن! یہ جو بتا رہا ہے وہ بہت غلط طریقہ ہے۔ ہم محنت کرنے والے ہیں کسی کو دھوکہ نہیں دیں گے۔''

حسن بولا: ''ویسے کامران اگر ڈیڑھ سو روپے مل جائیں تو جانتے ہو ہم کیا کچھ لے سکتے ہیں؟''

کامران ناراضی سے بولا: ''دیکھو میں نے کہا نا...... یہ وسیم غلط کام کرتا ہے۔ تم نے سنا نہیں ماسٹر جی نے کیا کہا تھا کہ بھیک مانگنا بُری بات ہے اور محنت میں عظمت ہے۔ بھول گئے کیا......؟''

حسن شرمندہ ہو کر بولا: ''نہیں میں تو بس ویسے ہی۔''

کامران نے کہا: ''چلو جلدی کرو۔ شام ہونے کو آئی ہے اور کتنا کام باقی ہے۔ رات کو ماسٹر صاحب کی کلاس میں بھی جانا ہے۔'' یہ سن کر حسن جلدی جلدی پوسٹر اٹھانے لگا۔

جب انہوں نے تمام پوسٹر شہر کی دیواروں پر لگا دیے تب تک شام ہو چکی تھی۔ کام ختم ہوتے ہی وہ پریس مارکیٹ میں چوہدری صاحب کے دفتر پہنچے۔ جہاں انہیں پچاس روپے معاوضہ ملا۔ کھانا وغیرہ کھا کر دونوں شہر کے مضافات میں واقع جھگیوں کی بستی میں پہنچے جہاں ایک خالی میدان میں ان جیسے چند مفلوک الحال بچے بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ ایک طرف ماسٹر جی بھی موجود تھے۔ ماسٹر صاحب ریٹائرڈ ٹیچر تھے اور آج کل وہ شہر کے مزدور بچوں کو تلاش کر کے اس میدان میں لاتے اور انہیں مفت پڑھاتے تھے۔ حسن اور کامران بھی ان سے پڑھتے تھے۔ دو گھنٹے کی کلاس کے بعد دونوں اپنے کوارٹر پہنچے اور سو گئے۔ صبح حسن اٹھا تو اس نے دیکھا کہ کامران کو شدید بخار ہے۔ یہ دیکھ کر حسن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اسے کچھ اور نہ سوجھا تو وہ پانی کی ترپٹیاں کامران کے ماتھے پر رکھنے لگا۔ اس دنیا میں اس کا کامران کے سوا تھا ہی کون۔ سارا دن وہ کامران کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ اس دوران نہ وہ کام پر جا سکا نہ اس کے پاس پیسے تھے جن سے وہ دوا تو دور کچھ کھانے پینے کو ہی لے آتا۔

وہ رات بھی شدید بے بسی میں کٹی۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی وہ کامران کو بخار کی حالت میں ہی چھوڑ کر چوہدری صاحب کے پاس آ گیا اور ان سے استدعا کی کہ اسے کچھ پیسے دے دیں۔ چوہدری صاحب نے پیسے دینے سے انکار کر دیا لیکن ساتھ میں کہا کہ یہ پوسٹر کا بنڈل لے جاؤ اور دیواروں پر چسپاں کرو۔ پھر تمہیں پیسے ملیں گے۔ وہ پوسٹر اٹھا کر مارکیٹ سے نکل آیا۔ ابھی اس نے پانچ یا چھ پوسٹر ہی لگائیں ہوں گے کہ اس کا سامنا وسیم سے ہو گیا اور تب اس نے ایک فیصلہ کیا۔ وسیم کے ساتھ مل کر اس نے پوسٹر ایک ردی خریدنے والے کو بیچے اور سو روپے لے کر کھانے پینے اور کامران کے لئے دوا لے کر گھر پہنچ گیا۔ کھانے اور دوا کی وجہ سے کامران کی حالت رات تک بہتر ہو گئی، وہ رات اس نے اور حسن نے پُرسکون گزاری۔ حسن صبح اٹھا تو اس نے دیکھا کامران اب پہلے سے بہت بہتر تھا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا لیکن اگلے ہی لمحے وہ پریشان ہو گیا جب کامران نے اس سے کہا کہ آؤ کام پر چلتے ہیں۔

حسن نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا: ''ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں کل چلیں گے۔''

کامران کو اس کے انداز سے شک ہوا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ اس نے حسن سے دو تین بار پوچھا کہ بات کیا ہے۔ حسن پہلے تو ٹالتا رہا پھر وہ خود ہی رو دیا۔ اس نے کامران کو سچ بتا دیا کہ اس نے کل



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

## پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

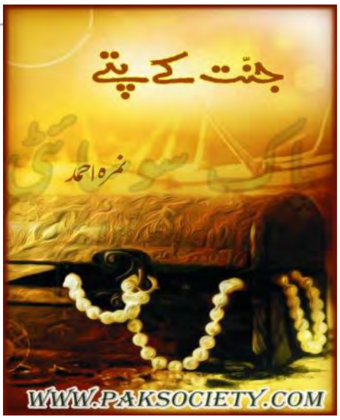

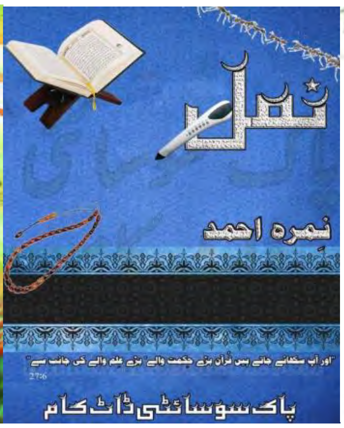

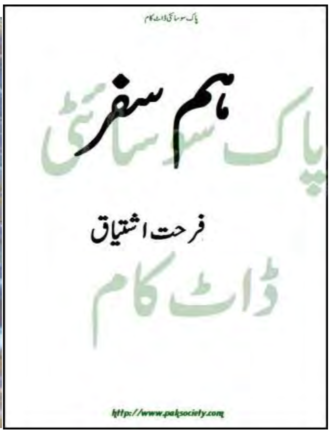

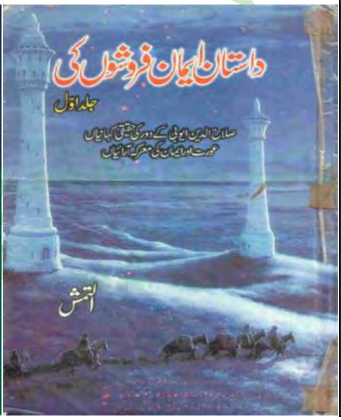

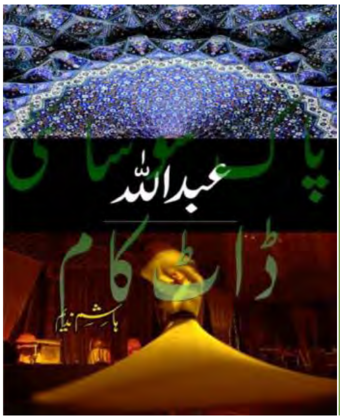

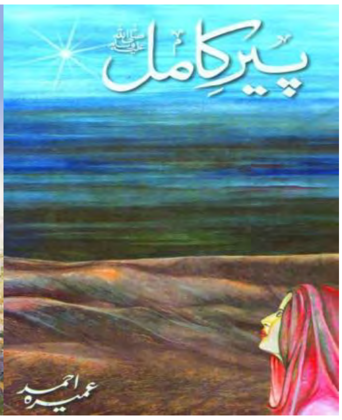

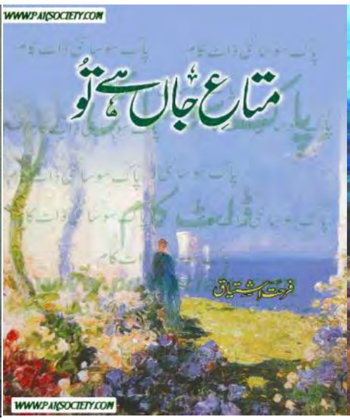

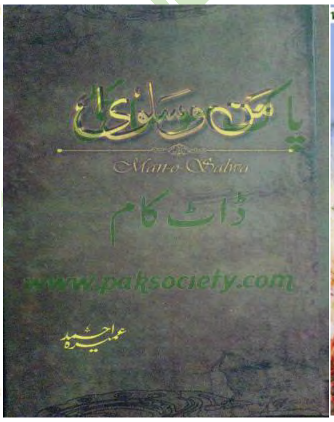

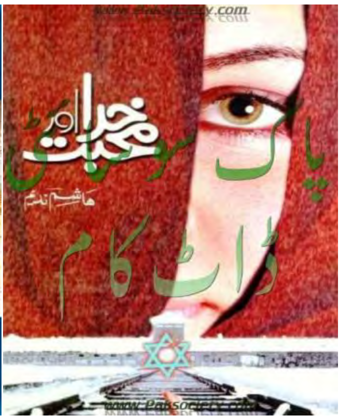

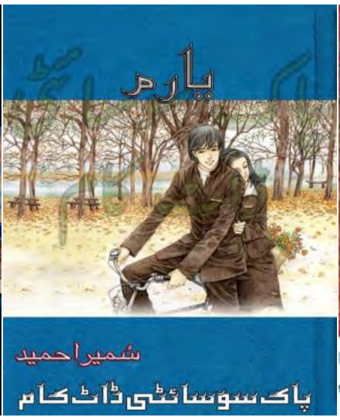

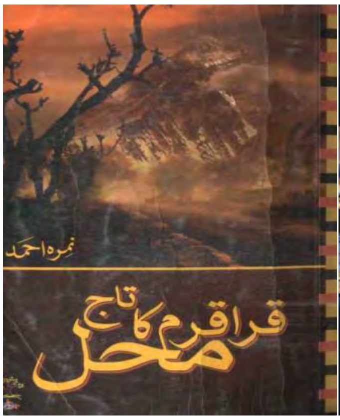


http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

www.paksociety.com

چوہدری صاحب کو دھوکہ دے کر ان کے پوسٹر فروخت کر کے کامران کے لئے دوا خریدی تھی۔ کامران کو یہ سن کر اس پر غصہ تو بہت آیا لیکن اسے روتا دیکھ کر اس کا دل پسیج گیا۔ اس نے حسن کو گلے لگا لیا اور تسلی دی۔ حسن نے اپنے آنسو پونچھ لئے تو کامران نے کہا: اب ایسے ہی ہم چوہدری صاحب کے پاس جائیں گے اور تم انہیں ساری بات بتا کر معافی مانگ لینا۔

حسن مان گیا۔ دونوں چوہدری صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں ساری بات بتائی لیکن وہاں ہوا یہ کہ ساری بات سن کر چوہدری صاحب شدید غصے میں آ گئے۔ انہوں نے پہلے تو حسن کو تھپڑ مارا اور پھر ان دونوں کو اپنے دفتر سے باہر نکال دیا۔ حسن منہ پر ہاتھ رکھے ہکا بکا باہر نکلا۔ کامران نے اسے پرسکون رہنے کی تلقین کی اور کہا: ”کوئی بات نہیں۔ اسے برداشت کرو۔ غلطی بھی تو تمہاری ہے۔“

حسن نے حیرانی سے پوچھا: ”لیکن جب میں نے تم سے معافی مانگی تو تم نے مجھے کیوں نہیں مارا......؟“

کامران بولا: ”یہ سوال تم آج شام کو ماسٹر جی سے پوچھنا۔“

شام تک دونوں شہر میں گھومتے رہے اور پھر ماسٹر جی کی کلاس میں آ گئے۔ حسن نے پہنچتے ہی سارا قصہ ماسٹر جی کو سنایا۔ ماسٹر جی نے ساری بات اطمینان سے سنی اور پھر کہا:

”بیٹا! اسے ظرف کہتے ہیں۔ یہ بڑے پن کی بات ہے۔ بڑا پن یہ ہے کہ کوئی اگر اپنی غلطی تسلیم کر کے معافی مانگ لے تو اسے معاف کر دیا جائے لیکن کچھ لوگ چھوٹے دل کے ہوتے ہیں وہ معاف نہیں کرتے بلکہ غصہ کرتے ہیں، انتقام لینے پر اتر آتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کا ظرف بڑا ہوتا ہے وہ آدمی بڑا ہوتا ہے۔ چاہے وہ ایک بچہ ہی کیوں نہ ہو اور جس کا ظرف چھوٹا ہو وہ آدمی بھی چھوٹا ہی ہوتا ہے چاہے اس کے پاس بڑی سی گاڑی ہو اور بہت سی دولت ہو۔“

حسن نے حیرانی سے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے ماسٹر جی سے کہا: ”پھر تو...... اپنا کامران اس چوہدری سے بہت بڑا ہے۔ ماسٹر جی۔“

ماسٹر جی مسکرا کر بولے: ”ہاں بالکل جس طرح وہ تمہیں محنت کی عظمت سکھاتا ہے۔ حلال رزق کمانا سکھاتا ہے اور غلطی پر ناراض ہونے کی بجائے معاف کر دیتا ہے۔ وہ بہت سارے بڑوں سے بڑا آدمی ہے میرے بیٹے۔“

حسن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کامران اس کی باتوں سے بے خبر اپنی کتاب پر جھکا سبق پڑھ رہا تھا اور حسن کو آج پہلی بار ”بڑے آدمی“ کا مفہوم پتا چلا تھا۔

وہ آہستہ سے کامران کے پاس آ بیٹھا اور بولا: پتا ہے کامران...... میں کیا بننا چاہتا ہوں......؟“

کامران بولا: ”جانتا ہوں۔ تم بڑے آدمی بنو گے۔ اس لمبی سی گاڑی والے کی طرح، اونچے پلازے والے کی طرح۔“

حسن بولا: ”نہیں...... میں بڑا آدمی بنوں گا...... تمہاری طرح...... اور یہ کہہ کر وہ مسکرا دیا۔

☆☆☆

## عادل بادشاہ

بغداد کے ایک پل سے سلطان اپنے وزراء اور محافظوں کے ساتھ شان و شوکت سے گزر رہا ہے۔ سلطان کے چہرے پر اطمینان اور سکون موجود ہے۔ وہ اس بات پر مطمئن تھا کہ اس کی رعایا آرام و سکون سے رہ رہی ہے۔ ابھی وہ یہ سوچ رہا تھا کہ پل پر ایک بڑھیا اچانک نمودار ہوئی اور سلطان کی سواری کی طرف بڑھتی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بڑھیا نے سلطان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا۔ ”اے ملک شاہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ میرا انصاف اس پل پر کرو گے یا پل صراط پر۔ بادشاہ سلطان نے یہ سنا تو خوف خدا سے کانپ اٹھا اور فوراً سواری سے نیچے اتر کر نہایت شفقت اور احترام سے بڑھیا سے پوچھنے لگا کہ ”اے بڑھیا زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تم مجھے جلدی بتاؤ تاکہ میں تمہارے ساتھ کی ہوئی زیادتی کا ازالہ کر سکوں کیوں کہ پل صراط پر تمہارے ساتھ انصاف کی طاقت مجھ میں نہیں ہے کیوں کہ وہاں کا معاملہ حاکم کے سپرد ہے۔“ یہ سن کر بڑھیا کو حوصلہ ہوا اور وہ بولی کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں۔ میرے پاس ایک گائے تھی جس کا دودھ بیچ کر میں اپنا گزر بسر کرتی تھی مگر شاہی سپاہیوں نے میری گائے ذبح کر کے کھائی ہے اور مجھ سے میری روزی چھین لی ہے۔ یہ سارا واقعہ سن کر سلطان کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں اور اس نے وہیں کھڑے کھڑے حکم دیا کہ بڑھیا کو ایک گائے بدلے شاہی خزانے سے پچیس گائیں دی جائیں اس کے علاوہ اس کی دوسری ضروریات بھی پوری کی جائیں۔ اس کے علاوہ سلطان نے کہا کہ واپسی پر ان مجرموں کو میرے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ان کو سخت سزا دی جائے۔ یہ سب کارروائی کرنے کے بعد سلطان دوبارہ بڑھیا سے مخاطب ہوا اور بولے اب بتاؤ کہ تمہارا ساتھ انصاف ہوا کہ نہیں۔ بڑھیا نے اطمینان کا اظہار کیا تو سلطان کی سواری آگے بڑھ گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ عادل اور خوف خدا رکھنے والے بادشاہ کون تھے یہ سلطان ملک شاہ سلجوقی تھے جو عدل و انصاف اور رعایا کی خبرگیری کے لیے بہت مشہور تھے۔ (محمد معوذ الحسن اعوان، ڈی آئی خان)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

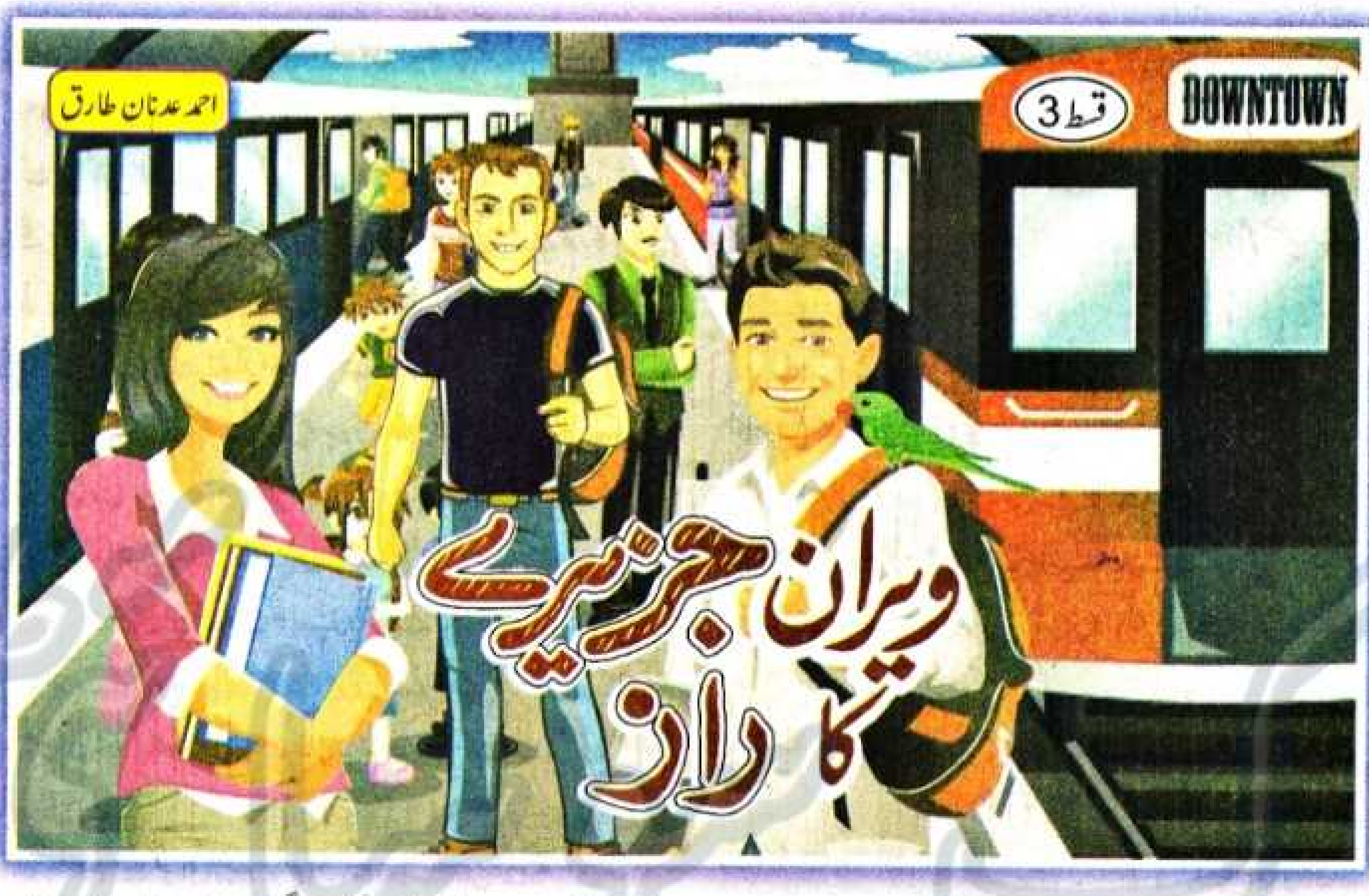


## خطوط اور منصوبہ

اگلے دن معاذ کو تزئین کا خط ملا جو اس نے دوسروں کو دکھایا اس نے بتایا۔ ''تزئین مشکل میں ہے، میرا خیال ہے مجھے جلد اس کے پاس پہنچنا چاہیے کیوں کہ جب میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں تو وہ بہادر ہو جاتی ہے۔''

''معاذ بھائی! (تزئین اپنے بھائی کو خط میں کہہ رہی تھی)

کیا اب تمہارا گھر واپس آنے کا ارادہ نہیں رہا۔ اگرچہ جب بھی تم میرے ساتھ ہوتے ہو تو لڑنے جھگڑنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے لیکن پھر بھی میں تمہارے بغیر بہت اکیلی رہ جاتی ہوں۔ اب یہاں میں تنہا ہوں اور ساتھ ہیں چچا، چچی اور ملازم صغیر۔ آج کل سب کا رویہ پہلے سے بھی بدل گیا ہے۔ کل چچا نے شام کے بعد مجھے گھر سے باہر جانے سے منع کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رات کو وہاں ''چیزیں'' بھٹکتی پھرتی ہیں۔ مجھے تو یقین ہے کہ وہ مزید سنکی ہوتے جا رہے ہیں۔ میرے علاوہ یہاں جو چیزیں بھٹکتی پھرتی ہیں، وہ صرف یہاں کے سمندری پرندے ہیں اور اس سال تو وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں لیکن خدا کے واسطے اس دفعہ گھر میں اپنے غیر مانوس پالتو جانور نہ لے آنا۔ تمہیں معلوم ہے مجھے ان سے کتنی گھن آتی ہے اور اگر تم کوئی چگادڑ گھر لے کر آئے تو میری موت پکی ہے اور اگر تم نے کسی رینگتی چیز کو پچھلے سال کی طرح سدھانے کی کوشش کی تو میں کوئی کرسی تمہارے سر پر توڑ دوں گی۔ چچی مجھ سے بہت زیادہ کام کروا رہی ہیں۔ ہم کپڑے دھوتے ہیں، فرش صاف کرتے ہیں اور گھر کی صفائی کرتے رہتے ہیں لیکن یہ سب کچھ پتا نہیں اتنے زور و شور سے کیوں کیا جاتا ہے حالاں کہ مدتوں سے ہمارے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا۔ مجھے بہت خوشی ہو گی جب چھٹیاں ختم ہوں گی اور ہم دوبارہ اسکول جا سکیں گے۔ بھائی! تم کب آ رہے ہو؟ میرا دل چاہتا ہے کہ ہم کسی نہ کسی طرح کچھ رقم کمائیں۔ چچی جب کوئی بل ادا نہیں کر سکتیں تو ایسے لگتا ہے جیسے وہ مر رہی ہیں۔ چچا ان کے سامنے قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں اور اگر ان کے پاس رقم ہو بھی تو وہ چچی کو نہیں دیتے۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہم امی کو لکھیں تو وہ زیادہ پیسے بھجوا دیں گی لیکن اس کے لیے انہیں جو مزید محنت کرنی پڑے گی، وہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔ مجھے عتریق اور نایاب کے متعلق مزید بتاؤ۔ میں ان کی آوازیں سننے کے لیے بے تاب ہوں۔ تمہاری چھوٹی بہن تزئین!''

عتریق نے خط پڑھتے ہوئے سوچا کہ تزئین تو مزے میں لگتی ہے۔ اس نے خط پڑھ کر معاذ کو واپس کر دیا۔ وہ کہنے لگا۔ ''اب بتاؤ بودی والے لڑکے! تزئین بالکل تنہا ہے۔ اچھا! ذرا سنو، میرا



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خیال ہے رائے صاحب مجھے بلا رہے ہیں۔ میں ذرا پتا کرلوں وہ کیا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے مزید پڑھائی!!! آج کی ڈاک میں رائے صاحب کے نام بھی ایک خط موصول ہوا تھا۔ یہ خط عزیق کے تایا چوہدری الیاس کے ملازم بابا ناظر کی طرف سے تھا۔ رائے صاحب نے یہ خط بڑی مایوسی کے عالم میں پڑھا تھا۔ خط بہت مختصر تھا۔ انہوں نے عزیق کو بلایا۔ عزیق نے بھی اسے مایوسی میں ہی پڑھا۔ ''محترم رائے صاحب نے خط میں لکھا تھا۔ ''چوہدری صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور وہ ابھی نہیں چاہتے کہ بچے فوراً واپس جائیں۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ انہیں مزید اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ وہ آپ کے وقت کے بدلے میں کچھ رقم بھی بھجوا رہے ہیں۔ بچے اسکول میں چھٹیاں ختم ہونے سے دو یوم پہلے واپس آ سکتے ہیں تاکہ وہ اپنے اسکول کا یونیفارم درست کرلیں۔ آپ کا تابعدار ناظر بابا!''

''رائے صاحب! اب کیا ہوگا؟'' عزیق نے بتایا کہ گھر جانا تو وہ بھی پسند نہیں کرتا تھا لیکن رائے صاحب کے ساتھ رہنا بھی اس کے لیے بڑا محال تھا یا لاغر حسن کے ساتھ جو ابھی رائے صاحب کے ساتھ رہنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ بڑبڑایا۔ ''مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم چوہدری تایا کے واپس کیوں نہیں جا سکتے۔''

رائے صاحب کی عزیق سے بھی بڑی خواہش تھی کہ وہ مزید اکٹھے نہ ہی رہیں اور پھر کیکی کے ساتھ مزید ایک دن گزارنا انہیں ایک ڈراؤنے خواب کی مانند نظر آتا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو اتنا ناپسند نہیں کیا تھا جتنا وہ کیکی کو کرتے تھے۔ وہ بدتمیز لڑکوں کے ساتھ تو گزارا کر سکتے تھے لیکن بدتمیز طوطوں کے ساتھ گزارا کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ رائے صاحب نے ٹھنڈی آہ بھری۔ ہونٹوں پر زبان پھیری، کیکی کی طرف نفرت سے دیکھا اور کہنے لگے۔

''مجھے نہیں لگتا میں تمہیں مزید ادھر رکھ سکتا ہوں کیوں کہ یہ وقت کا ضیاع ہوگا۔ محنت کے باوجود اتنے عرصے میں تم نے ایک لفظ نہیں سیکھا لیکن اب کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ تمہارے تایا نہیں چاہتے کہ تم واپس آؤ۔ تم واپس نہ آؤ اس کے لیے انہوں نے مجھے خطیر رقم بھی بھجوائی ہے لیکن میرے پاس ایک اور ترکیب بھی ہے کیوں کہ اب صرف حسن ہی یہاں رہ رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم کسی کے پاس مہمان بن کر جائیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم کوئی ایسی جگہ ڈھونڈ لیں گے جہاں جایا جا سکتا ہے۔''

عزیق جب نایاب اور معاذ کے پاس واپس آیا تو اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ نایاب فوراً اس کی دل جوئی میں مصروف ہوگئی اور پوچھنے لگی۔ ''کیا بات ہے؟ کیا مسئلہ ہے؟'' عزیق نے انہیں بتایا۔ ''تایا چوہدری نہیں چاہتے کہ ہم واپس گھر جائیں اور رائے صاحب نہیں چاہتے کہ ہم ادھر رہیں، اس لیے مجھے لگتا ہے کہ دُنیا میں کسی کو ہماری ضرورت نہیں ہے اور کوئی ہم سے پیار نہیں کرتا۔''

تینوں بچوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور تب معاذ کے دماغ نے کام کیا۔ اس نے عزیق کے شانے پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ کیکی گرتا گرتا بچا۔

وہ جوش سے بولا۔ ''عزیق! تم اور نایاب میرے ساتھ میرے گھر چلو، تمہیں دیکھ کر تزئین بھی خوش ہوگی اور سمندری پرندوں کے ساتھ تم خوشی خوشی وقت گزارو گے، کیا خیال ہے؟''

عزیق اور نایاب نے غیر یقینی اور خوشی سے اسے گھورا۔ ''کیا واقعی سمندر کے کنارے گھر میں وہ رہ سکتے ہیں جو آدھا تباہ ہو چکا ہے اور جہاں ایک پڑھا لکھا سنکی چچا، ایک بے صبری چچی، ایک عجیب و غریب ملازم صغیر رہتے ہیں اور جہاں ہر وقت سمندر کی لہریں شور مچاتی ہیں۔ کیا خوب صورت وقت آنے والا تھا۔ عزیق نے ایک ٹھنڈی آہ بھری کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ بڑوں کی مرضی کے بغیر بچے جو بھی منصوبے بناتے رہیں، وہ کبھی پورے نہیں ہوتے۔

وہ بولا۔ ''یہ منصوبہ کسی کام کا نہیں کیوں کہ تایا چوہدری اجازت نہیں دیں گے اور نہ ہی رائے صاحب اور تمہارے چچا چچی کی ذمہ داریاں اور اخراجات ہمارے جانے سے بڑھ جائیں گے۔''

عزیق خط میں لکھی تمام تفصیلات معاذ اور نایاب کو بتا چکا تھا۔

معاذ کہنے لگا۔ ''وہ ہرگز ناراض نہیں ہوں گے۔ تمہارے تایا نے جو رقم رائے صاحب کو بھجوائی ہے وہ تم میرے چچا کو دے دینا، مجھے یقین ہے کہ میری چچی کو تمہیں رکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وہ اس رقم سے اپنے بل ادا کرلیں گی جن کا ذکر تزئین اپنے خط میں کر چکی ہے۔''

نایاب تو منتوں پر اُتر آئی، وہ کہنے لگی۔ ''معاذ بھیا، عزیق بھیا! اگر ہم ادھر رہتے رہے تو رائے صاحب ایک نہ ایک دن کیکی کو اس کی کسی بدتمیزی کی پاداش میں قتل کر دیں گے۔''



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیکی نے بھی نایاب کی باتیں سن کر خوف زدہ سی چیخ منہ سے نکالی اور اپنی چونچ عزریق کی گردن میں چبھوئی۔ عزریق کہنے لگا۔ ''کوئی بات نہیں کیکی، میں کسی کو تمہیں ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دوں گا۔'' ''نایاب مجھے نہیں لگتا کہ رائے صاحب سے پوچھنے کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے، وہ ہمیں ساتھ رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور ہمیں انہی کے ساتھ رہنا ہوگا۔'' نایاب نے فوراً بھائی کو کہا۔ ''پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔'' اس کا جوش دیکھ کر دونوں لڑکے اسے دیکھتے ہی رہ گئے۔ ''پوچھے بغیر ہی چلے جائیں؟؟'' معاذ نے کہا۔ ''یہ تو بڑے مزے اور خوشی والی بات ہوگی، اگر ہم سب ساحل سمندر والے مکان میں اکٹھے ہو جائیں۔ تم دیکھنا ایک بار ہم وہاں چلے جائیں تو چچی کا رویہ درست نہ بھی ہوا تو ہم انہیں سمجھائیں گے کہ وہ رقم کے لیے رائے صاحب کو فون کردیں تاکہ وہ انہیں رقم بھیج دیں۔'' نایاب نے کہا۔ ''رائے صاحب تو یہ سوچ کر خوش ہوتے رہتے ہیں کہ ہم جانے والے ہیں اور تایا چوہدری کو ہماری ویسے بھی پرواہ نہیں ہے، ہم اس پروگرام پر عمل درآمد کر سکتے ہیں عزریق بھیا!'' وہ دل ہی دل میں معاذ اور تزئین کے ساتھ رہنے کے خیال سے ہی خوش ہو رہی تھی۔ سوچ سوچ کر آخر عزریق بولا۔ ''ٹھیک ہے، ہم سبھی اکٹھے ہی جائیں گے تو معاذ اب بتاؤ تمہارے قصبے کو جانے والی ٹرین کب جاتی ہے؟

ہم ریلوے اسٹیشن پر تمہیں الوداع کہنے کے بہانے جائیں گے لیکن آخری منٹوں میں چھلانگ لگا کر تمہارے ڈبے میں سوار ہو جائیں گے۔'' نایاب یہ سن کر بہت پُرجوش تھی۔ کیکی کو بھی کچھ غیر معمولی لگ رہا تھا۔ وہ فوراً بولا۔ ''تمہارا رومال کدھر ہے۔'' وہ عزریق کے بازو سے لے کر شانے تک پھدکتا ہوا ادھر سے اُدھر جا رہا تھا لیکن جب کسی نے اسے اہمیت نہ دی تو وہ افسوس سے بار بار پکارنے لگا۔ ''بے چارہ کیکی، بے چارہ کیکی۔'' عزریق نے ہاتھ سے کیکی کو چپ کروایا، وہ روانگی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ ''میں اپنا اٹیچی کیس اور نایاب کو کچھ دیر پہلے ہی اسٹیشن پر چھوڑ آؤں گا۔ جب بعد میں ہم تمہارے ساتھ آئیں گے، ہم وہیں اپنے ٹکٹ خریدیں گے، کسی کو گمان بھی نہیں ہوگا۔ اب مجھے بتاؤ تم دونوں میں سے کس کے پاس پیسے ہیں؟'' پھر تینوں نے اپنے پیسے نکال کر اکٹھے کیے تاکہ وہ ٹکٹیں خرید سکیں۔ اب وہ مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ وہ اکٹھے ہی جائیں گے اور یہ سوچنا بھی محال تھا کہ اس ارادے میں کوئی دراڑ ڈال سکے۔ انہوں نے مکمل منصوبہ بنا لیا تھا۔ جب معاذ نے روانہ ہونا تھا تو معاذ نے اپنا اٹیچی کیس بغیر کسی کو شبہ ہونے کے کھسکا لیا تھا۔ انہوں نے اسے اپنے کمرے میں ایک پرانی الماری میں چھپا لیا تھا اور نایاب نے سامان ترتیب دینے میں بھائی کی مدد کی تھی۔

معاذ نے رائے صاحب کو بتایا۔ ''جناب! میں اپنا اٹیچی نیچے لگے پہیوں کی مدد سے اسٹیشن لے جاؤں گا۔'' پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا اس لیے رائے صاحب نے فوراً آمادگی کا اظہار کر دیا۔ وہ دل ہی دل میں خواہش کر رہے تھے کہ کاش کسی طرح عزریق بھی اپنے بدتمیز توتے کو لے کر چلا جائے۔ دونوں لڑکوں نے آنکھ بچا کر اپنا سامان ایک ریڑھی پر رکھ لیا تھا اور وہ اسے لے کر اسٹیشن کی طرف چل دیئے۔ وہاں سے رفوچکر ہونا انہیں بہت آسان لگ رہا تھا۔ علی اور حسن کو معاملات میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ علی ویسے ہی گھر واپس جانے کے خیال سے بہت خوش تھا اور حسن اس غم میں گھلا جا رہا تھا کہ ابھی اسے مزید رائے صاحب کے پاس ٹھہرنا پڑے گا۔ کچھ دیر بعد معاذ نے رائے صاحب کو بڑی خوش دلی سے خدا حافظ کہا۔ ''جناب، آپ کا بہت شکریہ! آپ نے ہمیں پڑھایا۔ مجھے امید ہے کہ میری کارکردگی اگلے سال بہتر ہوگی۔ رائے صاحب کہنے لگے۔ ''خدا حافظ معاذ! تم نے کوئی اتنا برا کام بھی نہیں کیا۔'' پھر معاذ نے رائے صاحب سے ہاتھ ملایا لیکن رائے صاحب نے ہاتھ فوراً ڈھانپ لیا۔ رائے صاحب کو ایک زبردست چھینک آئی اور وہ کہنے لگے۔ ''خدا کی پناہ تم کیسے اپنے جسم کے ساتھ ان کریہہ جانوروں کی موجودگی قبول کر لیتے ہو۔'' کیکی چھینک سن کر چپکا بیٹھ سکتا تھا، فوراً بولا۔ ''تمہارا رومال کدھر ہے؟'' رائے صاحب نے اسے گھورا تو وہ فوراً عزریق کے بازو سے اس کے شانے پر چلا گیا۔

عزریق نے رائے صاحب سے پوچھا۔ ''کیا میں اور نایاب معاذ کو خدا حافظ کہنے ریلوے اسٹیشن پر جا سکتے ہیں؟'' کیکی صورت حال سمجھ کر ہنسنے لگا تو عزریق نے اس کے سر پر چھانپڑ مارا اور کہنے لگا۔ ''خاموش رہو، اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے؟'' کیکی نے فوراً جواب دیا۔ ''شرارتی لڑکا!'' جیسے وہ جانتا ہو کہ اس وقت عزریق کے ذہن میں کیا منصوبہ چل رہا ہے۔ رائے صاحب نے کہا۔ ''ضرور! تم



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

معاذ کو خدا حافظ کہنے جا سکتے ہو۔'' وہ سوچ رہے تھے کہ اس توتے سے جتنی دیر بھی جان چھوٹ جائے غنیمت ہے۔ پھر سارے بچے اکٹھے اسٹیشن گئے۔ ان کی زیادہ گفتگو سرگوشیوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔ کیکی آخری بار رائے صاحب کو حکم دینے سے باز نہیں آیا۔ اس نے کہا۔ ''کیا تم دروازہ بند نہیں کر سکتے؟'' رائے صاحب نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور دروازہ بند کر لیا۔ دروازہ بند کرنے کے باوجود انہوں نے باہر جاتے ہوئے بچوں کے ساتھ کیکی کا قہقہہ سنا۔ انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے خود کو کہا۔ ''کاش! میں اس منحوس پرندے کی شکل دوبارہ نہ دیکھوں۔'' انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کی یہ شدید خواہش کچھ ہی لمحوں کے بعد قبول ہونے والی ہے۔

معاذ، عزیق اور نایاب اسٹیشن پہنچے۔ انہوں نے اپنا سامان لیا اور ایک قلی سے کہہ کر اسے گاڑی کے ڈبے میں رکھوایا اور جب سیٹی بجا کر گاڑی نے دھواں چھوڑنا شروع کیا تو وہ ڈبے میں سوار ہو گئے۔ کسی نے انہیں منع نہیں کیا، کسی کو اندازہ نہیں ہوا کہ ان تین میں سے دو بچے فرار ہو رہے ہیں۔ بچے پُرجوش بھی تھے اور تھوڑے سے خائف بھی۔ عزیق بولا۔ ''مجھے امید ہے کہ تمہارے چچا اور چچی ہمیں واپس نہیں بھیجیں گے۔'' پھر پیار سے کیکی کے سر پر ہاتھ پھیرا جو ریل گاڑی کی آواز سے ڈرا بیٹھا تھا۔ اب تو اس کی اپنی سیٹیاں بھی ڈر کر بند ہو چکی تھیں۔

ایک بوڑھی عورت ان کے خالی ڈبے میں بیٹھنا چاہ رہی تھی لیکن جب کیکی نے دو چار خوف ناک چیخیں ماریں تو اس نے اس ڈبے میں بیٹھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آخر کار ریل گاڑی چلنا شروع ہو گئی۔ اس کی آواز سے کیکی کو کسی کی چھینک کا گمان ہوا تو وہ رومال استعمال کرنے کا مشورہ دینے لگا۔ بچے کیکی کی کیفیات پر ہنس رہے تھے۔ وہ ریلوے اسٹیشن سے نکلے اور کچھ فاصلے پر انہیں وہ گھر دکھائی دیا جہاں وہ پچھلے کئی ہفتے سے رہ رہے تھے اور پہاڑوں کے درمیان وادی میں بنا ہوا تھا۔ معاذ نے اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔ ''چلیں خدا کا شکر ہے ہمارا سفر شروع ہوا اور تمہارے فرار میں کوئی مسئلہ نہیں بنا۔ واہ! کیا مزا آئے گا جب ہم ساحلِ سمندر پر اکٹھے ہوں گے۔ تزئین تو تمہیں دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو جائے گی۔'' نایاب گانے لگی۔ ''ساحل سمندر، سمندر کی لہریں، لہروں کا شور، ہو...... ہو......'' جی ہاں ساحل سمندر کے حیران کن لمحات جو کبھی بچوں نے نہیں سوچے تھے۔ ساحل سمندر اور ممکنہ طور پر ساحل سمندر پر کوئی کارنامہ بھی۔ ☆☆☆

### ''کھوج لگائیے'' میں حصہ لینے والے بچوں کے نام

شاہ زیب بھٹی، فیصل آباد۔ محمد سلمان عبداللہ، چشتیاں۔ فاطمۃ الزہرہ، لاہور۔ نوال شہزاد خان، لاہور کینٹ۔ محمد احمد رضا انصاری، کوٹ ادو۔ فاخر زمان، کرک۔ کرن افضل، چنیوٹ۔ بشریٰ صفدر، تلہ گنگ۔ محمد داؤد، لاہور۔ بشریٰ حسینی، خنساء حسینی، کلورکوٹ۔ مسفرہ علی، خوشاب۔ زنیرا ہارون، نوشہرہ۔ وجیہہ آفتاب، ملتان۔ شاندانہ، یار محمد، تنگی، چارسدہ۔ محمد شماس حسین، بہاول پور۔ منحہ مہرین، واہ کینٹ۔ نجم الصباح ازل، میانوالی۔ عائشہ رؤف، راول پنڈی۔ علینا اختر، کراچی۔ محمد علی اشرف آرائیں، کبیر والا۔ کائنات فاروقی، راول پنڈی۔ ماریہ شمس، اسلام آباد۔ عائشہ عبداللہ، لاہور۔ محمد افضل، جہلم۔ محمد اسد، کراچی۔ عدین ارشد، لاہور۔ محمد منیب ستار، سیال کوٹ۔ سندس آسیہ، کراچی۔ کشف جاوید، فیصل آباد۔ محمد ولید، لاہور۔ محمد شاہ مہر لودھی، فیصل آباد۔ محمد سعد، لاہور۔ سدرۃ المنتہیٰ، سرگودھا۔ عابس بخاری، لاہور۔ بریرہ نعیم، سرگودھا۔ رانا احسان الٰہی ظفر، لاہور۔ مریم علی، کراچی۔ محمد سعد خالد، چنیوٹ۔ عبدالرحمٰن، شرقپور شریف۔ کاشف فرید گھلو، اٹھارہ ہزاری۔ محمد عبداللہ ثاقب میر، پشاور۔ زوہیب مظہر، جڑانوالہ۔ عزا منصور، پشاور۔ فرحان ظفر، سرگودھا۔ محمد بلال، لاہور۔ مریم ملک ذوالفقار علی، گوجرانوالہ۔ زویا رفاقت، بھمبر۔ ماریہ بتول لیاقت، اٹک۔ جواد احمد فراز، لاہور۔ محمد احزم ہاشمی، ملتان۔ محمد صدیق قیوم، کھڈیاں خاص۔ میرب راشد، لاہور۔ ماہم تنویس، مرزا ورکاں۔ امامہ عبدالباقی، لاہور۔ نمرہ ظہور، فیصل آباد۔ عزیر احمد، چکوال۔ حافظ محمد اسامہ طاہر، پتوکی۔ فاطمہ نواز، گوجرانوالہ۔ محمد بن محمد طیب طوفانی، لکی مروت۔ رابعہ خان، فیصل آباد۔ حسنین علی، فیصل آباد۔ محمد عبداللہ، لاہور۔ اسامہ ظفر راجہ، مری۔ سارہ عاصم، گوجرانوالہ۔ وردا زہرہ، جھنگ۔ عینیہ، واہ کینٹ۔ احمد امجد، سرگودھا۔ مائرہ غفور، واہ کینٹ۔ غزالہ حبیب، سائرہ حبیب، تاندلیانوالہ۔ لائبہ راشد، لاہور۔ ایمن ذوالفقار، نوشہرہ۔ علیشۃ الراضیہ، لاہور۔ محمد سراج جمیل، ڈیرہ غازی خان۔ محمد شادمان صابر، خانیوال۔ رفیق احمد ناز، ڈیرہ غازی خان۔ رائقہ، فیصل آباد۔ محمد احمد خان غوری، جویریہ غوری، بہاول پور۔ خدیجہ گل سید، چارسدہ۔ عدن ایمان، چکوال۔ رافع جاوید، لاہور۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# بادشاہ کا خواب

پرانے زمانے کی بات ہے کسی ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا جو بہت رحم دل اور نہایت خوش اخلاق تھا، یہی وجہ تھی کہ اس کی رعایا اس نیک دل بادشاہ سے بہت خوش تھی۔

ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا، جس میں اسے ایک گیدڑ رسی میں لٹکا ہوا نظر آیا۔ خواب کی وجہ سے بادشاہ بہت پریشان ہوا، وہ رات بھر سو نہیں سکا، صبح ہوتے ہی اس نے سارے وزیروں اور دانش وروں کو اپنے دربار میں بلایا۔ بادشاہ نے اپنا خواب بیان کیا اور سب سے اس کی تعبیر پوچھی۔ سبھی سوچ سوچ کر پریشان ہو گئے، پر کسی کو بھی خواب کی تعبیر سمجھ میں نہیں آئی، جب کہ بادشاہ کو ہر حال میں اپنے خواب کی تعبیر چاہیے تھی، اس لیے اس نے اعلانِ عام کرایا کہ جو کوئی بھی مجھے خواب کی تعبیر بتائے گا اسے انعامات سے مالا مال کر دیا گا، یہ سن کر کافی لوگ انعام کے لالچ میں اور کئی خود کو عقل مند کہلانے کے لالچ میں تعبیر بتانے گئے مگر سب ناکام ہو گئے۔

ایک غریب کسان جسے گاؤں کے وڈیرے کی زمین پر کام کرتے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا لیکن اس کا قرض ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ سارا منافع تو ظالم وڈیرہ ہی کھا جاتا، سارا سال محنت کرنے کے باوجود کسان کی وہی بھوک و بدحالی برقرار تھی۔ اس نے سوچا کیوں نہ قسمت آزمائی کی جائے اور بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتائی جائے، کیا پتا خوش ہو کر بادشاہ سلامت انعامات سے نواز دے، سو وہ غریب کسان بھی شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ چلتے چلتے راستے میں اس کی نظر ایک سفید پوش بزرگ پر پڑی جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ کسان نے آگے بڑھ کر اسے باادب سلام کیا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا، بزرگ نے تحمل سے اس کی بات سنی اور بتایا کہ یہ تو ایک معمولی بات ہے، تم وعدہ کرو کہ انعام میں جو رقم تمھیں ملے گی، اس کا آدھا حصہ مجھے بھی دو گے تو میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتانے کے لیے تیار ہوں۔''

کسان نے وعدہ کر لیا اس بزرگ نے خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے کہا۔ ''گیدڑ فریب اور چالاکی کی علامت ہوتا ہے، اس کا رسی پر لٹکنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ملک میں فریب اور دھوکے بازی بڑھتی جا رہی ہے، اس لیے بادشاہ کو ہوشیار ہو کر رہنا پڑے گا۔''



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کسان سیدھا بادشاہ سلامت کے دربار میں آیا اور اسے خواب کی تعبیر سنائی، بادشاہ کو بھی تعبیر پسند آئی اور خوش ہو کر اس نے کسان کو مالا مال کر دیا۔ سارے مال سمیت وہ جب واپس آیا تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ سارا مال میں اکیلا ہی ہڑپ کر جاؤں، بزرگ کو آدھا حصہ اگر نہیں دیا تو وہ کیا کر لے گا، یہ سوچتے سوچتے وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔

کچھ عرصہ بعد بادشاہ کو خواب میں اپنے اوپر ایک باریک دھاگے سے لٹکی ہوئی تلوار نظر آئی۔ خواب دیکھ کر بادشاہ پھر پریشان ہوا، آخر اس نے کسان کو قاصد بھیجا۔ کسان پریشان ہو گیا اور مجبور ہو کر سفید پوش بزرگ کے پاس جا کر منت سماجت کر کے خواب کی تعبیر پوچھی، بزرگ نے اسے خواب کی تعبیر بتائی کہ ''تلوار جنگ کی تیاری کی علامت ہے، جس کے لیے بادشاہ کو بھی اچانک حملے کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔'' آخر میں بزرگ نے دوبارہ اپنا آدھا حصہ مانگا اور کسان نے ہامی بھر لی۔

کسان نے بادشاہ سلامت کو خواب کی تعبیر سنائی جسے سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور پہلے کی طرح کسان کو انعامات سے نوازا۔ اس دفعہ وہ جیسے ہی واپس ہوا تو رستے پر سفید پوش بزرگ کو اپنا منتظر پایا، بزرگ نے اس سے اپنا آدھا حصہ مانگا، کسان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، تلوار نکال کر بزرگ پر وار کیا جس سے بزرگ کا بازو زخمی ہوا لیکن وہ خاموش رہا جب کہ کسان جو اب لالچی ہو گیا تھا، سارا مال اپنے ساتھ لے گیا۔

اتفاق سے بادشاہ کو تیسرا خواب نظر آیا جس میں اسے ایک ذبح شدہ بکری نظر آئی۔ بادشاہ نے دوبارہ قاصد بھیجا اور کسان کو طلب کیا۔

کسان بہت پریشان ہوا آخر کار شرمندہ ہو کر بزرگ کی طرف روانہ ہوا۔ بزرگ نے اسے دیکھتے ہی غصے سے منہ پھیر لیا۔ کسان بزرگ کے پاؤں میں گر گیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ اس مرتبہ آپ کا حصہ ضرور ملے گا۔ بزرگ نے تحمل مزاجی سے کام لیتے ہوئے اسے معاف کر دیا اور خواب کی تعبیر بھی بتائی۔ ''چونکہ بکری امن کی نشانی ہے، اس لیے اب بادشاہ کے ملک میں امن و امان ہو گا اور لوگ بکریوں کی طرح امن و امان سے رہیں گے اور دھوکہ بازی و فریب سے دور رہیں گے۔''

کسان نے جب بادشاہ کو خواب کی تعبیر بتائی، تو بادشاہ کو یہ تعبیر بھی بہت پسند آئی، کیوں کہ اس مرتبہ خواب کی تعبیر دل موہ لینے والی اور خوش گوار تھی۔ کسان کو پہلے سے بھی زیادہ نوازا گیا۔ اس دفعہ کسان نے پہلے والا مال اور اب والا انعام و اکرام ملا کر سارا مال لا کر بزرگ کے قدموں پر رکھ دیا۔

''مجھے معاف کرنا بزرگو! دولت کے لالچ میں آ کر مجھ سے خطا ہوئی ہے، میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں، خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں، میں اپنے گناہ پر معافی کا طلب گار ہوں، یہ ساری دولت اپنے پاس رکھ لیں، پر مجھے معاف کر دیں، میں توبہ کرتے ہوئے وعدہ کرتا ہوں کہ اب زندگی میں کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دوں گا اور دولت کے لالچ میں آ کر کسی کا دل نہیں دکھاؤں گا، اپنی اوقات نہیں بھولوں گا اور نہ ہی غرور و تکبر کروں گا، مجھے معاف کر دیں۔''

بزرگ جو بہت پہنچے ہوئے درویش تھے، نہایت نرمی سے بولے۔ ''حقیقت میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ کیوں کہ جب آپ پہلی دفعہ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میرے پاس آئے تھے، اس وقت ملک میں فریب کاری و مکاری کا دور تھا اس لیے آپ بھی ٹھگ نکلے۔ دوسری مرتبہ بھی آپ نے میرے اوپر اس لیے حملہ کیا کہ اس وقت پورے ملک میں خون ریزی پھیلی ہوئی تھی، ہر کوئی ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا، مطلب کہ ملک میں فتنے کا دور تھا۔ اب تو ہر جگہ امن و امان ہوگیا ہے، لوگ ایمان داری اور امن کی زندگی گزار رہے ہیں اور تمہیں بھی تو ظالم وڈیرے کے شر سے نجات مل گئی ہے اس لیے تم ایمان داری سے مجھے حصہ دینے چلے آئے، بزرگ نے مزید فرمایا کہ مجھے اس مال کی ضرورت نہیں ہے، ہم اللہ لوک بندے ہیں، ہمیں تو بس دین کی دولت نصیب ہو جائے بس وہی اصل دولت اور کامیابی ہے۔''

کسان اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بزرگ سے مؤدبانہ انداز میں بولے۔ ''بزرگو! میرے لیے کوئی نصیحت فرمائیں۔'' بزرگ اپنی جگہ سے اٹھے اور بڑے ہی مدبرانہ انداز میں کسان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اپنے سے بڑوں کا احترام کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، درخت لگانا مگر پھل کا انتظار نہیں کرنا اور ہو سکے تو کوئی درس گاہ ضرور بنانا۔'' نصیحت فرما کر سفید پوش بزرگ روانہ ہو گئے۔

پیارے نونہالو! مقامی افراد کی روایت کے مطابق رحم دل بادشاہ، سفید پوش درویش اور کسان صوبۂ سندھ کے ضلع نوشہرو فیروز کے ایک چھوٹے سے شہر دربیلو کے قدیمی تاریخی قبرستان میں مدفون ہیں، جب کہ نیک دل کسان کی بنائی ہوئی درس گاہ کے کھنڈرات اب بھی اس دور کی یاد تازہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور مقامی افراد کی روایت کے مطابق یہی وہ خطہ ہے جہاں اس کسان نے جگہ جگہ درخت لگائے ان میں آموں اور کھجوروں کے بڑے بڑے باغات شامل ہیں جو آج بھی ضلع نوشہرو فیروز کے نواح میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اور صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ان درختوں کا پھل ہم کھا رہے ہیں، کسان بے چارے نے تو درویش کی نصیحت پر عمل کیا تھا کہ اتنے سارے درخت لگائے اور ان کے پھل کا انتظار نہیں کیا اور آنے والی نسلوں کو پھل دار درختوں کا تحفہ دیا، تو آؤ بچو! ہم بھی یہ عہد کریں کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگا کر پاک سرزمین کو سرسبز و شاداب بنائیں۔

☆☆☆

## تھیلی دار مینڈک

دنیا میں بعض جانور ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے جسم کے کسی حصے میں ایک جیب نما تھیلی ہوتی ہے۔ اس تھیلی میں ان کے نوزائیدہ بچے کچھ عرصے تک ماں کی حفاظت میں پرورش پاتے ہیں۔ ان جانوروں میں آسٹریلیا میں پائے جانے والے کنگرو اور کوالا ریچھ (Koala bear) مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ بڑے چوہوں اور چھچھوندروں میں بھی اس طرح کی تھیلیاں پائی جاتی ہیں۔ ایسے جانوروں کے گروپ کو Marsupial کہا جاتا ہے۔ عموماً Marsupials خشکی پر رہنے والے اور نسبتاً بڑے سائز کے جانور ہوتے ہیں لیکن تھیلی دار مینڈک ان سب سے مختلف ایک Amphibian (خشکی اور پانی دونوں جگہ پر رہنے کی صلاحیت رکھنے والا) ہے۔ یہ اپنا زیادہ وقت درختوں پر گزارتا ہے اور ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پہنچنے کے لیے لمبی لمبی چھلانگیں لگاتا ہے۔ اس کی مادہ کی پیٹھ پر ایک تھیلی ہوتی ہے جس میں انڈے بھرے ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اتنی لمبی چھلانگوں اور اچھل کود کے بعد بھی اس کے انڈے تھیلی میں محفوظ رہتے ہیں۔

آسٹریلیا کے Marsupial مینڈک کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کی مادہ گیلی مٹی میں انڈے دیتی ہے۔ کچھ عرصے بعد ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ یہ بچے بہت چھوٹے اور بے یارومددگار ہوتے ہیں۔ آخر نر مینڈک ان کے لیے اپنی تھیلی کھولتا ہے۔ یہ تھیلی اس کے کولھوں کے درمیان ایک دراڑ جیسی ہوتی ہے۔ بچے رینگتے ہوئے اس تھیلی میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صرف آدھے (زیادہ سے زیادہ 18 تک) ہی اندر پہنچ پاتے ہیں۔ نر مینڈک تقریباً اڑتالیس سے اُنہتر دن تک ان کو تھیلی میں لے کر گھومتا ہے۔ اس کے بعد بچے اپنی زندگی بغیر کسی سہارے کے گزارنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور باپ کی تھیلی کی کھال پھاڑ کر باہر آ جاتے ہیں۔

☆..........



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

## نوٹ

ویزہ ظفر، تلہ گنگ

ابا جان یہ کیا ہے نویرہ خوشی سے چلائی۔ تب ہی ابو جان نے اپنا کشکول الٹا دیا اور دیوانہ وار ان نوٹوں کو چومنے لگا۔ نویرہ شدت غم سے رو پڑی۔ اسے لگا ابا جان اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ اس کی پانچ سالہ بیٹی رمشاء خوشی سے ناچ رہی تھی اور بار بار اپنی ما کو کہہ رہی تھی کہ امی اب ہم امیر ہو گئے ہیں۔ نانا اور نواسی بہت خوش تھے۔ رمشاء کا خوش ہونا بنتا تھا مگر ابا جان...... غم سے اس کے آنسو بہہ نکلے۔ ایک سال پہلے اپنے شوہر کی موت کی وجہ سے وہ اپنے ابا جان کے پاس آ گئی تھی۔ ابا جان کی یہ حالت دیکھ کر نویرہ کی طبیعت بگڑنا کچھ عجب نہ تھا۔ ''ابا جی! آخر یہ سب آپ نے لیے کہاں سے ہیں؟'' تب اس کی معصوم بیٹی نے بتایا کہ ''امی جی...... جب ہم نوابوں کے گھر سے کام کر کے آ رہے تھے نا تب یہ نوٹ نالی میں پڑے تھے۔ نانا اور میں نے اٹھا لیے۔ وہ انتہائی معصومیت سے اپنی ماں کو ساری کہانی بتا رہی تھی۔ نویرہ سن رہی تھی مگر اس کی نگاہیں اب بھی ابا جان کی طرف تھیں۔ نویرہ کی بیٹی یہ ضد تھی کہ اس کی ماں بھی نانا ابو کی طرح خوش ہو۔ مگر نویرہ کیسے خوش ہوتی۔ تب وہ چلائی۔ ''بابا...... یہ نوٹ نقلی ہیں...... نقلی ہیں اصلی نہیں ہیں'' وہ رو رہی تھی۔ اس کی سسکیاں سن کر اس کی معصوم بیٹی خوف زدہ سی ہو گئی اور ابا جان ابھی تک ان نوٹوں کو چوم رہے تھے۔ ''ابا جان یہ نقلی ہیں۔ یہ ہماری ضرورتیں نہیں پوری کر سکتے۔ ان پیسوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ بابا جان ہوش کریں۔'' تب ابا جان نے اپنی روتی ہوئی بیٹی کو دیکھا اور زور سے غرائے۔ ''کیا ہوا جو یہ نوٹ نقلی ہیں۔ بابا تو اصلی ہے...... بابا تو اصلی ہے۔'' ابا جان نوٹوں کو اب بھی دیوانہ وار چوم رہے تھے۔ ''میں کیسے اس بابا کی توہین ہوتے دیکھ سکتا ہوں دیکھو، دیکھو، یہ نالیوں میں پڑے تھے۔ بچوں کے اس تصویر پر پاؤں تھے، میں یہ توہین، یہ بے عزتی کیسے ہونے دیتا۔ اس شخص کی جس نے ہمیں آزادی دلوائی۔ رمشاء اگر آج آزاد ہے تو اس بابا کی وجہ سے ہے۔'' تب ہی رمشاء اپنی توتلی زبان میں بولی۔ ''بابا جان کیا ہم پہلے آزاد نہیں تھے۔'' نہیں میری جان پہلے ہم لوگ دوسروں کے غلام ہوتے تھے۔ جنہوں نے ہمیں آزادی دلائی ان کا نام قائداعظم محمد علی جناح ہے۔ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کا مشن علیحدہ ملک حاصل کرنا تھا جس میں امن، سکون اور آزادی ہو۔ پھر کیا وہ اپنے مقصد میں کام یاب ہو گئے؟'' ''محنت اور لگن سے کوئی کام کرتا ہے تو کام یابیاں خود بخود ان کے قدم چوم لیتی ہیں۔ اب رمشاء نوٹ دیکھ رہی تھی۔ اور اپنے ہاتھوں سے اس تصویر کو صاف کر رہی تھی۔ ''نانا جان بچے کتنے گندے ہیں جو اس تصویر کو نالیوں میں پھینکتے ہیں۔ کیا بچوں کو پتا نہیں ہے کہ یہ کون ہیں؟ آئیں نانا جان ہم سب بچوں کو بتا کر آئیں کہ یہ کون ہیں۔'' ''ہاں میری پیاری بیٹی! یہ تو ہمارے محسن بھی ہے۔'' ''نانا جان ہماری ٹیچر بتا رہی تھی کہ پاکستان کے دو مطلب ہیں۔ ہاں میری جان پاکستان کے دو مطلب نویرہ جلدی سے بولی۔ ایک مطلب ہے لا الہ الا اللہ اور دوسرا مطلب ہے پاک، صاف۔ رمشاء توتلی زبان میں بولی کہ نوٹ بیشک نقلی مگر بابا اور پاکستان تو اصلی ہے۔ ''شاباش شاباش۔ نانا جان نے مسکراتے ہوئے اپنی پیاری نواسی کو اپنے گلے لگا لیا۔

پہلا انعام: 195 روپے کی کتب

## اصل مقصد

حسن جاوید گوریجہ، اسلام آباد

رمضان کا آخری عشرہ تھا۔ جہاں مساجد میں اعتکاف کے لیے آئے ہوئے حضرات سے رونق تھی، وہاں عید کی خریداری کرنے والوں سے بازار بھی بھرے ہوئے تھے۔ افطار کے آدھے گھنٹے بعد ہی بازاروں میں چہل پہل شروع ہو جاتی جو عموماً نصف شب تک رہتی اور بسا اوقات سحری کے وقت تک چلتی۔

ثاقب صاحب کی شہر کے وسط میں واقع بازار میں کپڑے کی مشہور دکان تھی۔ یوں تو ان کی دکان پر سارا سال ہی رش رہتا تھا لیکن عید سے پہلے تو ایسا رش ہوتا کہ دیکھ کر کسی ہجوم کا گمان ہوتا تھا۔ ثاقب صاحب اپنے گاہکوں کا خیال بھی خوب رکھتے تھے۔ ان



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

کا بیٹا حیدر بھی ان کے ساتھ ہی ہوتا تھا۔ ساتھ لگ بھگ ایک درجن افراد کا عملہ تھا جو ثاقب صاحب کی دکان پر ملازمت کرتا تھا۔ باقی بازار کی طرح اس دوپہر ان کی دکان بھی گاہکوں سے تقریباً خالی ہی تھی۔

ثاقب صاحب اپنے بیٹے حیدر سے بات چیت کر رہے تھے۔ وہ بولے: ''بیٹا! آپ کا رمضان کا مہینہ کیسا گزرا؟'' حیدر نے کہا: ''ابا جان! آپ کو تو پتا ہی ہے کہ کاروباری معاملات میں وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ کبھی فرصت مل جائے تو عجیب عجیب سے خیال ذہن میں آنے لگتے ہیں۔ اسی لیے کوشش کرتا ہوں کہ خود کو مصروف ہی رکھوں۔'' ثاقب صاحب نے پوچھا: ''ہمارے بیٹے کو کیسے خیال پریشان کرتے ہیں؟'' حیدر نے کہا۔ بس ایسے ہی۔ عجیب سے سوالات۔ جیسا کہ اللہ کی رحیم کریم ذات کو اس گرمی میں اور لمبے دنوں میں ہمیں بھوک اور پیاس میں مبتلا کر کے کیا ملے گا؟ اور یہ کہ اللہ جیسی بے نیاز ہستی کو ہمارے پیسوں سے کیا غرض کہ ہمیں سارا سال صدقہ کے حکم کے ساتھ عید پر فطرانے کا حکم بھی دے دیا؟'' ثاقب صاحب نے بہت تحمل سے اپنے بیٹے کی بات سنی اور بولے: ''بیٹا! دنیا میں جو چیز بھی ہے، اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ ایسا ہی روزے کا بھی ایک مقصد ہے جو محض بھوکا پیاسا رہنے سے بڑھ کر ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟'' حیدر نے فوراً جواب دیا۔ ''آزمائش۔'' ثاقب صاحب بولے: ''ویری گڈ! بالکل ٹھیک! اور اس گرم موسم کے لمبے دنوں میں ہمیں کھانے پینے سے روکنے کا مقصد بھی امتحان ہے، آزمائش ہے۔'' حیدر نے حیرانی سے پوچھا: ''لیکن کیسے؟'' ثاقب صاحب بولے: ''دیکھیں نا بیٹا! آپ کو ابھی بھوک بھی لگی ہے اور پیاس بھی لیکن صرف اس لیے نہیں کھا رہے کہ اللہ کا حکم ہے۔ ایسے ہی ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ برائیوں سے رکنے کا حکم بھی اللہ ہی نے دیا ہے۔ برائی کی چاہے کتنی ہی آسان ہو اور چاہے کتنا ہی دل کیوں نہ کر رہا ہو، اس سے بچنا چاہیے کہ اللہ کا حکم ہے۔'' ثاقب صاحب مزید بولے: ''اور رہی بات صدقۂ فطر یعنی عید پر دیئے گئے فطرانے کی تو اس کا ایک مقصد تو عید کی خوشیوں میں ان لوگوں کو شامل کرنا ہے جو اس کی مالی طاقت نہیں رکھتے۔'' حیدر نے پوچھا: ''اور دوسرا مقصد؟'' ثاقب صاحب بولے:

''اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم سے روزہ میں غلطیاں اور گناہ ہو جائیں تو یہ صدقۂ فطر اس کا کفارہ بن جاتا ہے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔ (ابن ماجہ: 1827 ابوداؤد: 1609)

''یہ تو آپ نے مسئلہ ہی حل کر دیا ابا جان۔ آپ کا بہت شکریہ۔'' حیدر نے کہا تو ثاقب صاحب مسکرانے لگے۔

دوسرا انعام: 175 روپے کی کتب

## نیکی

فائزہ رزاق، خانیوال

دینو بابا اپنی ٹوٹی ہوئی عینک پکڑے مایوسی سے اسے دیکھ رہا تھا جو آج مزدوری کے دوران گر کر ٹوٹ گئی تھی۔ دینو بابا سوچ رہا تھا کہ کتنے دنوں کی مزدوری کے بعد وہ اپنی عینک بنوائے گا۔ یہ عینک ہی اس کی بینائی کا کام کرتی تھی۔ اچانک پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دینو بابا سوچوں کے سمندر سے باہر نکلا۔ پلٹ کر دیکھا تو گاؤں کا چوہدری فضل دین تھا۔ فضل دین نے سوالیہ نظروں سے دینو بابا کی طرف دیکھا اور ٹوٹی ہوئی عینک دیکھ کر معاملہ سمجھ گیا اور بولا کہ دینو بابا آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو کل میں نئی عینک بنوا دوں گا اور کچھ پیسے نکال کر دینو بابا کو پکڑا دیئے اور اپنے باقی دوستوں کے ہمراہ آگے چل پڑا۔

دینو بابا حیرانگی سے چوہدری فضل کو دیکھ رہا تھا جو اس علاقے کے مایوس لوگوں کے لیے امید کی کرن تھا۔

چوہدری فضل دین اپنے دوستوں کے ہمراہ آگے چل پڑا کہ راستے میں ماسی حمیدہ گھر کے سودے اٹھائے جا رہی تھی جھکی ہوئی کمر کے ساتھ ماسی حمیدہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی کہ چوہدری فضل دین آگے کو لپکا اور ماسی حمیدہ سے آگے بڑھ کر شاپر پکڑ لیا اور اس کو گھر تک چھوڑ دیا۔ ماسی حمیدہ نے فضل دین کو ڈھیروں دعائیں دیں اور بتایا کہ گھر میں دو جوان بچوں کے ہوتے ہوئے کام مجھے خود کرنا پڑا۔ اللہ انہیں تم جیسا فرماں بردار بنا دے اور انہیں ہدایت دے۔ بیٹا اللہ تمہیں دنیا و آخرت میں کام یاب و کامران کرے۔ اپنی نیکی کے کاموں کی وجہ سے لوگ اس کی عزت کرتے اور دعائیں دیتے تھے اور اپنے مسائل اس کے سامنے رکھتے تھے۔ چوہدری فضل ان کو بڑے جوش و خروش سے حل کرتا تھا۔ لوگ اس کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ چوہدری فضل دین اپنی اچھی شہرت پر بہت نازاں تھا۔ چوہدری



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فضل دین رات گئے اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنے بچوں سے باتیں کر کے آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چل پڑا کہ اس کو کمرے سے اپنے بوڑھے باپ کی کھانسنے کی آواز آئی اور اس کا بوڑھا باپ اس کو بلا رہا تھا۔ چوہدری فضل دین ناگواری سے باپ کے کمرے میں داخل ہوا جہاں باپ کا کمزور وجود تھا۔

''جی بابا کیا کام ہے.....؟'' چوہدری فضل نے اپنے باپ سے پوچھا۔

''بیٹا آؤ! ادھر بیٹھو جاؤ تھوڑی دیر میرے پاس پھر چلے جانا۔'' باپ نے کھانستے ہوئے کہا۔

''بابا آج میں بہت تھکا ہوا ہوں کل ملاقات ہوگی۔'' ''اچھا بیٹا تم آرام کرلو اور میرا یہ کھانسی کا سیرپ ختم ہوگیا ہے کل مجھے یہ تو منگوا دینا۔'' چوہدری فضل دین بولا۔ ''بابا ابھی کچھ دن پہلے ہی تو لے کر آیا تھا۔ ختم ہوگیا کیا۔ اچھا ٹھیک ہے میں کل لے آؤں گا خدا حافظ۔'' یہ سن کر باپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ سوچنے لگا کہ کیا دوسرے لوگوں کی طرح ماں باپ کو اپنے بچوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فضل دین دوسروں کی خدمت کرتا تھا لیکن اپنے والدین کی قدر نہیں کرتا تھا تو پیارے بچو! دکھاوے کی نیکی کا اجر نہیں ملتا۔

تیسرا انعام: 125 روپے کی کتب

## احسان کا بدلہ

جویریہ ظفر محمود، کراچی

''مجھے کل تک پیسے چاہئیں بس۔'' مالک مکان نے کہا اور چلا گیا۔

ناعمہ کے آنسو ٹپکنے لگے۔ وہ ایک امیر خاتون تھی مگر شوہر کے انتقال کے بعد وہ حالات کی چکی میں پسنے لگی۔ پہلے اس کا عالی شان محل نما گھر چھوٹا، کاروبار تباہ ہوگیا، پھر وہ اپنے اکلوتے بیٹے اسفند کے ساتھ ایک چھوٹے سے مکان میں آگئی۔ شروع شروع میں وہ گھر کی چیزیں بیچ کر گزارہ کرتی رہی، پھر سب قیمتی چیزیں ختم ہوگئیں۔ مکان کا کرایہ ادا کرنے کے بھی پیسے نہ رہے۔ مالک مکان روز روز چکر لگا کر تنگ کرتا تھا اور اب تو اس نے گھر خالی کروانے کی دھمکی دے دی تھی۔

''امی اب ہم کیا کریں گے؟'' اسفند نے اسے روتا دیکھ کر پوچھا۔ ''بیٹا جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا، تم گھبراؤ مت، ان شاء اللہ آزمائش کے دن جلد گزر جائیں گے۔'' ناعمہ نے جواب دیا۔

''امی کاش میں اتنا بڑا ہوتا کہ محنت مزدوری کر سکتا۔'' اسفند نے کہا تو ناعمہ نے اسے پیار سے گلے لگا لیا۔ ''ارے میرے چاند تجھے مزدوری کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ بہتر کرے گا، اس کی زمین بہت وسیع ہے۔ یہاں نہیں تو کہیں اور ٹھکانہ مل جائے گا۔ اچھا تم زیادہ پریشان نہ ہو، آرام سے سو جاؤ۔''

اگلے دن مالک مکان نہ آیا، پھر ہفتہ گزر گیا، ناعمہ بڑی حیران ہوئی۔ آخر ایک ہفتے بعد انہیں ایک خط ملا۔ اس میں لکھا تھا۔ ''میں عمر صاحب کا پرانا جاننے والا ہوں، ان کے کچھ احسانات میرے اوپر ہیں، جس کو اتارنے کے لیے ہر مہینے معقول رقم آپ کو اس وقت تک دوں گا جب تک اسفند بڑا نہ ہو جائے۔'' اس کے بعد انہیں ہر مہینے معقول رقم ملنے لگی، ناعمہ نے اسفند کو پڑھانا شروع کر دیا۔ وہ خود بھی سلائی کڑھائی کرنے لگی، گزر بسر اچھی ہونے لگی۔

اسی طرح ماہ و سال گزرتے گئے۔ وہ اجنبی شخص رقم دیتا رہا۔ ان کے دل سے اس کے لیے بے انتہا دعائیں نکلتی تھیں ساتھ ہی اسے دیکھنے کا شوق بھی تھا مگر اس نے کبھی اپنا نام یا پتا نہیں لکھا۔

پھر اسفند ڈاکٹر بن گیا۔ کچھ عرصے بعد ناعمہ نے اسفند کی شادی کر دی۔ اس کے بچے ہو گئے۔ ناعمہ پوتوں کو کھلانے لگی۔ انہیں اب بھی اپنا محسن شدت سے یاد آتا۔

ایک دن اسفند اپنے بیٹے کی کاپی دیکھ رہا تھا۔ ایک جگہ اس نے استاد کی رائٹنگ دیکھی، وہ اسے جانی پہچانی لگی۔ اس نے اپنے بیٹے کو بلایا۔

''عفان بیٹا یہ کون سے سر کی رائٹنگ ہے۔'' اس نے پوچھا۔

''ابو یہ سر کاشان ہیں، میری تعریف کی ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

اسفند کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اگلے دن وہ اسکول میں موجود تھا۔ جیسے ہی سر کاشان آئے، عفان نے اشارہ کیا۔ اسفند ان سے لپٹ گیا۔

وہ گھبرا گئے، پھر سنبھل کر بولے۔ ''اسفند بیٹے تم پہچان گئے مجھے، یقیناً تم میری لکھائی سے پہچانے ہو گے۔'' ''سر آپ نے کیوں اتنا چھپا کر رکھا۔ آپ ہمیں شکریے کا موقع تو دیتے۔'' اس نے کہا۔ ''بیٹا وہ میں نے اس لیے نہیں بتایا تا کہ میرا اجر محفوظ رہ سکے۔'' سر کاشان نے جواب دیا۔ ''سر وہ کیا احسان تھا، جو ابو نے آپ پر کیا تھا۔''



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اسفند میرے والد کا انتقال بھی بچپن میں ہو گیا تھا، عمر صاحب نے ہمارا سارا خرچہ اٹھایا، لہٰذا جب ان کا انتقال ہوا تو میرا یہ فرض تھا کہ میں تم لوگوں کی مدد کروں اور وہ میں نے کی مگر میں عمر صاحب کا احسان نہیں اتار سکتا، سر کاشان بولے۔ ''میری تمہیں یہ نصیحت ہے کہ تم بھی کسی بے سہارا خاندان کی مدد کرو تا کہ کل کو وہ تمہارے کام آئے۔''

چوتھا انعام: 115 روپے کی کتب

## طلسمی جزیرہ

عمیمہ زینب، اسلام آباد

ایک دفعہ کا ذکر ہے نیوزی لینڈ میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جہاں بہت خوب صورت پریاں رہتی تھیں۔ سب امن و امان اور خوشی سے رہتے تھے لیکن ایک روز جب رانی پری کے ہاتھ سے آئینہ گر کر ٹوٹ گیا تو اسے لگا کہ اس دیس پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ تاہم اس نے کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کیا اور اس بات کو اپنا وہم سمجھ کر ذہن سے نکال دیا لیکن کچھ دن بعد جب اچانک فتنہ پری نمودار ہوئی تو سب لوگ بہت پریشان ہوئے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے کبھی اپنی کسی تقریب میں نہیں بلاتے اور مجھے اپنا حصہ نہیں سمجھتے۔ اب دیکھنا میں تم لوگوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ جنگل میں غائب ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا محل اور پریوں کا دیس اندھیرے میں ڈوب گیا اور ہر چیز سیاہ ہوگئی۔ اچھی پری نے کہا کہ میں اس بات کا پتا ضرور لگاؤں گی کہ ایسا کیوں ہوا اور یہ اندھیرا کیسے ختم ہوگا۔ وہ محل سے روانہ ہوئی اور چلتے چلتے ایک دریا کے پاس پہنچی۔ وہاں ایک بزرگ ملے جنہوں نے اس سے آنے کا مقصد پوچھا۔ اچھی پری نے کہا کہ میں پتا لگانے آئی ہوں کہ ہمارا دیس اندھیرے میں کیوں ڈوب گیا۔ بزرگ نے کہا اگر تم یہ اندھیرا ختم کرنا چاہتی ہو تو تمہیں سرخ پہاڑی پر جانا ہوگا۔ وہاں ایک عقل مند بونا بلگین رہتا ہے وہ تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ اچھی پری سرخ پہاڑی پر پہنچی تو بلگین بونے سے اس کی ملاقات ہوئی۔ بونے نے کہا مجھے معلوم ہے تم یہاں کیوں آئی ہو۔ واپس جاؤ اور سات گھروں کی مٹی، سات چشموں کا پانی اور سات نوزائیدہ بچوں کے سر کے بال میرے پاس لے کر آؤ۔ اچھی پری نے ایسا ہی کیا۔ بونے نے ان چیزوں میں گل امید کا رس شامل کر کے اسے کہا کہ یہ اپنے دیس کی سرحدوں پر چھڑک دو۔ آئندہ تم لوگوں پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ پری نے ایسا ہی کیا اور پریوں کا دیس اندھیرے سے نکل آیا اور وہ لوگ ایک بار پھر ہنسی خوشی رہنے لگے۔

پیارے بچو! اچھی پری کی طرح ہمیں بھی مشکلات سے ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں ختم کرنے کے لیے اپنی مدد آپ کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ بھی کوشش کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

پانچواں انعام: 95 روپے کی کتب

### سچ اور جھوٹ میں کیا فرق ہے؟

1- جھوٹ بولنے کا موقع ہو اور جھوٹ نہ بولا جائے تو یہ سچے اور ایمان دار مسلمان ہونے کی نشانی ہے۔
2- اگر کسی کا جھوٹ پکڑا جائے تو اسے لعن طعن کرنے کی بجائے پیار و محبت سے سمجھایا جائے۔
3- والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے سامنے ہرگز جھوٹ نہ بولیں۔
4- اچھا اور سچا مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ روز مرہ زندگی میں دوسروں سے جھوٹ بولنے کی عادت ترک کر دی جائے۔
5- جھوٹ بولنے کا فائدہ وقتی ہوتا ہے مگر نقصان زیادہ۔
6- اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہمیشہ کے لیے ترک کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے آنکھیں بند کر کے توبہ کر لینی چاہیے۔
7- جھوٹ بول کر وقتی فائدہ ہوتا ہے مگر سچ بول کر مستقل طور پر خوشی دل کو لگتی ہے۔
8- اگر جھوٹ بولنے سے فائدہ ہو تو یہ وقتی طور پر ہوتا ہے اور سچ بولنے سے ہمیشہ کے لیے سودمند۔
9- جھوٹ ہر حال میں بولنا منع ہے تاہم اگر کسی وجہ سے یہ منہ سے نکل جائے تو ایک کاغذ پر درج ذیل الفاظ لکھ لیا کیجیے۔
''اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں جھوٹ بولنے کی۔''
10- اگر کوئی بچہ جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے تو اسے سختی سے ڈانٹ دینا چاہیے۔
11- والدین کو چاہیے کہ وہ لڑکپن ہی سے اپنے بچوں کے سامنے سچی، اچھی اور پیاری باتیں کریں۔
12- اگر آپ سے کوئی شخص جھوٹ بولے تو اسے اسی وقت ٹوک دیں۔
13- جھوٹ گناہ کبیرہ ہے۔ اس سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔
14- اگر آپ ایک جھوٹ بولیں گے تو اس کے بدلے میں مزید دس اور جھوٹ بولنے پڑیں گے۔
15- جھوٹ بولنے سے تاریکی اور سچ بولنے سے راستے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔
16- سچ بولنے سے چہرے پر رونق اور جھوٹ بولنے سے لعنت آ جاتی ہے۔
17- اگر کوئی بڑا شخص جھوٹ بول رہا ہو تو بچے کو چاہیے کہ وہ فوراً اسے ٹوکے اور سچ بولنے کو کہے۔
18- جھوٹ بولنے سے اللہ اور ان کے رسول پاک بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔
19- ہمارے معاشرہ میں بہت کم لوگ سچ بولتے ہیں اور اکثریت جھوٹ کا سہارا لیتی ہے۔

(محمد علیم نظامی، لاہور)



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

شکیل چاچو کو اس مشن کے متعلق بتایا گیا۔ وہ بچوں کی بات سن کر تو پہلے حیران ہوئے کہ ان کا دھیان اس طرف کیوں نہیں گیا۔ عبیرہ کی باتوں میں وزن تھا۔ تمام تر شکوک وشبہات اس بات کی نشان دہی کر رہے تھے کہ محلے کو دودھ والے کی نظر لگی ہے، جو جان لیوا بیماری وبا کی طرح پورے محلے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

"ایک منصوبے کے تحت ہم اس گاؤں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہمارا ٹارگٹ بھی وہ ہی گاؤں ہے۔" مہد شوخ ضرور تھا لیکن ہمیشہ ایسا نکتہ ڈھونڈ کر لاتا کہ واقعی اسے داد دینے کو جی چاہتا تھا۔ آج بھی اس نے اپنے کلاس فیلو راشد کا بتایا جو گاؤں خیر پور سادات کے زمین دار چوہدری حاکم علی کا بیٹا تھا۔ مہد نے کہا وہ کل رازدارانہ طریقے سے راشد کو بھی اس مشن میں شامل کرے گا۔ گھر میں ہم راشد کے گاؤں میں سیر کا بہانہ کر کے جائیں گے۔ اگلے منصوبے پر کام اس کے گاؤں میں جا کر ہی کیا جائے گا۔

پہلے تو شاید گھر والے بچوں کو راشد کے گاؤں سیر کرنے کی اجازت نہ دیتے لیکن جب شکیل نے ہامی بھری کہ وہ ان بچوں کے ساتھ ہی چوہدری حاکم علی کی دعوت پر راشد کے گاؤں جائے گا تو گھر والوں نے فوراً بچوں کی ضد کے سامنے گھٹنے ٹیک گئے۔ راشد نے بھی اپنے ابو چوہدری حاکم علی سے اجازت لے لی تھی کہ وہ اپنے دوستوں کو اپنے گاؤں کی سیر کرانا چاہتا ہے۔ راشد کے ابو نے نہ صرف راشد کو اجازت دے دی تھی بلکہ مہمانوں کو شہر سے لانے کے لیے اپنی گاڑی دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

منصوبے کے مطابق وہ سب لوگ راشد کے گاؤں خیر پور سادات جانے کو تیار تھے۔ گھر والوں نے انہیں الوداع کہا۔ گاڑی انہیں لے کر شہر کی سڑکوں کو چھوڑتی ہوئی گاؤں کی جانب رواں دواں تھی۔ شہر سے نکلتے ہی سڑک ٹوٹی پھوٹی تھی۔ سڑک کے کنارے پر اینٹوں کے بھٹے جن کی چمنیوں سے دھواں آسمان کو چھو رہا تھا۔ اینٹوں کے بھٹے ختم ہوئے تو کھجوروں کے باغات شروع ہو گئے۔ اسی دوران گاڑی نے موڑ کاٹا اور گاڑی پکی سڑک سے کچے راستے پر سفر کرنے لگی۔ گاڑی جہاں سے گزرتی تھی گرد وغبار سا اٹھتا تھا۔ پیچھے دھول اور سامنے ونڈ سکرین کے پار کچے پکے مکانات کی ایک بڑی آبادی تھی۔ آبادی کے شروع میں ہی اونچی دیواروں والی حویلی تھی۔ گاڑی کا رخ اسی حویلی کی جانب تھا۔ یہ حویلی چوہدری حاکم علی کی تھی کیوں کہ حویلی کے دروازے پر ہی راشد اور بہت سے لوگ کھڑے تھے جو شاید شہر سے آنے والے مہمانوں کا انتظار کر رہے تھے۔ چوہدری حاکم علی اور گاؤں کے دیگر لوگوں نے گرم جوشی سے راشد کے ننھے منے مہمانوں کا استقبال کیا۔ دوپہر کا وقت



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہونے کو تھا۔ دوپہر کے کھانے میں انواع و اقسام کے دیسی لذیذ کھانے موجود تھے۔ انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران چوہدری حاکم علی اپنے بچپن کے قصے بھی ساتھ ساتھ سنا رہے تھے۔

''اچھا بھئی آپ لوگ اب بیٹھ کر اپنی آنٹی سے باتیں کرو۔ میں نے ایک پنچایت میں جانا ہے۔ شام میں ملاقات ہوگی۔ شام میں آپ لوگ راشد اور دینو چاچا کے ساتھ زمینوں پر چلے جانا۔ ہماری ملاقات رات کے کھانے پر ہوگی۔'' چوہدری حاکم علی نے بچوں سے اجازت لی۔

''انکل اس گاؤں میں سخاوت علی نام کا ایک بندہ ہے۔؟''

''ہاں بیٹا! آپ اسے کیسے جانتے ہیں۔'' چوہدری حاکم علی نے حیرانی سے پوچھا۔

''انکل وہ ہمارے محلے میں دودھ دینے آتا ہے۔'' عبیرہ بولی۔

''ہاں وہ واقعی دودھ کا کام کرتا ہے۔ وہ ایک سال پہلے ہی ہمارے گاؤں میں آیا تھا۔ جب آیا تو بہت پریشان تھا۔ دوسرے ضلع کا رہنے والا تھا۔ ہم نے ہی اسے اسی گاؤں کے آخر پر ایک کوٹھا خالی تھا وہ اسے رہنے کے لیے دیا تھا۔ ہماری زمینوں پر بھی کبھی کبھار کام کر جاتا ہے۔ ورنہ اس کی گزر بسر دودھ بیچ کر ہی ہوتی ہے۔ لیکن وہ تو کہتا تھا وہ دودھ شہر میں صرف ہوٹلوں پر سپلائی کرتا ہے۔ اس نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ وہ شہر میں گھروں پر بھی دودھ دینے لگا ہے۔''

''انکل ہم سخاوت سے بھی ملیں گے۔ وہ ہمیں دیکھ کر خوش ہوگا۔'' عبیرہ نے منصوبے کے مطابق اپنی بات کہہ ڈالی۔

''راشد بیٹا زمینوں کی سیر سے واپسی پر سخاوت کے گھر پر اپنے مہمانوں کو ملواتے آنا۔'' چوہدری حاکم علی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ابھی تک وہ اپنے منصوبے کے مطابق عمل کرتے ہوئے، اپنے مشن کو آگے بڑھا رہے تھے۔ عبیرہ کو یقین تھا وہ زندگی بچاؤ مشن کو بخوبی انجام دے دیں گے۔ شام کو دینو چاچا اور راشد کے ساتھ ان کی زمینوں پر چلے گئے۔ گندم کی فصل ہری بھری تھی۔ چوہدری حاکم علی کے ڈیرے پر بھی کھجوروں کے کچھ درخت نظر آئے۔ زمینوں پر ٹیوب ویل چل رہا تھا۔ ٹیوب ویل سے نکلتا صاف شفاف پانی بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ گرم موسم میں بھی یہ پانی یخ ٹھنڈا تھا۔ ٹیوب ویل کے ساتھ ہی جامن کا درخت تھا جس پر پکے ہوئے جامن صاف نظر آرہے تھے۔ دینو چاچا نے تازہ پکے ہوئے جامن اتار کر دیے۔ جنہیں سب نے مزے مزے سے کھایا۔ مغرب کا وقت ہونے کو تھا جب دینو چاچا نے انہیں واپسی کا کہا لیکن ملگجا اندھیرا چھا جانے کے انتظار میں تھے۔ انہوں نے کچھ وقت وہیں گزارا جب دیکھا کہ اب سخاوت کے گھر پہنچنے تک مکمل اندھیرا چھا جائے گا تو انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ منصوبے کے مطابق آبادی کے نزدیک پہنچ کر راشد نے دینو چاچا سے کہا کہ وہ گھر جا کر کھانا تیار کرائیں۔ میں انہیں سخاوت سے ملوا کر ابھی آتا ہوں۔

سامنے کچی چار دیواری تھی۔ لکڑی کا بوسیدہ سا دروازہ اور دروازہ پر ٹاٹ کا پردہ لٹک رہا تھا۔ یہ سخاوت کا گھر تھا۔ انہوں نے جب دروازے پر دستک دی تو کافی دیر تک دروازہ نہ کھلا۔ جب شکیل چاچو نے ٹاٹ کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو دروازے کے اوپر کنڈے میں تالا لٹک رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سخاوت گھر پر نہیں ہے۔

''ارے یہ مشن تو اور بھی آسان ہوگیا۔'' عبیرہ خوشی سے بولی۔ گھر کی چاردیواری چھوٹی تھی۔ جیسے پھلانگنا آسان تو نہیں لیکن مشکل بھی نہیں تھا۔ گاؤں کی راتیں اندھیری ہوتی ہیں۔ اندھیرا مکمل چھا چکا تھا۔ شکیل ان میں چونکہ سب سے بڑا تھا۔ اس نے ہی دونوں ہاتھ دیوار کی منڈیر رکھے اور ایک جھٹکے سے وہ دیوار کے اوپر تھا۔ اسے اندر کودنے کی ضرورت پیش نہیں آئی کیوں کہ سامنے ہی لالٹین کی لو میں کیمیکل کی بوریاں، واشنگ پاؤڈر، کوکنگ آئل کے ٹین پڑے تھے۔ ان کے ساتھ ہی بڑے بڑے ٹب پڑے تھے جن میں دودھیا رنگ کا مادہ صاف نظر آرہا تھا۔ سخاوت شاید ابھی کام کرتے کرتے گھر کو تالا لگا کر کہیں کام سے گیا تھا۔ شکیل واپس اپنی جگہ پر کود گیا۔ دیوار سے اتر کر اس نے اندر والا منظر جو اس نے دیکھا تو من و عن بتا دیا۔

''اس کا مطلب عبیرہ کا شک درست ثابت ہوا ہے۔'' راشد بولا۔

''شک تو درست ثابت ہو گیا۔ چور بھی اپنے سازوسامان سمیت پکڑا گیا ہے۔ لیکن اب ان ثبوتوں کے ساتھ چور کو گرفتار کیسے جائے۔'' افرا بولی

''ایسا کریں یہ سارا معاملہ میں اپنے ابا جان کو بتاتا ہوں۔'' راشد نے اگلے مسئلے کا حل بتایا۔ ☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چوہدری حاکم علی ان کی ساری بات سن کر پریشان سے ہوئے اور کچھ سوچنے لگے۔ پھر ان سب کو اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا۔ وہ سب لوگ چوہدری حاکم علی کے ساتھ ان کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ان کا خیال تھا چوہدری حاکم علی سیدھا سخاوت علی کے گھر جائیں گے لیکن ان کی گاڑی کا رخ سخاوت کے گھر کی بجائے کسی اور جانب تھا۔ گاؤں سے تھوڑے سے فاصلے پر ہی ایک پولیس چوکی تھی۔ چوکی انچارج اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔ یہ سارا معاملہ چوکی انچارج کو بتایا۔ چوکی انچارج جو چوہدری حاکم علی کی بہت عزت کرتا تھا۔ وہ اپنے دوسپاہیوں کے ساتھ ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب یہ لوگ سخاوت کے گھر کے نزدیک پہنچے تو اس وقت تک سخاوت بھی گھر آچکا تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر سخاوت علی دروازے سے باہر نکلتے ہی چوہدری حاکم علی، بچوں اور پولیس کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔

''چوہدری صاحب خیریت ہے؟'' سخاوت علی گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا۔ چوہدری حاکم علی اسے دھکیلتا ہوا اس کے صحن میں داخل ہو چکا تھا۔ ساتھ مشن اسکواڈ اور چوکی انچارج سمیت دونوں پولیس والے بھی اندر داخل ہو چکے تھے۔ شکیل نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ بالکل ویسا ہی سامنے تھا۔ مصنوعی طریقے سے دودھ بنایا جارہا تھا۔ سخاوت علی سمجھ چکا تھا کہ اس کی چوری پکڑی جا چکی ہے۔ وہ جو کئی مہینوں سے مکروہ دھندا کر رہا تھا۔ اس کا بھانڈا آج پھوٹ چکا ہے۔ اس نے ایک پولیس والے کو دھکا دے کر بھاگنے کی کوشش کی تو عبیرہ جو کہ پوری توجہ اس پر مرکوز کیے ہوئے تھی اس نے اپنے بایاں پاؤں سخاوت علی سامنے کر دیا۔ ہلکی سی ضرب سے لڑکھڑا کر صحن میں ہی چاروں شانے چت پڑا تھا۔ سخاوت علی کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیمیکل سے بنایا جانے والا دودھ اور مصنوعی دودھ میں استعمال ہونے والا سارا سامان بھی پولیس نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ سخاوت علی کو پولیس والوں کے ساتھ شہر کے تھانے میں لے جایا گیا۔ ساتھ مشن اسکواڈ کی ٹیم تھی۔ تھانے دار بچوں کی کارکردگی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ انہوں نے کہا کہ کل سخاوت علی کا کیس عدالت میں جائے گا جہاں اس کا جسمانی ریمانڈ لے کر اس سے باقی گینگ کا بھی پتا چلایا جائے گا۔ دوسرا وہ ڈی پی او صاحب سے سفارش کریں گے کہ وہ آپ کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے آپ کی بہادری پر آپ کو کوئی اعزاز بھی دیں۔

چوہدری حاکم علی، راشد اور مشن اسکواڈ کی ٹیم اب گاؤں جانے کی بجائے سیدھے عبیرہ کے گھر آئے۔ عبیرہ کے گھر والے انہیں دیکھ پہلے تو پریشان ہوئے۔ لیکن جب انہیں عبیرہ کے کارنامے کا پتا چلا تو سب نے اسے گلے سے لگا لیا۔

''عبیرہ بیٹا آپ کو کیسے شک ہوا کہ کالا یرقان پھیلنے کی وجہ مضر صحت دودھ ہے۔'' چوہدری حاکم علی نے عبیرہ سے پوچھا۔

''انکل ایک دن میں نے دیکھا کہ ہماری مانو بلی جو بہت شوق سے دودھ پیتی تھی۔ میں نے اس کے سامنے پیالے میں دودھ رکھا تو اس نے دودھ سونگھا ضرور لیکن پیا نہیں۔ پھر اسی دن امی نے بتایا کہ دودھ گرم کرنے پر جتنی گاڑھی بالائی آتی ہے اتنی گاڑھی بالائی تو ان کے گاؤں کی بھینسوں کے خالص دودھ میں بھی نہیں ہوتی تھی۔ بس یہ دو نکتے تھے۔ جس سے مجھے شک ہوا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔''

''لیکن یہ تو ساری دال ہی کالی نکلی۔'' افرا کی بات پر سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔ اگلے دن ہی ایک نئی خبر سب کی منتظر تھی کہ سخاوت علی اکیلا اس مکروہ دھندے میں ملوث نہیں تھا بلکہ یہ ایک گروہ تھا۔ جو مختلف علاقوں میں مضر صحت دودھ تیار کرتا تھا اور شہروں میں مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ ایک ہی رات میں پولیس کی مار نے سخاوت علی سے مکروہ دھندا کرنے والے گروہ کا پتا پوچھ لیا تھا۔ اگلے دن یہ خبر پورے شہر میں پھیل چکی تھی اور گھر گھر مشن اسکواڈ کا چرچا تھا۔ پھر واقعی ایک دن انہیں بہ ذریعہ دعوت نامہ شہر کے بڑے ہال میں ایک تقریب میں مدعو کیا گیا۔ جہاں شہر کی انتظامیہ اور شہر کے لوگ مشن اسکواڈ کی ٹیم سے ملنے کے لیے بے چین تھے۔ ڈی پی او اور ڈی سی او نے اپنے ہاتھوں سے ان کے سینوں پر تمغۂ اعزاز لگایا۔ اس تمغۂ اعزاز پر جہاں مشن اسکواڈ کی ٹیم خوش تھی وہاں سب ہی خوشی سے نہال ہو رہے تھے۔

(اگلے شمارے میں پڑھنا نہ بھولیے گا ''مشن اسکواڈ'' کا دوسرا کارنامہ)

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

درج ذیل دیئے گئے جوابات میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ حضورؐ نے اسلام کی دعوت کس پہاڑ پر چڑھ کر دی؟

i۔ کوہِ مروا ii۔ کوہِ صفا iii۔ کوہِ طور

2۔ یہ غالب کا شعر مکمل کریں:

کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ ...............

3۔ اسٹیٹ بینک کا افتتاح کب ہوا؟

i۔ یکم جولائی 1948ء ii۔ یکم جولائی 1949ء iii۔ یکم جولائی 1950ء

4۔ آنسو جھیل سطح سمندر سے کتنے فٹ کی بلندی پر واقع ہے؟

i۔ 13550 فٹ ii۔ 13551 فٹ iii۔ 13552 فٹ

5۔ سب سے ہلکی دھات کون سی ہے؟

i۔ ریڈیم ii۔ لیتھیم iii۔ المونیم

6۔ دو یا دو سے زائد دھاتوں کو آپس میں ملا کر نئی دھات کو کیا کہتے ہیں؟

i۔ سیسہ ii۔ بھرت iii۔ ایٹم

7۔ عمرانیات کا مطلب کیا ہے؟

i۔ انسانی معاشرت کا علم ii۔ الفاظ کا علم iii۔ پودوں کا علم

8۔ نظم "سلطان ٹیپو کی وصیت" کس شاعر نے لکھی ہے؟

i۔ علامہ اقبالؒ ii۔ الطاف حسین حالیؔ iii۔ اکبر الٰہ آبادی

9۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ کب پیدا ہوئیں؟

i۔ 31 جولائی 1891ء ii۔ 31 جولائی 1892ء

iii۔ 31 جولائی 1893ء

10۔ پاکستان کے شہر فیصل آباد کا پرانا نام کیا ہے؟

i۔ منٹگمری ii۔ لائل پور iii۔ خان گڑھ

## جوابات علمی آزمائش جون 2017ء

1۔ روم 2۔ ترکی 3۔ 27600 مربع گز 4۔ جابر بن حیان 5۔ تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے 6۔ سلطان جلال الدین 7۔ نہج البلاغہ 8۔ کاربن 9۔ 1951ء 10۔ بیجنگ

اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے 3 ساتھیوں کو بذریعہ قرعہ اندازی انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

☆ کائنات فاروقی، راول پنڈی (150 روپے کی کتب)

☆ طٰہٰ یٰسین، حیدر آباد (100 روپے کی کتب)

☆ ارمش مبشر، لاہور (90 روپے کی کتب)

**دماغ لڑاؤ سلسلے میں حصہ لینے والے کچھ بچوں کے نام بذریعہ قرعہ اندازی:**

محمد عمیس خان، ڈیرہ غازی خان۔ محمد شادمان صابر، خانیوال۔ رفیق احمد ناز، ڈیرہ غازی خان۔ زوہیب مظہر، جڑانوالہ۔ محمد شاہ میر لودھی، فیصل آباد۔ مریم علی، کراچی۔ محمد عبداللہ ثاقب میر، پشاور۔ محمد احمد خان غوری، جویریہ غوری، بہاول پور۔ مہوش قدیر، قلعہ دیدار سنگھ۔ شیخ نافع احسان محسی، ملتان۔ طلحہ خضر حیات، مانانوالہ۔ ہادیہ، ڈیرہ غازی خان۔ جواد احمد فراز، لاہور۔ کرن افضل، بھوآنہ۔ طلحہ قطب، لاہور۔ ضوبیہ خان، فیصل آباد۔ اسامہ ظفر رعبہ، مری۔ مبشرہ فاطمہ، سیال کوٹ۔ ناظرہ مقدس، شیخوپورہ۔ وقاص عالم، ساہی وال۔ مبشرہ عمر، لاہور۔ خواجہ اویس احمد، مظفر آباد۔ خدیجہ تحریم، رینالہ خورد۔ مطیع اللہ بلوچ، جڑانوالہ۔ محمد بلال صدیقی، کراچی۔ ہانیہ نور بٹ، راول پنڈی۔ عروبہ امین، کراچی۔ اجر خان، نوشہرہ۔ عزیر رائے احمد، کمالیہ۔ محمد اسد، کراچی۔ عدن سجاد، جھنگ۔ ماہین شاہد، گکھڑ منڈی۔ علینا اختر، کراچی۔ عائشہ شہزاد، لاہور۔ ایمن فاطمہ، ملتان۔ اقدس ایمان، چکوال۔ حسن نواز، گوجرانوالہ۔ ملک محمد احسن، راول پنڈی۔ فاخر زمان، کرک۔ بشریٰ صفدر، تلہ گنگ۔ انیقہ عزیز، میانوالی۔ عائشہ رؤف، راول پنڈی۔ کشف حسین، جوہر آباد۔ سمیع اللہ، ساجد شیخ، عبداللہ، ماجد شیخ، اسد اللہ ساجد، گوجرانوالہ۔ مہر اکرم، لاہور۔ محمد داؤد، لاہور۔ صدام حسین قادری، عائشہ فاطمہ قادری، نفیسہ فاطمہ قادری، خدیجہ نشان، حسن رضا سردار وصفی، کاموکی۔ بشریٰ حسینی، کلور کوٹ۔ محمد سلمان عبداللہ، چشتیاں۔ مصعب حیدر، راول پنڈی۔ ردا عدیل، لاہور۔ ایاز احمد، لاہور۔ جویریہ خالد، اقصیٰ خالد، اسلام آباد۔ ذرشین، لاہور۔ محمد عمر اشرف آرائیں، خانیوال۔ محمد منیب ستار، سیال کوٹ۔



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

**مدیرہ تعلیم وتربیت: السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟**
جون کا شمارہ لاجواب تھا۔ تمام کہانیاں زبردست تھیں۔ سعید لخت کی کہانی بہت اچھی ہوتی ہے۔ ناول "ویران جزیرے کا راز" بہت اچھا ہے۔ آپ اشتیاق احمد کا ناول اور کہانیاں بھی شائع کیا کریں۔ میں آپ کو ایک کہانی بھیج رہا ہوں۔ پلیز ضرور شائع کیجئے گا۔ تعلیم وتربیت زندہ باد۔ (محمد ولید، لاہور)

☆ آپ کہانی بھیجیں اور ٹیلی فون پر رابطہ کریں۔

کیسی ہیں آپ؟ امید کرتی ہوں خیریت سے ہوں گی۔ ارے ارے کہاں چل دیئے اتنا لمبا خط دیکھ کر پہلے پڑھ تو لیجئے پھر سوچیے گا اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکنا ہے یا پھر رسالے کی نذر کرنا ہے۔ جو بھی کیجئے آپ کی مرضی۔ ہم میں اتنی سکت کہاں کہ آپ کو روک سکیں۔ کیوں کہ مدیرہ آپی بہت اچھی ہیں یہ مکھن نہیں لگا رہی اب تو خالص مکھن ملتا کہاں ہے۔ اب رسالے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فضا کی آہٹوں کو ذرا رکنے کا کہوں
کوئی جا بیٹھا ہے یادوں کی آغوش میں

اب یادوں سے واپس آتے ہیں اور تعلیم وتربیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کیا کہنے بھئی اس رسالے کے جتنی تعریف کی جائے اتنی کم ہے۔ اس ماہ کا رسالہ تو کسی رسالے کی جوبلی نمبر سے بھی کمال کا تھا۔ ہر کہانی سپر ڈوپر ہٹ تھی۔ آپ بھی رسالے کا جوبلی نمبر شائع کیجئے۔ شروع سے آخر تک رسالہ پڑھا تو دل نے کہا اس بار آپ بھی کچھ لکھ کر بھیجیں، سو لکھنے بیٹھ گئے۔ اتنا لمبا خط اب یہ خط ضرور ردی بی بی کی نظر جائے گا۔ آ رہے ہیں ردی بی بی۔ بہت کچھ لکھنا ہے۔ اگلے شمارے میں لکھیں گے یا پھر اس کے اگلے شمارے میں کیوں کہ کہتے ہیں: "روز کا آنا جانا قدر کھو دیتا ہے۔"
اب چلتے ہیں اللہ حافظ۔ جلد ہی ملیں گے۔ ردی بی بی آپ سے بھی۔ پورا خط شائع نہیں بھی کرنا تو تھوڑا سا کر دیجئے گا۔ بہت پیار سے لکھا ہے۔ تعلیم وتربیت کی قاری۔ (ماریہ اعظم، قلعہ دیدار سنگھ)

☆ ڈیئر ماریہ! بہت شکریہ خط لکھنے کا اور اپنی تحریریں بھی بھیجیں۔

آپ کی محفل میں بڑے ادب سے سلام۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ٹھیک ٹھاک ہیں اور آپ کی محفل میں حاضر خدمت ہیں۔ شروع کرتے ہیں سرورق سے۔ سرورق دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ تعلیم وتربیت کی علمی دنیا میں کئی چمن آباد ہیں۔ آیئے مسکرائیں، میری بیاض سے، آپ بھی لکھیے، ہونہار مصور اور دیگر خوش نما گلستان اپنی تاثیر اور مہک سے ذہنوں کو تروتازہ بنا رہے ہیں۔ میں بھی ہر ماہ اپنا پھول اس چمن میں لگانے کی کوشش کرتی ہوں، مگر افسوس! اگلے ماہ میرے خط کو تعلیم وتربیت میں جگہ نہیں دی جاتی۔ مجھ سا مظلوم کون ہے۔ چلو کوئی بات نہیں۔ کبھی ہمارے خط کو بھی عروج ملے گا۔ جون کے شمارے میں سرورق سے لے کر ہونہار مصور تک ہر کاوش آپ لوگوں کی محنت کا ثبوت ہے۔ تعلیم وتربیت کی تعریف اور آپ سب کی محنت کو سراہنے کے لیے ہماری لغت میں الفاظ ختم ہو جاتے ہیں۔ جون کا شمارہ ہر لحاظ سے بہت اچھا تھا۔ ساری کہانیاں لاجواب تھیں۔ ہر سلسلہ اس بار بے مثال اور لاجواب تھا۔

امید ہے اس بار خط شامل کرے گے ضرور
ہم بھی ڈٹے ہوئے ہے خط شامل کروانے کے لیے

(عیشہ فاطمہ، فیصل آباد)

☆ پیاری عیشہ! پیارا سا خط لکھنے کا شکریہ۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔ مجھے آپ کا رسالہ بہت پسند ہے۔ میرا دنیا میں سب سے محبوب رسالہ تعلیم وتربیت ہے۔ مجھے تعلیم وتربیت بہت پسند ہے۔ یہ میرا تیسرا خط ہے لیکن میرے دونوں خط شائع نہیں ہوئے۔ پلیز اس دفعہ میرا خط شائع کر دیں میں دس سال کی ہوں اور پانچویں جماعت کی طالبہ ہوں۔ آپ کو رمضان اور عید بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ آپ کے رمضان اور عید بہت ساری خوشیوں کے ساتھ گزارے اور آپ کے رسالے کو بھی ہمیشہ محبوب اور پیارا رسالہ رکھے (آمین)۔ اب میں آپ سے اس چھوٹے سے شعر کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں:

پاکستان کا پرچم پیارا
تعلیم و تربیت بہت نرالا



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یہ میں نے آپ کے لیے خود بنایا ہے۔ (نامعلوم)

پیاری اور اچھی ایڈیٹر صاحبہ کیسی ہیں آپ؟ میں آپ سے ناراض ہوں کیوں کہ آپ نے میری کوئی بھی چیز شائع نہیں کی تھی۔ یہ میرا دوسرا خط ہے۔ پلیز یہ ضرور شائع کیجیے گا ورنہ میں آپ سے پکا ناراض ہو جاؤں گی۔ اچھا گلے شکوے چھوڑتے ہیں اور کام کی بات کی طرف آتے ہیں۔ اس ماہ کا رسالہ سپرہٹ تھا۔ ہر چیز ہی سبق آموز تھی۔ مجھے رسالہ پڑھنے کا بہت مزہ آیا۔ میں نے اس دفعہ آپ بھی لکھیے، کھوج لگایئے اور دماغ لڑاؤ میں حصہ لیا ہے۔ اگر اچھی کہانی ہوئی تو ضرور شائع کیجیے گا۔ تعلیم و تربیت میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ میں اسے دو سال سے باقاعدہ پڑھتی آ رہی ہوں۔ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔ ہم نے بہت وقت لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو ترقی دے۔ آمین۔

تعلیم و تربیت میرا ہے پسندیدہ رسالہ
اس میں بسا ہے علم کا خزانہ

(مبشرہ فاطمہ، سیال کوٹ)

☆ پیاری مبشرہ! اپنی تحریریں بھی بھیجیں۔ خط کا شکریہ۔

میں 2009ء سے تعلیم و تربیت کا مستقل قاری ہوں۔ رسالے میں روز بروز ترقی آ رہی ہے۔ ''ذائقہ کارنر'' اور ''اوجھل خاکے'' کا سلسلہ دوبارہ شروع کریں۔ اس میگزین کو ہمارے گھر میں سبھی لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ تعلیم و تربیت ایک بہترین معلوماتی رسالہ ہے۔ سلسلہ ''کھوج لگایئے'' میں پہلی دفعہ حصہ لیا ہے۔ میرا یہ پہلا خط ہے پلیز! ضرور شامل کیجیے گا۔ اللہ اس میگزین کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔ (آمین) (محمد عاشر، چکوال)

آپی! آپ بھی کیا کہتی ہوں گی ناں...... کہ بار بار آ جاتی ہوں۔ کیا کروں اتنا پیارا رسالہ ہے یہ اور پھر میں بار بار آنے پر مجبور ہو جاتی ہوں۔ تعلیم و تربیت میں لگاتار دو مرتبہ خط شائع ہوا تو ہم نے خوب داد سمیٹی۔ جون کے رسالے کی تو بات ہی نہ کریں...... یہ صرف محاورہ تھا یہ نہ ہو کہ آپ حقیقت میں مجھے بات کرنے سے منع کر دیں۔ جون کا شمارہ بہت اچھا تھا۔ اچھا بھی کیسے نہ ہوتا ہمارا خط جو شائع ہوا تھا۔ تمام کہانیاں لاجواب تھیں۔ اب اجازت چاہوں گی۔

آخر میں یہ شعر تعلیم و تربیت کے لیے:

خطوط کے آنے جانے کا سلسلہ جاری ہے
آپ پیچھے ہٹیے اب میری باری ہے

یہ ننھی سی شاعرہ نے اپنے ننھے سے دماغ سے سوچ کر اور ننھے سے ہاتھوں سے شعر خود لکھا ہے۔ (زویا رفاقت، بھمبر)

☆ ڈیئر زویا اتنا پیارا خط...... دل خوش ہو گیا آپ کی محبتوں کو دیکھ کر۔ آئندہ بھی اپنی تحریروں کے ساتھ آیئے گا۔

آپی امید ہے کہ آپ اور میرے تعلیم و تربیت کی پوری ٹیم بخیر و عافیت ہوں گے۔ میں تقریباً تین سال سے تعلیم و تربیت پڑھ رہی ہوں۔ آپ کو میری پہچان تو ہو ہی ہو گئی ہو گی۔ آپی میں اس مرتبہ خط اس امید سے لکھ رہی ہوں کہ ضرور شائع ہو گا لیکن لگتا ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ پلیز میری تحریریں شائع کر دیا کریں۔ اللہ اللہ کر کے مہینہ ختم ہوتا ہے اور انتظار کے باوجود کوئی تحریر شائع نہیں ہوتی تو دل ٹوٹ جاتا ہے۔ چلیں چھوڑیں۔ اب ذرا تعلیم و تربیت کی بھی بات ہو جائے۔ جون کے رسالے میں تمام کہانیاں ٹاپ پر تھیں۔ میں نے تعلیم و تربیت کے لیے ایک شعر خود لکھا ہے امید ہے پسند آئے گا:

ڈھونڈتی ہوں ''تعلیم و تربیت'' تجھ میں کمی اوصاف کیا ہے
تعریف نہ کروں تیری تو یہ انصاف کیا ہے

اب اجازت چاہوں گی۔ (کشف جاوید، فیصل آباد)

☆ کشف! آپ کو تو ہم خوب پہچانتے ہیں۔ آپ کی پسندیدگی کا شکریہ۔

عید کی خوشیاں مبارک ہوں، امید ہے آپ اور آپ کی ٹیم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہو گی۔ مجھے ہر ماہ تعلیم و تربیت کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اداریہ سے لے کر بلاعنوان تک تمام سلسلے بہت ہی اچھے تھے۔ (عفت سراج، ڈیرہ غازی خان)

## جگہ کی کمی کے باعث صرف نام شائع کیے جا رہے ہیں

خدیجہ گل سید، چارسدہ۔ محمد داؤد، لاہور۔ ارم شہزادی، جہانیاں۔ ثمن چوہدری، شیخوپورہ۔ ایاز احمد، لاہور۔ وقاص عالم، ساہی وال۔ عینیہ، واہ کینٹ۔ غزالہ حبیب، سائرہ حبیب، تاندلیانوالہ۔ عبدالرحمٰن، شکیل الرحمٰن، شرقپور شریف۔ گل شان سردار، ساہی وال۔ وردہ زہرہ، جھنگ صدر۔ محمد طیب، سرائے نورنگ۔ حفصہ عمر، گجرات۔ محمد عرفان آفریدی، جمرود۔ خدیجہ تحریم رینالہ خورد۔ ابرار الحق، رابعہ جنگ۔ ماہین خالد، فصیحہ احمد، فیصل آباد۔ خواجہ اویس احمد، مظفر آباد۔ محمد شماس حسین، بہاول پور۔ معظمہ منور، ننکانہ صاحب۔ محمد احمد رضا انصاری، کوٹ ادو۔ زروا چوہدری، شیخوپورہ۔ حافظ خنساء اقبال، جہانیاں۔ ماہین،



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

# خوبصورت جھیلوں کی وادی

# وادیٔ کاغان

رانا محمد شاہد

قدرتی وسائل، بے مثال خوب صورتی اور دل موہ لینے والے مناظر...... یہ ہے وادیٔ کاغان۔ پاکستان کی سیاحت کا مرکز۔ وادیٔ کاغان سطح سمندر سے تقریباً 7500 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس وادی میں کم و بیش 9 چھوٹی بڑی خوب صورت جھیلیں ہیں۔ جو اندرون و بیرون ملک سیاحوں کے لیے کشش کا باعث ہیں۔ اپنی خوب صورت جھیلوں کی وجہ سے وادیٔ کاغان کو ''جھیلوں کی نیلگوں سرزمین'' بھی کہا جاتا ہے۔

وادیٔ کاغان کا سارا علاقہ تقریباً 800 مربع کلو میٹر کے علاقے پر محیط ہے۔ یہاں کے مقامی لوگ موسم سرما میں اپنے مال مویشی سمیت گرم اور میدانی علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ وادیٔ کاغان کی مشہور خوب صورت جگہوں میں جھیل سیف الملوک، لولوسر جھیل، جھیل دودی پت اور آنسو جھیل شامل ہیں۔ ان خوب صورت جھیلوں نے وادیٔ کاغان کی خوب صورتی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ہر سال ہزاروں سیاحوں کو ان جھیلوں کی خوب صورتی کھینچ لاتی ہے۔ جو اس علاقے کی معاشی و اقتصادی حالت کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس وادی کا موسم سرما، گرمی کی نسبت طویل ہوتا ہے۔ پہلے اس وادی کا راستہ کچا تھا مگر اب شاہراہ کاغان کی تعمیر نے اس وادی کی ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں۔

وادیٔ کاغان بالاکوٹ کے بعد شروع ہوتی ہے۔ بالاکوٹ کو وادیٔ کاغان کا دروازہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ضلع مانسہرہ کے قریب واقع ہے۔ بالاکوٹ سے وادیٔ کاغان کا سفر جیپ، ویگن یا کار کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ یہ تین چار گھنٹے کا سفر ہے۔ سڑکیں پختہ اور سفر آرام دہ ہے۔ بل کھاتے راستے سفر کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ دریائے کنہار کی چاندی کی طرح بل کھاتی لکیر اور گرمیوں میں پتھروں سے ٹکراتا رم جھم کرتا پانی اس وادی کے حسن و جمال کو بے مثال بنا دیتا ہے۔ یہ دریا اپنی اصل قوت لولوسر جھیل سے ہی حاصل کرتا ہے اور پھر تمام وادی میں سفر کرتے ہوئے بالآخر بالاکوٹ پہنچتا ہے۔ بالاکوٹ سے گزر کر یہ وادیٔ کاغان کی حدود سے نکل جاتا ہے اور بالآخر دریائے جہلم میں ضم ہو جاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وادیٔ کاغان کی پُرشکوہ چوٹیوں کی برف اور دل کش جھیلوں کا پانی آخرکار دریائے جہلم میں ضم ہو کر اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ دریائے کنہار کے پانی کو آنکھوں کے لیے بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے مقامی افراد اس دریا کو ''نین سکھ'' بھی کہتے ہیں۔

تاریخی لحاظ سے وادیٔ کاغان الگ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ وادی شہید مسلمان مجاہدین کی امانت ہے۔ خصوصاً سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید جن کی عظیم قربانیوں کی بدولت نہ صرف دین اسلام کو عروج و تازگی ملی بلکہ وادیٔ کاغان بالاکوٹ کو بھی لازوال شہرت اور عزت عطا ہوئی۔ اس وادی کی خوب صورتی پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس لیے اندرون و بیرون ملک سیاحوں کی ایک کثیر تعداد



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یہاں سیاحت کے لیے آتی ہے۔ یہاں زیادہ تر گوجر برادری کے لوگ آباد ہیں۔ یہاں کی بہترین زبان ہندکو ہے۔ البتہ اردو اور انگریزی سے بھی شناسائی ہے۔ پشتو، پنجابی اور سرائیکی بھی سمجھی جاتی ہے۔ وادی میں تمام نسل کے لوگ آباد ہیں۔ زیادہ تر سواتی، مغل، سادات کشمیری، کوہستانی اور گوجر ہیں۔ مقامی افراد نہ صرف مقامی بلکہ جدید کھیلوں سے بھی اچھی طرح آگاہ ہیں۔ لوگوں کا پسندیدہ کھیل کرکٹ ہے۔ البتہ مقامی کھیل کبڈی اور رسّہ کشی مقبول کھیل ہیں۔

وادیٔ کاغان میں گندم، مکئی، مٹر، چاول اور آلو کی کاشت بکثرت ہے۔ اس کے علاوہ پھلوں میں خوبانی، عناب، سیب اور اخروٹ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس خوب صورت وادی کا صرف 5 فیصد حصہ قابل کاشت ہے۔ وادی کے جنگلات دیودار، چیڑ اور کیکر سے بھرے نظر آتے ہیں۔ یہاں کے لوگ بھیڑ بکریاں شوق سے پالتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھوڑے اور خچر کی بھی بہت اہمیت ہے۔ جو سواری کے کام آتے ہیں یعنی وادی میں کئی دشوار گزار علاقے ایسے ہیں جہاں پہنچنے کے لیے گھوڑوں اور خچروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چیتا، نافہ، ریچھ، کھن چوا، ہرن، چکور اور تیتر اس وادی کی خوب صورتی کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔

وادیٔ کاغان میں جابجا خوب صورت ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ ہر علاقے کی ضرورت کے مطابق ہوٹل اور ریسٹورنٹ موجود ہیں۔ یعنی قیام و طعام کی جدید ترین سہولتیں موجود ہیں۔ وادی میں سڑکوں کا جال بچھا نظر آتا ہے۔ بل کھاتے، کچھ کچے اور کچھ پکے راستے اور خوب صورت عمارتیں وادی کے حسن میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ وادیٔ کاغان ایک بڑی وادی ہے۔ جس میں تمام اہم ہل اسٹیشن واقع ہیں۔ جہاں ضرورت کی تمام اشیاء مناسب قیمتوں پر مل جاتی ہیں۔

یہاں ہاتھوں سے بنایا جانے والا سامان یعنی گھریلو دست کاریوں کو بھی کافی شہرت حاصل ہے۔ خواتین کی شال، بچوں کے لیے لچکا، بیڈ شیٹ اور لکڑی سے بنی اشیاء یہاں کی مشہور دست کاریاں ہیں۔ یہاں عام حالات میں موسم تقریباً خشک رہتا ہے۔ تاہم سردیوں میں برف باری کے بعد موسم انتہائی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ سیاحوں کے علاوہ طالب علموں کی ایک بڑی تعداد بھی اس وادی کا رخ کرتی ہے۔ جو ہنٹنگ، فشنگ اور کیمپنگ جیسی سرگرمیوں سے لطف اٹھاتے ہیں۔

اس علاقے کی آب و ہوا سردیوں میں سرد ہوتی ہے۔ اکثر سردیوں میں وادیاں برف کی چادر اوڑھ لیتی ہیں اور یوں راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اکثر گرمیوں میں موسم خوش گوار رہتا ہے۔ لوگ گرم کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں۔ کئی جگہوں پر کہر اور بادل چھائے رہتے ہیں۔ راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ کئی مقامات پر دھوپ بھی نکل آتی ہے۔ البتہ زیادہ تر حصے پر بارشوں اور تیز ہواؤں کا راج رہتا ہے۔ اس وادی کی لوک داستانیں بھی مشہور ہیں۔ درشی منشی اور سیف الملوک کی رومانوی داستانیں زبانِ زد عام ہیں۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

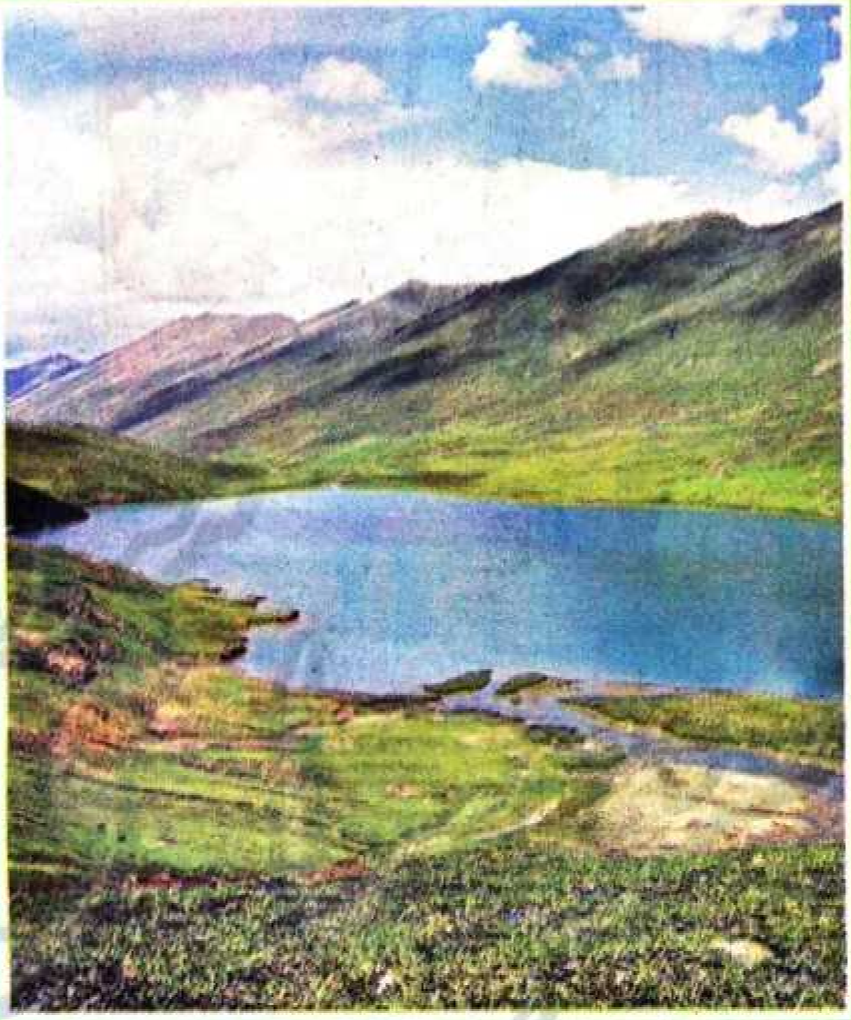

**آنسو جھیل:**

وادیٔ کاغان کی اس چھوٹی سی جھیل نے اپنی خوب صورتی کی وجہ سے سیاحوں میں اسے بے پناہ مقبول بنا دیا ہے۔ اس جھیل کی ایک خوب صورتی یہ بھی ہے کہ یہ جھیل سیف الملوک کی قربت میں واقع ہے۔ اس جھیل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وادیٔ کاغان کی تازہ دریافت ہے یعنی اسے منظر عام پر آئے کچھ عرصہ ہی ہوا ہے۔ دنیا میں شاید ہی کہیں اتنی چھوٹی جھیل کو اتنی پذیرائی ملی ہو۔ لفظ آنسو سے ہی ظاہر ہے کہ جھیل کی شکل آنسو کے مشابہ ہے۔ یہ جھیل سارا سال برف کا لبادہ اوڑھے رکھتی ہے۔ یہ جھیل سطح سمندر سے 13550 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ آنسو جھیل کی قدرتی دل کشی اور خوب صورتی اسے منفرد بناتی ہے۔ کشش کی اصل وجہ اس کی بناوٹ ہے۔ جو قدرتی طور پر آنسو کے قطرے کے مشابہ ہے اور یہی اس کی وجہ شہرت ہے۔ جھیل سیف الملوک سے خچر کے ذریعے بھی آنسو جھیل تک پہنچا جا سکتا ہے۔ یہ علاقہ چوں کہ غیر آباد ہے۔ اس لیے کھانے پینے اور رہائش کا سامان ساتھ لے کر آئیں۔

**لولوسر جھیل:**

یہ جھیل وادیٔ کاغان کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ ہر سال لاتعداد سیاح اس جھیل کی خوب صورتی سے لطف اندوز ہونے کے لیے آتے ہیں۔ اسی طرح کثیر تعداد میں نقل مکانی کرنے والی مرغابیاں بھی اس جھیل کی خوب صورتی کو بڑھاتی ہیں۔ کشمیر اور وادیٔ کاغان کی سرحد پر واقع یہ جھیل ٹراؤٹ مچھلی کی افزائش کے لیے بھی ایک بہترین جگہ ہے۔ اس جھیل کے قریب ہی پوربی نار کا مقام ہے۔ جہاں سینکڑوں مجاہدین شہید کر دیئے گئے تھے۔ انہی شہیدوں کی نسبت سے اس علاقے کو ''شہید کھڈ'' بھی کہا جاتا ہے۔

**دودی پت سر جھیل:**

یہ جھیل وادیٔ کاغان کے انتہائی شمال میں واقع ہے۔ وادیٔ کاغان سے یہاں پہنچنے کے لیے تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت طے کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے اس جھیل تک رسائی آسان نہیں۔ یہاں بھی پہاڑوں کی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ جب کہ میدان اور ہموار زمین مال مویشیوں کی چراگاہوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس علاقے کی خوب صورتی ایک نظر دیکھنے والوں کو خیمے ڈالنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ گائیڈ کی رہنمائی کے بغیر یہاں کے چھپے اور اوجھل نظاروں سے لطف اٹھانا ممکن نہیں ہوتا۔ دودی پت سر انتہائی اونچے اور غیر آباد علاقے پر واقع ہے۔ جس کی وجہ سے بہت کم تعداد یہاں کا رخ کرتی ہے۔ ذرائع آمد و رفت بھی مناسب نہیں۔ تین، چار گھنٹے کا تھکا دینے والا سفر ہے۔ خچر اور گھوڑے سے یہ سفر طے کیا جا سکتا ہے۔ ٹراؤٹ مچھلی یہاں کی بھی خاص سوغات ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ وادیٔ کاغان آئیں تو جہاں جھیل دودی پت سر کی خوب صورتی کا نظارہ کریں، وہیں یہاں پائی جانے والی لذیذ ترین ٹراؤٹ مچھلی ضرور کھائیں۔ یہ مچھلی کھا کر آپ سب تھکاوٹ بھول جائیں گے۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# اُلٹا نگر کے موٹو شاہ

سعید لخت

اُلٹا نگر کے بادشاہ سلامت جب اکڑ کر دربار میں داخل ہوئے تو نقیب نے کڑک کر کہا۔ ”باادب، باملاحظہ ہوشیار۔ شہنشاہِ معظم، اعلیٰ حضرت فرماں روائے اُلٹا نگر تشریف لاتے......!“

پکارنے والا ابھی پوری بات بھی نہ کر پایا تھا کہ بادشاہ سلامت دھڑام سے وزیرِ اعظم کے قدموں میں گر پڑے۔ وزیرِاعظم نے چار پانچ سپاہیوں کی مدد سے حضور کو بڑی مشکل سے اٹھایا۔ بادشاہ سلامت کانپتے ہوئے اٹھے اور ڈانٹ کر بولے۔ ”یہ کون بدتمیز ہمارے سامنے گر پڑا؟“ وزیرِاعظم سر کھجا کر بولے۔

”میرے خیال میں تو حضور خود ہی گر پڑے تھے۔ اِرر۔ معاف۔“

”کون ہم؟ یعنی مابدولت؟“ وہ چیخ کر بولے۔

ٹھہر جا! تجھے اس گستاخی کا ہم ابھی مزا چکھاتے ہیں۔ کوئی ہے؟“

دو سپاہیوں نے آ کر فرشی سلام کیا۔ ”لے جاؤ اسے۔“ بادشاہ سلامت نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ ”اور اس کی ناک میں بھس بھر دو۔“

سپاہیوں نے کچھ دیر کی تو بادشاہ نے اچھل کر فرمایا۔

”میں کہتا ہوں۔ لے جاؤ۔“ اور پھر دھڑام سے نیچے گر پڑے۔

اصل میں بات یہ تھی کہ اُلٹا نگر کے بادشاہ سلامت اتنے موٹے تھے کہ بس بہت ہی موٹے تھے۔ ایک تو بے تحاشا موٹاپا، اور دوسرے آپ کی داہنی ٹانگ بائیں ٹانگ سے کچھ چھوٹی تھی اس لیے بادشاہ سلامت کو ذرا سی بھی ٹھوکر لگتی تو آپ بھد سے نیچے گر پڑتے اور فٹ بال کی طرح زمین پر لڑھکتے پھرتے۔ اس وقت آپ کے سامنے کسی کا آجانا غضب ہی ہو جاتا۔ گرنے کا سارا غصہ اس پر اتارتے اور جب تک اس کی ناک میں بھس نہ بھروا دیتے، تب تک چین نہ لیتے۔ چناں چہ کوئی درباری ایسا نہ تھا جس کی ناک میں بھس نہ بھرا گیا ہو۔

جسم موٹا ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ سلامت کی عقل بھی بہت موٹی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ بادشاہ سلامت کسی کرسی پر بیٹھتے اور وہ آپ کے بوجھ سے چرچرا کر ٹوٹ جاتی تو بادشاہ سلامت نہ صرف کرسی بنانے والے کی بلکہ اس کے پورے خاندان کی ناک میں بھس بھروا دیتے۔

اسی لیے ملکہ نے محل کی ساری کرسیاں اور مسہریاں لوہے کی بنوا دی تھیں۔ لیکن اس پر بھی کبھی نہ کبھی ایک آدھ مسہری بادشاہ سلامت کے بوجھ سے ٹوٹ ہی جاتی۔ یہ دیکھ کر بعض آدمی تو سوچنے لگتے کہ بادشاہ سلامت موٹے زیادہ ہیں یا بھاری۔

بادشاہ سلامت کے بے تحاشا موٹاپے اور بے عقلی سے ویسے تو ساری رعایا ہی پریشان تھی۔ مگر وزیرِاعظم اور ملکہ کی تو جان آفت میں تھی اور جب سے بادشاہ سلامت نے وزیرِاعظم صاحب کی



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ناک میں بھس بھروا دیا تھا، تب سے تو وہ اور بھی ڈرنے لگے تھے اور ہر وقت ایسی تجویزیں سوچتے رہتے کہ کسی طرح بادشاہ سلامت کا موٹاپا ختم ہو، تاکہ ان کی اور رعایا کی جان اس مصیبت سے چھوٹے۔ ایک دن ملکہٗ عالیہ کے پاس وزیرِاعظم گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور کراہتے ہوئے بولے، ''ارے ملکہٗ عالیہ! آپ نے کچھ اور بھی سنا؟''

''کیا؟'' ملکہ ہڑبڑا کر بولیں۔

''کیا بتاؤں ملکہٗ عالیہ!'' وزیرِاعظم پیٹھ کھجا کر بولے۔ ''حضور بادشاہ سلامت نے تو لوگوں کی زندگی حرام کر دی ہیں۔''

''کچھ کہو گے بھی کہ......'' ملکہ خفا ہونے لگیں۔

''کہوں کیا ملکہٗ عالیہ؟'' وزیرِاعظم نے منہ بسور کر کہا۔ ''کسی کم بخت نے حضور سے یہ کہہ دیا کہ شہر کے تمام بچے آپ کو ''موٹو شاہ'' کہتے ہیں۔

بس آپ نے فوج کو حکم دے دیا ہے کہ وہ سارے شہر کے بچوں کو پکڑ کر ان کی ناک میں بھس بھر دے۔'' ''یہ تو بڑی بُری بات ہوئی۔'' ملکہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔ ''اس سے تو رعایا میں بے چینی پھیل جائے گی۔''

''جی ہاں! اور کچھ عجب نہیں کہ لوگ حکومت کے خلاف بغاوت کر دیں۔''

وزیرِاعظم صاحب بولے۔

''بغاوت......؟'' ملکہ سہم گئیں۔

''جی ہاں! بغاوت......'' وزیرِاعظم نے جوش میں آ کر میز پر مکا لگایا اور جب چوٹ لگی تو ہاتھ سہلانے لگے۔

''تو پھر کیا کیا جائے؟'' ملکہ نے پوچھا۔

وزیرِاعظم سوچ کر بولے۔ ''میرے خیال میں تو بادشاہ سلامت کے دُبلا ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ حضور کو روٹی ذرا کم دیا کریں۔'' ملکہ تن فن کر بولیں۔

''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ بادشاہ سلامت میری ناک میں بھی بھس بھروا دیں؟''

''ارے نہیں ملکہٗ عالیہ!'' وزیرِاعظم شپٹا کر بولے۔

''پھر ہمیں کوئی اور ہی تدبیر سوچنی پڑے گی۔''

اتنے میں ایک نوکر بھاگا ہوا ملکہٗ عالیہ کے پاس حاضر ہوا۔

''ملکہٗ عالیہ آپ کو بادشاہ سلامت یاد فرما رہے ہیں۔''

ملکہ جلدی سے بولیں ''ابھی آتی ہوں۔''

نوکر چلا گیا تو ملکہ وزیرِاعظم سے بولیں۔

''اُلو کی طرح میرا منہ کیا تک رہے ہو۔ کچھ بولو؟''

وزیرِاعظم نے پہلے کچھ دیر سوچا اور پھر ایک دم خوشی کا نعرہ مار کر بولے۔

''آہا! ملکہٗ عالیہ! ایک بڑی اچھی ترکیب دماغ میں آئی ہے۔ شہر سے کچھ دور جو پہاڑ ہے، اس میں ایک بڑا زبردست



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جادوگر رہتا ہے۔ اگر اس سے مدد طلب کی جائے تو شاید وہ کوئی ایسی دوا یا منتر بتا دے، جس سے بادشاہ سلامت کا موٹاپا کم ہو سکے۔''

ملکہ خوشی سے ہاتھ ملتے ہوئے بولیں۔ ''بس بالکل ٹھیک ہے۔ تم آج ہی اور ابھی اس کے پاس جاؤ۔''

وزیراعظم صاحب نے جھک کر سلام کیا اور چلے آئے۔

اب یہ بھی کچھ اتفاق تھا کہ بادشاہ سلامت جتنے موٹے تھے وزیراعظم صاحب اتنے ہی دبلے پتلے اور دھان پان تھے۔

انہوں نے سوچا کہ اگر میرا بھی دبلاپن دور ہو جائے اور میں ذرا سا موٹا ہو جاؤں تو کیا ہی اچھی بات ہو۔ یہ سوچ کر وہ خوشی سے اچھل پڑے اور جادوگر کو سارا حال کہہ سنایا۔

''اچھا یہ بات ہے۔'' جادوگر اپنی خوف ناک آنکھیں گھما کر بولا۔

''یہ لو موٹا ہونے کی دوا۔ اگر چھپکلی بھی کھائے تو پھول کر ہاتھی ہو جائے۔ اور یہ لو دبلا ہونے کی دوا۔ اگر اسے ہاتھی بھی کھائے تو پسّو بن جائے۔''

وزیراعظم خوشی خوشی دونوں دوائیں لے کر چلے آئے۔ مگر آ کر یہ بھول گئے کہ موٹا ہونے کی دوا کون سی ہے اور دبلا ہونے کی کون سی۔ بھولے سے بادشاہ سلامت والی دوا تو وہ خود چڑھا گئے اور اپنے والی دوا بادشاہ سلامت کو دودھ میں ملا کر پلا دی اور نتیجے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ سلامت کا پیٹ پھول رہا ہے۔ گھبرا کر بولے۔ ''ارے حضور! آپ کا پیٹ!'' بادشاہ سلامت جھلا کر بولے۔ ''کم بخت میرا پیٹ دیکھ رہا ہے۔ تو اپنے آپ کو تو دیکھ۔'' وزیراعظم صاحب نے گھبرا کر اپنے اوپر نظر ڈالی۔ تو یہ دیکھ کر ان کی روح فنا ہو گئی کہ وہ اور دبلے پتلے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ کچھ دیر بعد بادشاہ سلامت تو پھول کر غبارہ ہو گئے اور وزیراعظم سوکھ کر ہڈیوں کا پنجر۔ جب وزیراعظم کا سارا گوشت گھل گیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں تو وزیراعظم کا قد گھٹنا شروع ہوا اور گھنٹہ بھر کے بعد آپ کا قد دو فٹ رہ گیا اور بادشاہ سلامت کی توند چھت سے جا لگی۔

اور پھر اتنے زور کا دھماکہ ہوا کہ سارا شہر ہل گیا۔

تمام فوج، امراء اور لوگ دوڑ پڑے۔ آ کر کیا دیکھتے ہیں کہ بادشاہ سلامت تو پھٹے پڑے ہیں اور ان کے پاس ایک چیونٹی رینگ رہی ہے۔

یہ وزیراعظم تھے جو گھٹتے گھٹتے چیونٹی کے برابر رہ گئے تھے۔

☆☆☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

| | | | |
|---|---|---|---|
| عُمیرہ احمد | صائمہ اکرام | عُشنا کوثر سردار | اشفاق احمد |
| نمرہ احمد | سعدیہ عابد | نبیلہ عزیز | نسیم حجازی |
| فرحت اشتیاق | عفت سحر طاہر | فائزہ افتخار | عنایتُ اللّٰہ التمش |
| قُدسیہ بانو | تنزیلہ ریاض | نبیلہ ابر راجہ | ہاشم ندیم |
| نگہت سیما | فائزہ افتخار | آمنہ ریاض | مُمتاز مُفتی |
| نگہت عبدُاللّٰہ | سباس گُل | عنیزہ سید | مُستنصر حُسین |
| رضیہ بٹ | رُخسانہ نگار عدنان | اقراء صغیر احمد | علیمُ الحق |
| رفعت سراج | اُمِ مریم | نایاب جیلانی | ایماےراحت |

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com

ننھے قارئین

# پوچھو تو جانیں

1- ننھے منے گول مٹول
سو ساتھی ہیں انمول
مل کر رسی کو پکڑیں وہ
ساتھ ساتھ رہیں گے وہ

2- تاروں پہ چل کے آئے
وہ خود ہی تار بنائے

3- ہر حال میں رنگ جماتا ہے
ہر گھر میں پایا جاتا ہے
ناچ دکھائے خبر وہ لائے
بجلی جائے تو چلا جائے

(محمد عادل آصف، تلونڈی)

4- ماما ، ماما ، بازار جانا
میرے جیسا لڑکا لانا

5- ایک ایسی دیکھی نار
تیس بیٹیاں بیٹے چار

6- ہر چیز کو جوڑے آپس میں ایسی ہے وہ پگلی
ہر طرف سے موٹی ہے ، ایک طرف سے پتلی

7- تین حرفوں کا میرا نام
کھانے کے میں آتا ہے کام !
الٹا سیدھا ایک سمان
نہ میں لڈو نہ میں پان

(امامہ رحیم، جوہر آباد)

8- موسم ہو جائے مرضی جیسا
آئے چاہے گرمی یا خزاں
بہار ہو یا موسم سرما
اس پھل کو ہر پھل میٹھا پایا

(حیدر علی حجازی، لاہور)

جوابات: 1- تسبیح 2- مکڑی 3- ٹیلی ویژن 4- آئینہ 5- مہینہ، ہفتہ
6- سوئی 7- نان 8- صبر کا پھل

# نقطے ملائیے

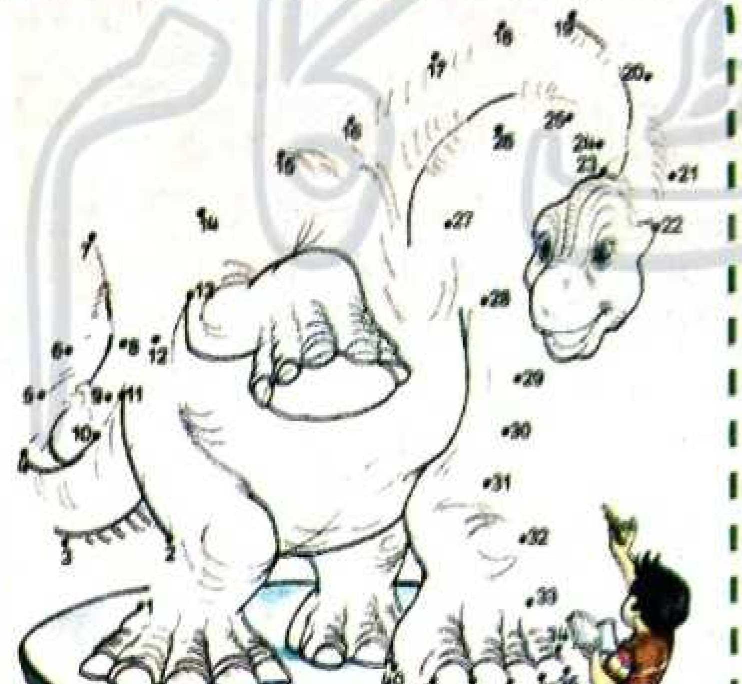



www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

# بلاعنوان

اس تصویر کا اچھا سا عنوان تجویز کیجیے اور 500 روپے کی کتب لیجیے۔ عنوان بھیجنے کی آخری تاریخ 10/ جولائی 2017ء ہے۔

جون 2017ء کے "بلاعنوان کارٹون" کے لیے جو عنوانات موصول ہوئے، اُن میں سے مجلسِ ادارت کو جو عنوانات پسند آئے، اُن عنوانات میں سے یہ ساتھی بہ ذریعہ قرعہ اندازی 500 روپے کی انعامی کتب کے حق دار قرار پائے۔

- آج کل کے لوگوں کو ہم داد دیتے ہیں، ٹیبل کا سارا سامان پیٹ پر لاد لیتے ہیں (کشف جاوید، فیصل آباد)
- اتنا نہ ہو حیران میرے عزیز، صرف پیٹ ہی کو بنایا ہے میز (اسامہ ظفر راجہ، ملکہ کوہسار)
- پُرخوری کا انجام نہ دیکھ، ہماری خوش خوراکی دیکھ (ثمین مقصود، لاہور)
- رمضان میں ہوگی افطار پریکٹس، یہ تو ہے بس نیٹ پریکٹس (حیان مرزا، حیدر آباد)
- "نہیں محتاج "ٹیبل" کا جسے خوبی خدا نے دی" (شیخ نافع احسان محسن، ملتان)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# ہونہار مصور

## موسم برسات

تصاویر صرف افقی رخ میں ہی بنائیں۔

عیشۃ الراضیہ، لاہور (پہلا انعام: 195 روپے کی کتب)

ہادیہ عامر، سرگودھا (دوسرا انعام: 175 روپے کی کتب)

یسریٰ رانا، کلورکوٹ (تیسرا انعام: 125 روپے کی کتب)

عبدالرحمٰن طاہر، سیال کوٹ (چوتھا انعام: 115 روپے کی کتب)

اسامہ ظفر راجہ، مری (پانچواں انعام: 95 روپے کی کتب)

کچھ اچھے مصوروں کے نام بہ ذریعہ قرعہ اندازی: مائزہ غفور، واہ کینٹ۔ ہادیہ آصف، لاہور۔ کاشف فرید گھلو، ہزاری۔ مناہل عدیل، لاہور۔ ثمن چوہدری، شیخوپورہ۔ لائبہ مریم، رحیم یار خان۔ زروا چوہدری، شیخوپورہ۔ سیدہ تحریم مختار، لاہور۔ الوینا اشرف، منڈی بہاؤ الدین۔ ایمان حیدر، راول پنڈی۔ جویریہ خالد، اسلام آباد۔ مہک نذیر، اسلام آباد۔ عبداللہ نذیر، فیصل آباد۔ سیدہ زینب سمیع، لاہور۔ فصیحہ احمد، فیصل آباد۔ لائبہ اقبال، لاہور۔ شاندانہ یار محمد تنگی، چارسدہ۔ میرب راشد، لاہور۔ کشف جاوید، فیصل آباد۔ محمد حسنین طوروی، جہلم۔ صبغہ نور اسحاق، وزیرآباد۔ محمد سعد خالد، چنیوٹ۔ ہادیہ خالق، ڈیرہ غازی خان۔ آمنہ عاصم، راہوالی۔ آنیہ کاشف، میانوالی۔ زارا خان، میانوالی۔ حافظ محمد ذیشان، سرگودھا۔ ماریہ شمس، اسلام آباد۔ اریبہ فضہ گل، نوشہرہ۔ ذنیرہ جاوید، لاہور۔ انیقہ رؤف۔ لیبہ بٹ، لاہور۔ علی عبداللہ۔ نادیہ رفیق، خانیوال۔

ہدایات: تصویر 6 انچ چوڑی، 9 انچ لمبی اور رنگین ہو۔ تصویر کی پشت پر مصور اپنا نام، عمر، کلاس اور پورا پتا لکھے اور اسکول کے پرنسپل یا ہیڈ مسٹریس سے تصدیق کروائے کہ تصویر اسی نے بنائی ہے۔

اگست کا موضوع
یوم آزادی
آخری تاریخ 8 اگست

جولائی کا موضوع
موسم برسات
آخری تاریخ 8 جولائی


www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طلبہ و طالبات کے لیے فیروز سنز کی معیاری لُغات

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

ہدایات برائے آرڈرز: پنجاب: 81۔ڈی/1، مین بلیوارڈ، گلبرگ، لاہور۔ 042-111-626262

سندھ اور بلوچستان: پہلی منزل، مہران ہائیٹس، مین کلفٹن روڈ، کراچی۔ 021-35867239-35830467

خیبر پختونخواہ، اسلام آباد، آزاد کشمیر اور قبائلی علاقے: 277۔ پشاور روڈ، راول پنڈی۔ 051-5124970-5124897


WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY